



بِأَمْرِ الْمَلِكِ الْمُتَمَنِّعِ الْمَلِكِ الْمُتَمَنِّعِ

مختصر نبوت کے موضوع پر نایاب یادگار  
رسائل کا اہم مجموعہ

# پیغامِ ہدایت

از  
مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب دہلوی  
حضرت مولانا منظور احملی جزیونی رحمہ اللہ

مرتب  
مولانا محبوب احمد  
مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا



ختم نبوت کے موضوع پر نایاب و یادگار رسائل کا اہم مجموعہ

# پیغام ہدایت

از

سفیر ختم نبوت مناظر اسلام قاطع مرزا سیت فاتح ربوہ

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

**مرتب**

مولانا محبوب احمد

مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

**ناشر**

مدرسہ جامعہ محمودیہ جادیوالی

ڈاک خانہ لکھانی براستہ وہوا، تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان

Ph:0334-4102548

فَالْأَوَّلُ قَبْلِي فِي الْبَرِّ وَالْآخِرُ

مُحَمَّدٌ



أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ

وَلَا تَرْسُولَ لِلَّهِ إِلَّا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ

محمد باپ نہیں کسی کا تھا نہ مردوں میں، لیکن رسول ہے اللہ کا اور ختم ہے نبیوں کا

Muhammad is not the father of any one of your men, but the Messenger of ALLAH (God) and the Seal upon all the Prophets.

فَالَّذِي مَلَأَ الْأَعْلَاءَ وَالْأَسْفَلَ

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

میں آختم ایشیائین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

## انتساب

مناظر اسلام سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی

کے مشائخ عظام

تلامذہ

## منتسبین

اور تحریک ختم نبوت کے مجاہدین کے نام

اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ

جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائیں !!

## فہرست عنوانات

|    |   |
|----|---|
| 5  | انتساب  |
| 14 | کلمات ہائے کات خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم |
| 16 | تقدیم از جع طریقہ رہبر شریعت حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہم              |
| 19 | رائے گرامی تعلق العصر یادگار سلاف حضرت مولانا محمد تاج صاحب مدظلہم        |
| 20 | تقریظ از حضرت مولانا زاہد ارشدی صاحب مدظلہم                               |
| 21 | تقریظ از حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب مدظلہم                     |
| 23 | تقریظ از حضرت مولانا محمد الیاس صاحب چنیوٹی مدظلہم                        |
| 25 | عرض مرتب  |
| 28 | تحمایمانی (از حضرت مولانا عبدالحق نعیمی)                                  |
| 31 | سازت وازی کی خوش قسمتی (حضرت مولانا عبدالحق نعیمی کا ورد)                 |
| 32 | کیفیت مباحثہ قادیانی  |
| 34 | تقریر مباحثہ  |
| 35 | مرزا قادیانی کے جھوٹ  |
| 36 | مرزا کی توہین انبیاء  |
| 37 | مرزائیوں کے علاوہ   |
| 41 | لطیفہ   |
| 44 | اس کے بعد   |
| 45 | مباحثہ کا دوسرا دن  |
| 49 | قول صاحب  |
| 50 | پیسائیوں کا ایک اشتجار  |
| 50 | رسول قادیانی  |
| 51 | پھر الہام ہوا   |
| 55 | تیسری تاویل   |
| 61 | خطاب یہ مسلمانان سازت وازی  |
| 63 | قادیانی اور ان کے عقائد   |
| 67 | مقدمہ حضرت نور علی  |
| 70 | رائے گرامی مفتی اعظم مصر  |
| 71 | کلمۃ المؤمنین   |
| 73 | دعاوی مرزا  |

- 82 اپنے دل لاکھ سے زیادہ نشان
- 83 مرزا کا وفات اللہ سے متعلق
- 85 عقائد مرزا
- 87 مرزا جی کے وحی، کتاب، نبوت اور قسم نبوت کے بارے میں عقائد
- 89 مرزا صاحب کے حضرت عیسیٰ، مہدی، جال اور دلیہ، لارنس ویا جوج، جوج کے بارے میں عقائد
- 91 عیسیٰ کو گالیوں اور ان پر بہتان
- 93 ابن مرید، جال اور یا جوج ویا جوج
- 96 اپنے والد قادیان کے متعلق مرزا صاحب کے عقائد
- 98 مسجد اقصیٰ
- 99 مرزا نے جوج کا حج سے بارے میں عقیدہ
- 100 قادیانی اور انگریزوں کی حکومت
- 100 پچاس دھاریاں
- 100 پچاس ہزار کتابیں اور رسالے
- 101 پچاس ٹھوڑے پچاس سوار
- 101 ساتھ برس کی عمر تک اہم کام
- 102 قدیم خدمت گزار
- 102 انگریزی حکومت کا قلعہ اور تعویذ
- 103 میری اور میری جماعت کی جانے پڑھ
- 103 انگریزوں کا خود کاٹھ پودا
- 104 میرا مذہب اور اصول
- 104 قادیانی اور جہد
- 106 مرزا صاحب پر ایمان نہ لانے والے کا فر اور جہنمی
- 106 غیر قادیانیوں سے نکاح کفر ہے
- 107 غیر احمدیوں کے چھپے نماز قلعہ حرام ہے
- 108 مصلحت کسی غیر احمدی کے چھپے نماز پڑھ لینے کا حکم
- 110 مرزا کیوں سے ایک سوال
- 111 خاتمہ
- 113 الحقائق (اصول)
- 114 تعارف
- 115 تھانق اسنیہ بجواب لو فکر یہ
- 121 قادیانی مفادات

221

سیاست وادب وریث

123

آغا دینت نبویہ سے قلعہ استدلال کا جواب

126

حضرت عتیقی کی عمر کی بحث

128

دس ہزار کا پتیل

129

اقوان پر رنگان کا غلط سہارا

129

حضرت امام، کتب پر بہتان

132

حضرت امام بخاری پر بہتان

133

حافظ ابن جریر پر بہتان

135

امام حنیفی پر بہتان

136

امام حنیفی پر بہتان

138

شیخ عبدالحق محدث دہلوی پر بہتان

138

نواب محمد یحییٰ حسن پر بہتان

139

خان محمد نیکو کے بارے پر بہتان

139

شیخ محمد بن عبدالباقی بخاری پر بہتان

143

قادیانیوں کو مبلغ دس ہزار کا دوسرا پتیل

143

دیانت صحیح علیہ السلام کے منکر پر فتویٰ نگر

144

تلاصہ کلام

144

نجات پانے والا ۳۷۷ سال فرقہ

146

پودھوں کی صدی کا تجویز

147

دس ہزار کا ایک اور پتیل

148

سفیر ختم نبوت حضرت چلیوٹی

149

القول الصحيح لخواصنا فی الحق امیر

162

امام ابن تیمیہ پر بہتان

165

علامہ ابن عربی پر بہتان

167

حقیقی مسیح اور جعلی مسیح میں تقابل

167

مرزا امام احمدی شائستہ

168

قادیانیوں کی خدمت میں توبہ کی درود مستند اچھا

170

تصویر کے دور رخ

171

مرزا صاحب کی تہذیب و شائستگی

172

مرصع گالیوں

173

غیر محرم عورتوں سے احتیاط

- 174 گول منہ اور لمبے منہ والی دو کٹواری لڑکیاں  
175 رات کے بارہ بجے  
176 نہنپ کو سرد  
176 بھانو  
177 عائشہ  
177 مرزا صاحب کے جھوٹ  
178 پہلا جھوٹ  
179 دوسرا جھوٹ  
179 تیسرا جھوٹ  
180 چوتھا جھوٹ  
180 پانچواں جھوٹ  
180 ایک مناظرہ  
181 پانچ صد روپیہ نقد انعام  
181 سرزانا ام احمد کے متضاد اقوال  
182 تناقضات مرزا  
183 سچ مرزائی کی پہچان  
184 تو پہلیاں بوجھ تو جانیں  
184 قادیانی تصویر کا پسار رخ  
185 اندھے کو اندھا کہتا بھی دل دکھاتا ہے  
187 مریدوں کو نصیحت  
188 مرزائی کا بدن بان کے بارے میں آخری فتویٰ  
189 تصویر کا دوسرا رخ (عام مسلمان جو مرزا قادیانی کو نہیں مانتے)  
190 تو جین علماء کرام و حجاجہ شینان  
191 اکابرین اسلام کو نام بنام گالیاں  
192 تو جین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں  
192 تو جین حضرت ابو بکر صدیق  
193 تو جین حضرت علی  
193 تو جین حضرت ابو ہریرہ  
193 تو جین حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
195 تو جین حضور سرور کائنات خاتم الانبیاء علیہ السلام  
196 انگریزی نبی  
197 خود فیصلہ کیجئے



- 200 مرزا کی کہانی خود انکی زبان
- 200 میں کس کا لگایا ہوا پورا ہوں
- 201 میں کس مقصد کے لیے آیا
- 201 دو نور (نور نور کو کھینچتا ہے)
- 202 میرا مذہب
- 202 خاندانی خدمات
- 202 انگریزوں سے وفاداری اور خدمات
- 203 چونسٹھ گھوڑے اور پونسٹھ سوار
- 203 اپنی تمام عمر
- 203 گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت
- 204 میں بریں
- 204 ساتھ بریں کی عمر تک اہم کام
- 204 میری کوشش
- 204 پچاس الماریاں
- 205 پچاس ہزار کتابیں
- 205 عمر کا اکثر حصہ
- 206 خدا اور رسول کا فرمان
- 206 ہرگز جہاد درست نہیں
- 206 جہاد قطعاً حرام ہے
- 207 دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
- 207 بعض اقل
- 207 شریعہ اور بدعات
- 208 ایک حرامی اور بدکار
- 208 سخت بد ذاتی
- 208 سخت نادان بد قسمت اور ظالم
- 208 سخت جاہل اور سخت مالاکٹ
- 209 انگریزوں کی خوشامد اور کاسہ لیس
- 209 میں انگریزی حکومت کا قلم اور تلوے ہوں
- 209 میری اور میری جماعت کی پناہ
- 210 ہرگز ممکن نہ تھا
- 210 انگریزوں کا شکر خدا کا شکر ہے

- 210 ہمارا اور ہماری ضرورت کا فرض  
211 میرے دلگداز میں  
211 میری جماعت  
211 میرے مرید  
212 میرا گروہ  
212 جیسی روح ویسے فرشتے  
212 انگریز فرشتے  
213 عجیب و غریب انگریزی الیہات  
215 غیر معقول اور بیہودہ امر  
215 ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے کیا ہے؟  
215 سو ہم دعا کرتے ہیں  
216 وفاداری کا اعتراف  
217 نفس مر اسلہ  
222 حرف بقدر اند  
223 پیش لفظ  
226 گزارش احوال واقعی  
227 اک حرف نامحاذ کا بھی تحقیق نہ کرنا  
233 تمی اور رسول  
235 صحابی  
237 ام المؤمنین  
239 مسجد اذان  
243 عام مسلمانوں کے متعلق  
244 خلاۃ اسلام کے متعلق  
244 سولان شام اللہ امرتسری کے متعلق  
245 مولانا علی الحارثی مجتہد مدنی کے متعلق  
245 مولانا عبد اللہ لدھیانوی کے متعلق  
245 پیر مہر علی شاہ تولڑوی مرحوم کے متعلق  
245 مولانا رشید احمد کننگوی دیوبندی کے متعلق  
245 جینین ایک ہزار روپے نقد انعام  
247 حرف آخر  
247 حکومت سے مطالبات  
248 بزرگ خیال و لحق کا ذریعہ کارنامہ (آرائینس)

249

مجموعہ تعذیرات پاکستان کی ترمیم

249

بعض مقدس ہستیوں اور متبرک مقامات کے متعلق نکتہ دس القاب

251

قادیانی سے اپنی ماں نہ بنائے

253

چیش گوئی

254

ایک عظیم شان پیش گوئی

254

لڑکی کی رشوت کا غیر شرعیانہ مطالبہ

254

دو بے گناہوں کو ملاقی اور بیٹے کو ماق

255

الہامی دھمکیاں

255

چودھوے جو جھوٹے نکلے

256

کذب مرزا کے دو عظیم شان (مرزا سلطان محمد صاحب

257

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ

257

مرزا صاحب اپنے فتوے کی روشنی میں

258

قادیانیوں کی آخری کوشش

259

محمدی بیگم کی زیارت

263

اندونیشیا کی زبرہ خونا

267

دوبارہ طاقت کی خواہش

270

آخری دعا

271

قارئین کی دلچسپی کے لیے محمدی بیگم کے بیٹوں اور داماد کے خطوط

276

مرزا نیت کا غیرت نامک انجام

277

فتویٰ شیخ ابوالیسر عابدین مفتی اعظم جمہوریہ شام

278

وزارت داخلہ شام کی کارروائی

278

مکتوب مفتی اعظم جمہوریہ شام

279

انٹرنیشنل پولیس کا اعلامیہ

279

اخبارات میں اعلان

279

قادیانی مرکز کو سربراہ کر دیا گیا

280

مفتی اعظم شام کا اظہار اطمینان

281

مفتی اعظم مصر کا فتویٰ

282

پورے عالم اسلام کا حنفیہ فیصلہ

282

رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی قرارداد

284

متحدہ عرب امارت میں قادیانیوں پر پابندی

284

قادیانیوں کے متعلق پاکستان کی مختلف عدالتوں کے فیصلے

286

پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ

287

لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ

288

سپریم کورٹ آف پاکستان

291

ربوہ کا مسند میل ہو گیا

292

ربوہ چناب نگر کیسے بنا

292

قادیانیوں کی غداری

293

مہو لے پر خدا کی پھنکار

294

مرزا قادیانی کا ایک اور عجیب الہام

295

خدا کی قدرت کا ظہور

295

مستقل نئے شہر کی خطرناک سازش

296

جسلی تاش

296

ضلع سیالکوٹ

296

ضلع شیخوپورہ

296

ضلع جھٹک

297

نئی بستی کی بنیاد اور اس کا نام

299

ربوہ نامہ، کچھ جس ایک دوسری بھی حسرت

300

شہید لی نامہ کی مختصر رائے

301

افریقی ممالک کا پہلا دورہ

302

ایک ہم جنوں مجاہد دوست

302

صوفی برکت علی مرحوم سالار والے سے ملاقات

303

حضرت مفتی محمود صاحب سے استماع

305

صدر ضیاء الحق سے دینہ نورہ سے ملاقات

307

پنجاب اسمبلی میں قرارداد

308

قرارداد بامک کا اعلیٰ میاں صاحب کا تحریری وعدہ

308

تاؤن کمیٹی ربوہ کی قرارداد

309

میاں نواز شریف سے ملاقات

309

سیکرٹریٹ سے چھٹی

310

امام عبید اللہ شیعہ سیکل اور ڈاکٹر عبداللہ عرصیہ کے خطوط

310

بیرونی ممالک سے قراردادیں

310

ہدیہ تحریک اور عرض مزید

311

پنجاب اسمبلی کے دیگر ممبران سے ملاقاتیں

- 311 دکاء سے مشورے
- 312 ۱۹۹۷ء کے الیکشن میں کامیابی
- 313 اسمبلی کے چار بجے کی سکرٹری سے مشورہ
- 313 غلط جواب پر بحریک استحقاق
- 314 اسمبلی میں مختصر قرارداد
- 314 ڈائریکٹر یونیورسٹی ملاقات
- 315 صدر تارڑ اور راجہ ظفر الحق صاحب سے ملاقات
- 315 دستخطوں کی مہم
- 316 صدر تارڑ سے ملاقات
- 318 سپیکر پنجاب اسمبلی سے ملاقات
- 318 قرارداد کی منظوری
- 320 بشارت عظمیٰ کی خوشخبری دینی میں
- 321 مسجد الغریبہ دینی میں پہلا خطاب
- 321 پاکستانی قونصل خانہ میں منہائی
- 322 پریس کانفرنس
- 323 مبارکباد کے ٹیکس
- 323 دینی سے پاکستانیوں کو اپنی
- 324 جیو ٹی وی اور چناب ٹی وی میں استقبال
- 325 چناب ٹی وی میں مسلم مسجد میں خطاب اور شکرانہ کے نوافل
- 325 اسمبلی میں منہائی کی قسم
- 326 ربوہ کے متبادل نام کا تصفیہ
- 327 نواں قاریان
- 328 مولانا اللہ دسیا کی استدعا
- 328 نوٹیفیکیشن کی منظوری
- 329 چل ڈھکیاں پر احقاق
- 330 بیرون ملک دورے پر روانگی
- 330 چناب ٹی وی میں نوٹیفیکیشن
- 331 چناب ٹی وی میں اجتماع جہاد اور یادگار تقریب
- 332 قادیانیت کے نابوت میں آخری منہ
- 333 تمام سرکاری اداروں میں چناب ٹی وی میں نوٹیفیکیشن پر عملدرآمد کی کوشش
- 334 آخری منہ اور کامیابی

## کلمات بابرکات

قطب عالم شیخ المشائخ، پیر طریقت، رہبر شریعت، خواجہ خواجگان  
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

تمام اسلامی عقائد پر یقین کامل، بی اخروی نجات کا ذریعہ ہے، ان میں شکوک و شبہات نکالنا انتہائی  
خطرناک ہے۔ آج کے پرکٹھن حالات میں امت مسلمہ کو مختلف جہتوں سے فتنوں کا سامنا ہے، دنیائے  
اکفر کا اب سرا زور اسی بات پر ہے کہ کسی نہ کسی نظام نعرہ اور پروپیگنڈہ کے ذریعہ مسلمانوں کی اسلامی  
عقائد و اعمال پر گرفت کو ختم کیا جائے۔ کم از کم کمزور کیا جائے۔ اس کے لئے مختلف حربے آزمائے گئے۔

ماضی قریب میں برطانوی استعمار نے اپنے اقتدار کو طول دینے کیلئے امت مسلمہ کے متفقہ اور  
اجماعی عقیدہ ختم نبوت کے خلاف محاذ کھولا، اپنی حفاظت و دولت کی چھتری تلے قادیان کے رہائشی مرزا  
غلام احمد قادیانی کو منصب نبوت پر فائز کیا۔ لیکن غیور امت نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ایک صدی  
کے اندر اندر اس فتنہ کی کمرٹوٹ گئی۔

تحفظ عقیدہ ختم نبوت تاجدار رسالت ﷺ کے ذاتی تشخص کا تحفظ ہے۔ ہر دور میں امت کے خوش  
نصیب افراد ان محفظین میں اپنا نام درج کرواتے رہے۔ انہیں میں ایک مولانا منظور احمد چشتی رحمہ اللہ  
بھی ہیں۔ آپ ختم نبوت کے کامیاب مناظر، استاذ تھے۔ ہر فورم اور اسٹیج پر ختم نبوت کے تحفظ کی بات  
اٹھائی۔ اس عقیدہ کے تحفظ کیلئے انہیں جنون کی حد تک محبت تھی۔ حق تعالیٰ ان کی مساعی جلیلہ قبول فرما کر  
جنت میں بلندی درجات نصیب فرمائے۔

آپ کے افادات، خطبات اور مقالات یقیناً اس میدان میں کام کرنے والوں کیلئے مشعل راہ کی  
حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کے شاگرد مولانا محبوب احمد نے ہمارے عزیز القدر حضرت مولانا مفتی محمد طاہر

مسموع صاحب مدظلہ، مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کی زیر تر بیت و نگرانی مولانا چنیوٹی رحمہ اللہ کے افادات و مقالات کو مراجعت کے ساتھ یکجا کیا لے افادہ کی پہلی جلد ”دفاتر نبوت“ اور مقالات کی جلد ”مقالات شمر نبوت“ کے نام سے شائع ہو چکی ہیں۔ مزید بعدوں پر کام جاری ہے۔ انشاء اللہ یہ ان کی کامیاب کاوش ہے۔ شمر نبوت کے مبلغین، علماء، طلباء کو بالخصوص اور عوام الناس کو بالعموم ان سے استفادہ کرتے ہوئے۔

فقیر اس خوشخبری پر مبارک باد دیتا ہے۔ عند اللہ اور عند الناس قبولیت کیلئے دعا گو بھی ہے۔ حق تعالیٰ اس جدوجہد کو حضرت مولانا چنیوٹی رحمہ اللہ کیلئے صدقہ جاریہ، کم نشہ راجد ایت کیلئے موجب ہدایت اور مولانا محبوب احمد کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین

فقیر خان محمد عفی عنہ

خاندان ہمدانیہ

## تقدیم

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحمید صاحب دامت برکاتہم (مدہ مکرمہ)

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله واصحابه  
واذواجه واتباعه اجمعين

اما بعد: ”انٹرنیشنل ختم نبوت مومنٹ“ کی طرف سے سالانہ ”انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس“ ۱۷ ستمبر ۲۰۰۳ء چناب نگر میں منعقد ہوئی تو یہ سیاہ کار راقم حسب معمول اس میں شریک ہوا۔ وہاں عزیز مہکرم مولانا شفاء اللہ چنیوٹی نے جناب بھائی ہال احمد صاحب ”استاذ ادارہ دعوت وار شاد چنیوٹ“ اور جناب بھائی محبوب احمد صاحب مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا کی مرتب کردہ کتب ”دفاع ختم نبوت“ اور مقالات ختم نبوت کے مسودات دکھائے اور مجھے فرمایا کہ اس پر مقدمہ لکھوں۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا اس پر حضرت اقدس مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پانی ہو چکی ہے۔

لیکن چونکہ اس وقت یہ سیاہ کار بالکل آگے سفر کیلئے تیار نہ تھا اور سابقہ پروگرام کے مطابق لگا تار کئی شہروں کا سفر طے تھا۔ اسلئے ان حضرات سے اسی وقت لکھنے کی محذرت کر کے چند ملاحظیات ان سے متعلق لے لئے کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر ان شاء اللہ لکھ کر بھیجوا دوں گا۔ یہاں مکہ مکرمہ پہنچ کر بھی مختلف اہم کاموں میں مشغول ہو گیا۔ اور آج بھجوا دینا وقت نکال کر یہ طور لکھنے میسر۔

فاتح قادیانیت سفیر ختم نبوت حضرت اقدس مولانا منظور احمد چنیوٹی قدس اللہ سرہ اعزیز کو اللہ نے علمِ اراخ سے نوازا ہوا تھا۔ عموماً لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت چنیوٹی کو صرف رد قادیانیت اور مسائل ختم نبوت پر ہی عبور تھا۔ حالانکہ حضرت چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کو تمام ہی



شرعی علوم پر کمال کا عبور حاصل تھا۔ اسی طرح فقہن مختلفہ کو علمی اور تحقیقی انداز سے رد کرنے کا اللہ تعالیٰ نے عجیب ملکہ دیا تھا۔

اس سلسلہ میں کرمان جناب بالاس احمد اور محبوب احمد صاحبان نے جو یہ مختلف مواضع و مضامین پر مشتمل کتاب مرتب فرمائی ہے۔ اس سے خوب ظاہر ہو جائے گا کہ حضرت چلیونی کو دین و عہد کے مختلف شعبوں پر کتنا عبور تھا۔ البتہ چونکہ فقہ قادیانیت ان کے نزدیک تمام فتنوں سے انتہائی طور پر زید و خضر کا کہ فقہ تھا۔ اس لیے ان کی ساری صلاحیتیں اور کوششیں اس کی سرکوبی کیسے استعمال ہوتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان دونوں مرتبین مرام کو جزاء، غیر عطا فرمادیں کہ انہوں نے بہت اہم مجموعہ تیار فرمایا۔

اس میں جیسے کہ معلوم ہوا ہے کہ پہلے حصہ میں مسئلہ توحید باری تعالیٰ شان رسالت، ختم نبوت، حیات مسیح، عمرزا کا کردار وغیرہ کا محققانہ انداز سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور مرتبان کرام نے بھی خوب محنت کر کے ان کے اصل حوالہ جات کا اندازہ فرمایا ہے جو علمی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ پہلا حصہ دوسرا بیت کے مختلف مسائل پر مشتمل ہے۔

### دوسرا حصہ:

جو کہ فی الحقیقت (دلائل اہل سنت یعنی رد دفعیت پر مشتمل ہے) اس میں نہایت اہم مسائل کو محققانہ انداز سے ذکر کیا گیا ہے۔ خاص طور پر مسئلہ تحریف قرآن مجید، مستند امامت، پاک مذہب کے پاک مسائل، مسئلہ متعہ و تہیہ، عظمت صحابہ، دلیل بیت کرام رضی اللہ عنہم، جمیع شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، شان فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، شان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واقعہ کربلا وغیرہ کو نہایت محنت کے ساتھ باحوالہ رقم کیا گیا ہے۔ اور حضرت چلیونی رحمۃ اللہ علیہ نے ان محرر کردہ پر نظر ثانی فرمائی جو ان کے قابل اعتماد ہونے کی دلیل ہے۔

## حصہ سوم:

میں خالص علمی و تبلیغی انداز میں مختلف عبادات پر خصوصاً روزہ، زکوٰۃ و حج وغیرہ سور پر تقاریر کا مبارک مجموعہ ہے۔

اس کے علاوہ حضرت چیلوئی رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مضامین و مقالات اور رسائل کے مجموعے بھی ہیں جنہیں مرتبین کرام نے باقاعدہ حوالہ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مرتبین کرام کو اپنی شایان شان جزائے خیر عطا فرمادیں کہ انہوں نے نہایت بہرہ علمی و تحقیقی کام کر کے ہم سب پر خصوصاً احسان فرمایا اور امت اسلام پر کیسے ایک نہایت اہم اور قیمتی مواد مرتب فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان حضرات کی اس مبارک محنت و قبولیت سے سرفراز فرما کر اپنی مخلوق پر خصوصاً حضرت چیلوئی رحمۃ اللہ علیہ کے جبین و معتقدین کیلئے نافع بنا لیں۔

حضرت چیلوئی قدس سرہ العزیز کے رفیع درجہ کا ازیدہ ناکرنامہ مسلمان تارکین کو ان کے علوم و معارف اور فوہش سے مستفیض فرما کر اپنی رضا و محبت اور قرب سے قوازیں۔ آمین۔  
وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ  
وسید رسلہ و خاتم الانبیاء مبدنا وحبیبنا و مولانا محمد النبی الامی الکرم  
وعلی آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اتباعہ اجمعین وبارک وسلم تسلیما کثیرا۔

کتبہ الفقیر الی رحمۃ رب العزیز

عبدالحفیظ علی۔ مدبر

بروز ہفتہ ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ بمطابق ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۴ء

# رائے گرامی

یوگارا سلاف محقق احمر

حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ العالی

حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ نبوت کے کمال استاد تھے۔ آپ کے خطبات مقالات اور درس و اسباق کو آپ کے شاگرد مولانا محبوب احمد صاحب نے زیرِ قلم لکھا کیا ہے۔ یہ بہت اہم کام تھا۔ اس مجموعہ کی بڑی خوبی یہ ہے کہ جدید حوالہ جات سے بھی مزین ہے اور یہ نہایت مفید علمی کاوش ہے۔ اس سے استفادہ کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ان مجموعہ جات کو علماء خطباء اور مدرسین حضرات کیلئے نافع اور مفید بنائے۔ آمین

ناجیز محمد نافع عفا اللہ عنہ

محمدی شریف

۹ جولائی ۲۰۰۴ء

## تقریظ

حضرت مولانا زہد الراشدی صاحب مدظلہ العالی

(شیخ الحدیث مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

نحمدہ و نبارک و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ

و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

حضرت مولانا منظور احمد ضیونی رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی بھر قادیانیت کا تقاب کیا ہے اور صرف تحریر و تقریر کے میدان میں نہیں بلکہ اسہلی سرکاری دفاتر، بین الاقوامی اداروں اور عوامی جدوجہد کے محاذوں پر بھی قاعدانہ حیثیت سے خدمات سرانجام دیں ہیں۔ انہوں نے مختلف مواقع پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے دہل کو بے نقاب کرنے کیلئے مقالات و مضامین تحریر کیے ہیں جو مختلف رسائل و جرائد میں یا کتابچوں کی شکل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا محبوب احمد صاحب نے ان مضامین و مقالات کو کتابی شکل میں یکجا کیا ہے جو خوش آئند ہے اور تحریک ختم نبوت کے علماء کرام اور کارکنوں کیلئے بیش بہا تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو تکمیل اور قبولیت سے نوازیں اور اس مجموعہ کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین یا رب العالمین

ایڈیٹار زہد الراشدی

خطیب مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

۱۲ ستمبر ۲۰۰۲ء

## تقریظ

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب مدظلہم

دین اسلام کی بنیاد و عقائد اسلامی پر قائم ہے۔ عقائد اصول اور اعمال فروغ کثرت میں ہیں۔ عقائد ادنیٰ حیثیت اور اعمال ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ ابدی نجات کا انحصار عقائد کی تصحیح پر ہے۔ عقائد میں سے عقیدہ ختم نبوت ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ عقیدہ پورے دین اسلام کا محافظ ہے۔ اسی کی سلامتی سے دین حق باقی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد سب سے پہلے اسی عقیدہ کے تحفظ کی لئے جنگیں لڑیں۔

بھولے مدعیان نبوت آنحضرت ﷺ کے زمانے سے لے کر اب تک پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن ناکامی و خسران اکامقدر رہی۔ ماضی قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کئی ابتدائی جھوٹے دعوؤں کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا۔ علماء حق نے تقریر و تحریر، مجادلہ و مناظرہ اور بحث و مباحثہ ہر طریقہ کے ذریعہ اس کا تعاقب کیا اور اسے اپنے منطقی انجام تک پہنچایا، الحمد للہ منیٰ ذالک۔ اس کا سہرا بھی علماء ہی کے سر ہے۔

بعض خوش نصیب حضرات نے اس مقدس مشن کینے اپنی مکمل حیات مستعار وقف کر دی۔ اپنا روز عطا بچھوٹا اسی مشن کو بنالیا۔ اس لہرست میں حضرت مولانا منظور احمد چلیوٹی رحمہ اللہ کا نام انتہائی روشن ہے۔ آپ کی ہر تقریر و تحریر میں بالواسطہ یا بلاواسطہ ختم نبوت کا تذکرہ ملتا ہے۔ ختم نبوت سے انہیں دیوانگی کی حد تک تعلق تھا، ختم نبوت کے تحفظ میں ہی پوری زندگی گزاری، بھاری ہی میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ رحمۃ وسعۃ نصف صدی کے طویل عرصہ پر محیط آپ کی خدمات و تعلیمات اس مشن کے کارکنوں کیلئے مشعل راہ کا درجہ رکھتی ہیں۔

ہمارے عزیز فاضل مولانا محبوب احمد صاحب سلمہ حضرت رحمہ اللہ کے کمیز و رشید بھی ہیں، گواہ کا ذوق

ہے کہ حضرت کی تقاریر و تحریرات نئی ترتیب و سلیقہ بندی سے شائع کرا کر عام کی جائیں۔ انہی کی محنت و کوشش سے ”دفاع ختم نبوت و مقالات ختم نبوت“ کے نام سے پہلے دو کتابیں شائع ہو چکی ہیں حضرت رحمہ اللہ کے نایاب رسائل و تحریرات پر مبنی یہ تیسری جلد پیغام ہدایت کو انہوں نے جدید حوالہ جات و ترتیب سے مزین کیا ہے شروع میں حضرت مولانا عبد الکریم لکھنوی کا ایک نایاب مباحثہ بطور ابتدا سیہ کے شامل کیا ہے جس سے اس مجموعہ کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

میں نے اس مجموعہ کے بعض مقامات دیکھے ہیں امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ مجموعہ تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کے لئے ایک دستاویز ثابت ہوگی حق تعالیٰ اس مجموعہ کے مرتب اور اسکے معاونین کو بہتر سے بہتر جزاء نصیب فرمائے ہم کثیر راہ ہدایت کیلئے مشعل راہ اور حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ کیلئے صدقہ جاریہ بنائے

آمین

محمد طاہر مسعود

مہتمم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

ورکن مجلس عالمہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۵۱۳۲۷/۱۱/۱۹

## قابل قدر کارنامہ

ابن خیر تم نبوت صاحبزادہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب چنیوٹی مدظلہم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده

والد گرامی حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ کے مزاج سے جو حضرات واقف

ہیں وہ جانتے ہیں کہ آپ کا ذہن تجربہ کی تھا تحریر کی بجائے تقریر کے آدمی تھے جس کیلئے

انہوں نے اپنی تمام توانائیاں صرف کردیں حتیٰ کہ وفات سے دو دن قبل جب آپ کا بی

سکین (City Scan) کیا گیا تو ڈاکٹروں نے رپورٹ میں بتلایا مولانا چنیوٹی کے

بیمہ پیمروں میں آدھے آدھے انج کے سوراخ ہو گئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ جوانی کے

زمانے میں یہ زور دار تقریریں کرتے رہے ہیں جس سے یہ سوراخ ہوئے ہیں۔ مولانا

چنیوٹی ڈاکٹری اصولوں کے مطابق آج سے پانچ سال قبل فوت ہو چکے ہیں۔

اللہ نے ان سے بہت بڑا کام لیتا تھا جس کیلئے آپ زندہ رہے۔ حضرت والد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ وقت یہ فکر رہتی تھی کہ ختم نبوت کا پیغام ہر ذی شعور تک پہنچ جائے۔ اس

کیلئے وہ تقریر و تحریر اور شخصی مآلاتوں سمیت ہر ایک طریقہ اختیار فرماتے تحفظ ختم نبوت کا

پیغام حکمرانوں اور عوام الناس تک یکساں طور پر پہنچانے کی کوشش کرتے۔ بیان کی عقیدہ ختم

نبوت کے ساتھ عجیب لگن تھی کہ اپنے ملکی و غیر ملکی حکمرانوں کے ساتھ بار بار ملاقاتیں کر کے

قادیانیت کے خلاف تاریخی فیصلے کروانے میں کامیاب ہو گئے۔

رسائل کا یہ مجموعہ جو آپ کے ہاتھوں میں ”پیغام ہدایت“ کی صورت میں ہے یہ بھی مختلف

لواقات میں اور متعدد ملکوں میں قادیانیت کے خلاف کی جانے والی کلاشوں کا ثمر ہے۔ یہ قادیانی

عقائد کے ماحول کا پھول کھولنے کیلئے معرض وجود میں آئیں۔ اس میں ایسے چیلنج دیئے گئے ہیں کہ

جن کا جواب پوری قدیانی امت نہیں دے سکی۔ اس بات کی شدت سے ضرورت تھی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب رسالہ کو آتی کے حادثات کو نظر رکھ کر نئی ترتیب سے شائع کیا جا تا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں میرے قابل فخر اور لائق شاگرد مولوی محبوب احمد اور ان کے بڑے بھائی مولانا بابا احمد رحمہما اللہ کو جو مسلسل اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں حضرت پھیلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایک جملہ محفوظ ہو جائے ان کی کادشوں سے ”دفاع ختم نبوت اور مقالات ختم نبوت“ کے جملہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کتاب رسالہ کا مجموعہ ”پیغام ہدایت“ کی صورت میں متصد شہود پر آئے۔ یہ مجموعہ کارکنان ختم نبوت کیلئے ایک راہنما کا کام دے گا۔ میں غلام طلبا اور حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین سے بالخصوص اور عوام الناس سے بالعموم گزارش کروں گا کہ اس مجموعہ کو خرز جہاں بنا کر اس کے پیغام کو کلی عام کر دیں۔

میں اس جملہ مسلسل اور محنت شاقہ پر ان دونوں بھائیوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں حق تعالیٰ ان کے تیک عزائم میں ترقیات و کامیابیاں عطا فرمائے ان کی تمام کوششات و شرف قبولیت سے نوازیں۔

اس موقع پر میں تہذیب سے عکس زد ہوں حضرت مولانا مفتی محمد طہیز مسعود صاحب مدظلہم مجتہم جامدہ مقلد العلوم سرگودھا کا جن کی سرپرستی سے یہ ممکن کام ممکن ہوا۔ اور برادر مکرم حضرت مولانا محمد شریف حیدری صاحب تونسوی مدظلہم کا جنہوں نے خاص طور سے اس کی طباعت کا بندوبست فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جنہوں نے اس کتاب کی طباعت میں جس نوع کا بھی تعاون کیا ہے اپنی شایان شان جزائے خیر نصیب فرمائے۔ خدا کرے یہ مجموعہ ہم کردار ہدایت کیلئے ”پیغام ہدایت“ اور حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیلئے عمدہ جاریہ ثابت ہو۔ آمین

محمد الیاس چینیوٹی

نمبر ۲۰۰۰، بروز محمد السہارک



## عرض مرتب

عقیدہ ختم نبوت ایمان کی اساس و بنیاد ہے اس کے بغیر دین اسلام کا تحفظ محال ہے اسی وجہ سے سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے دور خلافت کے آغاز ہی میں جھوٹے مدعیان نبوت کا قلع قمع کیا۔ بائیس ہزار کے قریب مرتدین کو تہ تیغ کر کے ختم نبوت کا تحفظ کیا مگر ختم نبوت و مرتد کی اصولی و شرعی سزا ایسی ہے جو اسوہ صدیقی سے واضح ہے۔

ماضی میں اسلامی فوجدانوں نے برکت ختم رسالت مآب ﷺ کے ساتھ صدیقی سپریم کورٹ سے نافذ شدہ ہزاروں کے تسلسل کو باقی رکھا۔ برطانوی استعمار کی سازشوں سے امت مسلمہ مختلف فرقوں میں بٹ گئی۔ مسلمانوں پر غلط و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے دینی و دنیوی لحاظ سے مسلمان پسماندگی کی انتہا کو پہنچ گئے اس دینی و دنیوی فوج تفریق میں قادیان کے رب کی منشی غلام احمد کو منصب "نبوت" پر فائز کیا گیا جس نے تدریجاً بتدریج مجدد مامورین ائمہ مہدی، مسیح مہدی، نبی اور رسول اللہ ﷺ وغیرہ ہونے کے دعوے کیے۔ ان حالات میں امت اجماعیت سے محروم تھی کسی فرد واحد کی مختلف قیادت و سیادت میسر نہیں تھی۔ علماء حق ہی نے اس موقع پر تہذیبی تسلسل کو باقی رکھا۔ عوام ان اس کو عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت سے آگاہ کیا فتنہ قادریہ تہمت سرکوبی کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیں۔

رضی اللہ عنہما کے اکابر علماء کے اس تاریخی ورثہ کی محافظت کے لیے دیگر علماء کرام کے ساتھ ساتھ حق تعالیٰ نے حضرت مولانا منظور احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی منتخب فرمایا آپ فاضل قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اہم شاگرد تھے۔ آپ نے پوری زندگی اسی مشن میں گزار دی۔ ختم نبوت کیسے ہر فورم و سطح پر آواز بند کی اور انتہائی اہم کامیابیاں حاصل کیں۔ ملکی و غیر ملکی مسلمانوں کی دینی رہنمائی اور قادیانیت پر ہجرت نامہ کرنے کیلئے

آپ نے انتہائی اہم مفید اور جامع رسائل بھی تحریر کیے جو شائع ہو کر کافی عرصہ سے دنیا میں تھے۔ انہیں فی ترتیب اور جدید حوالہ جات کے ساتھ شائع کرنے کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی حق تعالیٰ جل شانہ کے فضل و کرم سے اس کام میں تو اوقات کے برعکس جلد ہی کامیابی حاصل ہوئی۔

اس مجموعہ کی افادیت کو دو چند کرنے، تعلیمات کا بر محفوظ کرنے اور آنے والی نسلوں تک پیغام اکابر پہنچانے کیلئے حضرت مولانا عبدالشکور ٹکنوی رحمۃ اللہ علیہ کے انتہائی دایاب و کامیاب منظرہ بعنوان ”تحدایمانی“ بھی ابتداء میں شامل کیا ہے۔ حضرت استاذ کیم مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے اہم دایاب رسائل جو بعض ”چودہ میزائل“ میں پورے بعض الگ طور پر شائع ہوئے تھے سب کو جدید ترتیب و حوالہ جات سے یکجا کر کے ”پیغام ہدایت“ کے نام سے آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

اس مجموعہ کی تیاری حضرت استاذ کیم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد طاہر مسعود صاحب مدظلہم جنہم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا اور حضرت استاذ کیم صاحبزادہ مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب مدظلہم کی سرپرستی و حوصلہ افزائی اور مولانا ثناء اللہ چنیوٹی مولانا بدر عالم چنیوٹی کے تعاون سے ممکن ہوئی۔

جدید ترتیب و حوالہ جات کی تلاش میں برادر کبیر مولانا بلال احمد صاحب اور عزیز میاں مولوی زبیر احسن سلمہ معظم جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا نے بہت زیادہ محنت و معاونت فرمائی ان کے علاوہ کئی دیگر ساتھیوں نے بھرپور تعاون فرمایا۔

حق تعالیٰ ان سب حضرات کی سرپرستی و تعاون کو قبول فرما کر اپنی شایان شان جزائے غیر نصیب فرمائیں۔

آخر میں محسن مکرم برادر معظم حضرت مولانا محمد شریف حیدری صاحب مدظلہم مدبر مدبر

جامعہ محمودیہ ہادیوں کی تو تسہ ذریعہ تہ نری خات کا شکر یہ ادا کرنا انتہائی ضروری سمجھتا ہوں جن کی ذاتی کوشش و لگن اور عقیدہ ختم نبوت سے والہانہ محبت کی بدولت یہ مجموعہ طباعت کے مراحل طے کر سکا ہے۔

حق تعالیٰ ان کی محنت و محبت کو شرف قبولیت سے نوازیں اور دارین کی ترقیات عطا فرمائیں۔ علماء کرام کی خدمت میں انتہائی ادب سے التماس ہے کہ مطالعہ کے بعد اس ”مجموعہ“ میں موجود فروگزاشت اور غلطی سے متنبہ و آگاہ فرمائیں اور اس کی نسبت مرتب کی طرف ہوگی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا قصور وار نہ ٹھہرایا جائے۔ عند اللہ اور عند الناس قبولیت کی دعا بھی فرمائیں۔

حق تعالیٰ اس مجموعہ کو مٹ نہ شستہ راہ ختم نبوت کیلئے حقیقی معنوں میں ”پیغام ہدایت“ مسلمانوں کیلئے باعث استقامت حضرت استاذِ ایم رحمۃ اللہ علیہ کیلئے صدقہ جاریہ اور بندہ کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

محبوب احمد

مدرس جامعہ مفتاح العلوم سرگودھا

۱۳۲۷ھ بمطابق ۱۴ دسمبر ۲۰۰۶ء بروز جمعرات

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام

حضرت حق جل شانہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ  
میں ایسی کتاب لکھنے سے یہ رسالہ تعالیٰ میسر ہو باسما

# تحفہ ایمانی

## رواد و مسابحات ایمانی

جو مقام سادات و اشراف کو کنگدہ الابرار میں شامل فرماتا ہے اور ان کو شرف و تکریم دیتا ہے

اس کتاب میں جناب مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب عربیہ لغت (ایده اللہ تعالیٰ منہ) کا کلمہ  
خاتون واری جادو اور کہ راوی حق تعالیٰ بنکر زاریت کی تبلیغ کو خاکستر کر کے بر باد کرنا اور انہوں سے  
مسابقت کر کے ان کے طلاق کو زور و روشن کی طرح ظاہر فرماتا کہ ان کے ایک جیسے علاقہ کو اس قدر  
پہچاننا یہ تمام واقعات مع تفصیل درج ہے کہ کوثرین

نکاح و نفیر ہو سکیں کہ ان کے سادات واری نے ان کے اور ہزاروں کا عہدہ السلمیہ سادات واری

بہت مزید علاقہ پر مبنی ہیں۔ اور دوسری مرتبہ

عمرق الخطایع لکھنے میں چھپکر البختم کے ساتھ شائع ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نُحْمِلُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

خداے تعالیٰ کی قدرت کے کارخانے عجیب ہیں۔ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالغفور صاحب مدنی و نجم فیضیہ (رحمۃ اللہ علیہ وسلم) حسب لکھنؤ سے بمبئی روانہ ہوئے اس وقت ان کو کسی کو یہ خطرہ بھی نہ تھا کہ حق تعالیٰ ان سے اس سفر میں یہ عظیم اشان کام بھی لے گا۔ اور ہمارے علاقہ ”کوئن“ میں مرزا نیت کی بلا جو پھیل چکی ہے ان کے انفاں متبرکہ سے دور ہوگی۔ مگر خدا کا لطف و کرم جب کسی بندے پر ہوتا ہے تو اس سے اسی طرح کام لیے جاتے ہیں۔

حضرت ممدوح مولانا عبدالغفور لکھنؤی لکھنؤ سے بمبئی تشریف لائے بمقام ماہم شریف فرقہ رضا خانی سے ان کا مباحثہ ہوا۔ بمبئی میں پہلوان تھا کہ فرقہ مزکورہ کے خلاف حقانی آواز بلند ہوئی۔ اور ایسی بلند ہوئی کہ بمبئی کی تمام فضا اس سے گونج اٹھی اور اس کے نتائج مسلمانوں کے لئے سرمایہ حیات جاودانی بن گئے۔ مباحثہ مذکور کی رونمائی پورانی شائع ہوئی جس کا مبارک نام ”تحفہ الاثانی“ ہے۔ اس مباحثہ کے بعد دلت یہ مباحثہ مرزا کیوں سے ہوا جس کی رونمائی سالہ ہذا شاہد یہ ناظرین ہے۔

مقام مساوت وازی ایک سرسبز شاداب پہاڑ کے اوپر آباد ہے کئی زمانہ میں یہ علاقہ بجاپور (دکن) سے تعلق رکھتا تھا سماوی حکومت عادل شاہی کا مرکز تھا شہر عادل آباد اور اس کے اطراف میں پرانی شاہی عمارات کے کھنڈ راب تک سبق عبرت دے رہے ہیں۔ اب یہاں مرہٹن خاندان کے فرمان روا کی حکومت ہے۔ بمبئی سے ”ملک گوا“ کو جو جہاز جاتا ہے اس کے راستہ میں ”ویٹلورا“ ایک بندرگاہ ہے اسی بندرگاہ سے اتر کر مساوت وازی جاتے ہیں ”ویٹلورا“ بندرگاہ سے ”گوا“ صرف چار گھنٹہ کا راستہ ہے جہاں انگریزی حکومت ختم ہو کر پرتیزیوں کی سلطنت شروع ہوتی ہے۔ بمبئی سے دھانی جہاز درمیانی چند بندرگاہوں پر دس دس پندرہ پندرہ منٹے ٹھہرتا ہوا۔ اٹھارہ انیس گھنٹہ میں پہنچتا ہے۔ اپنے بندوستانی بھائیوں کے تعارف کے لئے جن کی نظر سے یہ در سالہ گزرے گا اس قدر دکھایا گیا۔

علاقہ سوانت وازی میں کئی سال سے ایک شخص حکیم محمد یونس صاحب مرزائی ہو گئے ہیں انہوں نے اپنے جائے قیام ویٹوریا بندرگاہ میں مرزائیوں کی ایک انجمن قائم کی ہے جس کے وہ خود سیکرٹری ہیں۔ یہ صاحب دن رات مرزائیت کی تبلیغ میں کوشش کیا کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کو معصوم بھی نہ تھا کہ مرزائیت کیا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے علاقہ کے دو شخص اور مرزائی ہوئے اور سیکرٹری صاحب کی ہمت بڑھی چنانچہ انہوں نے ایک مضمون اخبار ”کرات“ میں جو مرزائی زبان کا اخبار ویٹوریا بندرگاہ سے نکلتا ہے شائع کر دیا اور اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مسیح اور مہدی اور نبی اللہ و رسول اللہ ہونے کے دلائل لکھ کر مسلمانوں کو مرزائی ہونے کی دعوت دی۔ علاقہ سوانت وازی کے اکثر مسلمان بھیجی میں رہتے ہیں بعض مسلمانہ تجارت اور بعض ہسپتال ملازمت جن میں ... یہ خاکسار بھی ہے سیکرٹری صاحب کا اشتہار مذکور دیکھ کر مجھے اندیشہ ہوا۔ اس کا جواب نہ دیا گیا تو بہت لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ لہذا میں نے اس کے جواب میں ایک خط صاحب مذکور کو لکھا مگر انہوں نے بجائے اس کے کہ مجھے جواب دیتے فوراً ایک اشتہار اردو زبان میں چھاپ کر تقسیم کر دیا۔ جس میں اپنے علما کی قادیان سے آمد رتی کر کے علمائے اسلام کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔

اس اشتہار کی جرأت سیکرٹری صاحب کو بدو و بدہ ہوئی اول تو وہ جانتے تھے کہ فرمان روائے سوانت وازی کی اجازت کے بغیر منظرہ نہ ہو سکے گا اور اجازت کا ملنا مشکل ہے دوم ان کو یقین تھا کہ کوئی وقف کار عالم سوانت وازی میں نہیں پہنچ سکتا۔ تیسری سے اتر یہ لوگ کسی عالم کو لائے بھی تو وہ ہمارے مذہب سے ناواقف اور ہمارے مکر و فریب سے بے خبر ہوں گے۔ انہیں کیا معلوم تھا کہ مشیت الہی کیا کرنے والی ہے اور کس طرح خدا اپنے ایک بندہ کو بھیج کر ان کی سابلہ سال کی کوششوں کو چشم زدن میں بر باد کرنے والا ہے۔

اشتہار مذکور کے نکلنے کے بعد ہمارے لوگوں کو جو بھیجی میں رہتے ہیں بڑی فکروا من صیر ہوئی۔ بھیجی میں چاروں طرف نظر دوڑائی کوئی سمجھ میں نہ آیا۔ ان دنوں مولوی ثار احمد صاحب کانپوری کا بمبئی میں حوٹلی

بول رہا تھا ماہم شریف کے منظرہ سے پہلے بمبئی میں ہر طرف انہیں کا چرچا تھا سال میں دو تین مرتبہ اپنی جانے ملازمت آگرہ سے بمبئی تشریف لاتے تھے اور یمن صاحبان ان کی معقول خدمت کرتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی تقریب میلاد خوانی بمبئی میں تشریف فرما تھے ہم لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ ازراہ مہربانی نبیوں نے ہم سے پختہ وعدہ فرمایا اور ہم کو بالکل مطمئن کر دیا۔ ”ماہم شریف“ کے مناظر کے بعد جب سوانت واڑی کی تاریخ قریب آگئی تو اگرچہ ان کی وہ عزت بمبئی میں باقی تھی۔ نیک ہی کی بجائے ہر طرف ان کی بدنامی کا غلغلہ بلند تھا مگر پھر بھی ہم لوگ حاضر ہوئے لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا۔

حضرت مولانا مونی محمد عبد الشکور صاحب مدیر انجمن ماہم شریف کے مناظرہ میں فرقہ رضا خانی کو زیر و زبر کر کے اپنے وطن واپس تشریف لے جانے کا پورا تہیہ فرما چکے تھے کہ ہمارا وفد گیا فتنہ مرزاہیت کا پورا واقعہ سنایا آپ نے پہلے تو سبے مشاغل دینیہ کے حرج عظیم کی وجہ سے عذر فرمایا مگر بلا آخر ہماری نیکی دیکھ کر اور اس فتنہ ضدیت کی اہمیت محسوس فرما کر منظور فرمایا۔

## ساوانت واڑی کی خوش قسمتی

ہروز چہار شنبہ ۲۸۔ اکتوبر دس بجے دن روپاتی جہاز میں ہم سب لوگ مولانا صاحب ممدوح کو اور ان کی رفاقت میں چند اصحاب کو بمبئی سے لے کر روانہ ہوئے دو بجے شب کو یٹورلا بندر پہنچے جہاں پہلے سے مسزوں کا انتظام ہو چکا تھا آغاز صبح صادق کے وقت ہروز پنجشنبہ ساوانت واڑی کو ورود مسعود سے شرف حاصل ہوا۔ اعلیٰ خان صاحب مالک کمپنی الیکٹری بمبئی کے مکان میں آپ کا قیام ہوا۔ خان صاحب موصوف بھی آپ کے ہمراہ بمبئی سے آئے تھے تین دن آپ کا قیام ہوا یکشنبہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو ای روپاتی جہاز سے آپ بمبئی واپس ہوئے۔

تین دن میں پانچ وعظ آپ کے ہوئے۔ (۱) اول بہ مقام شہر عاون آباد جو فی الحال باندے کے

نام سے مشہور ہے اور مسابقت وائزی سے ۱۲ اور ریشل ہے (۲) دوم بمقام سوانت وائزی پیر صاحب کے مکان پر (۳) سوم جامع مسجد سوانت وائزی میں بعد نماز جمعہ (۴) چہارم بمقام کڈال جو سوانت وائزی سے ۱۳ اور ریشل ہے (۵) پنجم بمقام سوانت وائزی اسماعیل خان صاحب کے مکان پر یہ آخری وعظ تھا۔

ان وعظوں میں جو مطالب عالیہ بیان ہوئے سننے سے تعلق رکھتے ہیں زیادہ توجہ ہر وعظ میں فقہ مرزاہیت کی حقیقت ظاہر فرماتے اور نماز کی ترغیب و تشویق کی طرف فرمائی گئی اور الحمد للہ دونوں مقصد یاسن و جوہ حاصل ہوئے۔ مسلمانوں میں بیداری کے آثار پیدا ہوئے دین داری کا اولاد ان کے دلوں میں موجزن ہوا۔

## کیفیت مباحثہ قادیانی

حضرت مولانا محمد عبدالکرم صاحب مدظلہ العالی کے پہنچنے کے دوسرے روز یعنی جمعہ کے دن صبح کو انجمن مرزاہیت کے سیکرٹری صاحب کا خط جناب اسماعیل خان صاحب کے نام بایں مضمون آیا۔ کہ جاناے علمائے گئے ہیں مناظر ہو جائے تو دونوں طرف کے نمائندے بیان سن کر حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا اس خط کا جواب اسی وقت ان وائزیں کے قاصد کے ہاتھ بھیج دیا گیا جس کا خلاصہ مضمون یہ تھا آپ مناظرہ کرنا چاہیں تو ہمیں بخوشی منظور ہے۔ ہم مرزا غلام احمد صاحب کا دجال کذاب ہونا منکر ضروریات دین ہونا روز روشن کی طرح ثابت کر دیں گے۔ جواب الجواب کا انتظار ہی تھا بلکہ انتظار کا وقت ختم ہو چکا تھا کہ سنا گیا تعین مرزائی صاحبین جو قادیان سے تشریف لائے یعنی ان کے علامہ مہ نظر روشن علی صاحب اور ان کے مولانا عبدکرم صاحب مولوی فاضل بی۔ اے ایل ایل بی۔ اے اور مولوی عبدالرحمن صاحب مع سیکرٹری سکیم محمد یونس صاحب و یگانہ لاہندرا گاہ سے سوانت وائزی تشریف لے آئے ہیں۔ عبدالکرم خان صاحب ساکن سوانت وائزی جو ہماری



جماعت کے ایک نہایت مستعد اور پر جوش ممبر ہیں اور حق تعالیٰ نے ان کو دین کی محبت اور سمجھ بھی عطا فرمائی ہے ان کے جائے قیام پر تشریف لے گئے وہاں سے ان کی معیت میں مولوی فاضل صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے وکیلانہ چالوں سے مناظرہ کوٹا لئے اور اپنے فرقہ کو فرار و شکست کے الزام سے بچانے کیلئے ساری قوت ختم کر دی۔ عصر کے وقت سے ساڑھے آٹھ بجے شب تک ہم لوگوں کا وقت بھی ناحق برباد کیا اور اپنے کو بھی پریشان کیا مگر بد قسمتی سے مناظرہ کی مصیبت سے نجات نہ ملی۔ بڑا اصرار اس بات پر تھا کہ پہلے ہمیں موقع ملے کہ ہم مرزا صاحب کی سچائی اور نبوت ثابت کر دیں۔ اس کے بعد آپ ان کا کذاب دجال منکر ضروریات اسلام ہونا ثابت کیجئے۔ اور ہمارا کہنا یہ تھا کہ سچائی ثابت کرنے میں تو بڑا طول ہوگا کیونکہ کسی شخص کی سچائی ثابت کرنے کیلئے ضرورت ہے کہ اس کی تمام باتوں کا سچا ہونا بیان کیا جائے۔ اس میں کئی دن بلکہ کئی مہینے آپ گزار سکتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ یہاں کے ناواقف لوگوں کو مرزا صاحب کی تعریف دو ایک دن سنا کر چل دیں گے۔ اور مرزا صاحب کی حقیقت پر پردہ پڑا دیا جائے گا۔ بخلاف اس کے مرزا کا جھوٹا ہونا بہت آسانی سے ثابت ہو سکتا ہے کیونکہ کسی شخص کا جھوٹ ثابت کرنے کیلئے اس کی ایک بات کا بھی جھوٹا ہونا کافی ہے پس کوئی وجہ نہیں کہ سہل و مختصر راستہ کو چھوڑ کر دشوار اور طویل راہ اختیار کی جائے اور مناظرہ کو نا تمام دے بے نتیجہ چھوڑ کر چل دینے کا موقع دیا جائے۔

- ۱۔ ہماری بات چونکہ ایسی معقول تھی کہ اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا تھا اس لئے مجبور ہو کر وکیل صاحب کو منظور کرنی پڑی اور حسب ذیل امور ہمارے سامہ اور ان کے درمیان میں طے ہوئے۔
- ۱۔ ہماری طرف سے عالی جناب مولانا مولوی عبدالشکور صاحب مدیر الانجمن کھنڈو مناظر ہوں گے اور مرزاہوں کی طرف سے ان کے علامہ حافظ روشن علی صاحب۔
- ۲۔ ہمارے مولانا صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب منکر ضروریات دین ہونا ثابت فرمائیں گے۔ جواب دینا مرزاہوں کے ذمہ ہوگا۔

۳۔ پہلی تقریر میں مولانا صاحب سے دو گنا وقت مرزائی مناظر صاحب کو دیا جائے گا۔ اور مابعد کی تقریروں میں دونوں کا وقت مساوی ہوگا۔

۴۔ جناب شیخ آدم صاحب صوبہ دار میجر پنشنر صدر جلسہ قرار دیے گئے ہیں تمام امور کے قلم بند ہو جانے کے بعد نو بجے شب سے مناظرہ شروع ہوا اور بارہ بجے شب تک ہر ایک وسیع میدان حاضرین سے بھر گیا تھا ہندو صاحبان بھی شریک تھے ساونت واڑی کی پولیس اور افسر بھی انتظام کے لیے موجود تھے

## تقریرِ مباحثہ

تقریر شروع ہونے سے پہلے حضرت مولانا صاحب نے تمام حاضرین کو خطاب کر کے فرمایا کہ یہ مرزائی صاحبان اس وقت ہمارے یہاں آئے ہوئے ہیں تمام حاضرین کو چاہیے کہ کسی قسم کی کوئی توہین آمیز بات ان کے متعلق نہ کہیں نہایت خاموشی کے ساتھ سنیں اور پوری آزادی کے ساتھ ان کو موقع دیں کہ وہ اپنا مافی الضمیر جن الفاظ میں چاہیں بے تکلف ادا کریں گے اس کے خلاف کوئی بات ہوئی تو یہ توہین ان کی نہ ہوگی بلکہ میری ہوگی۔

جعلیل خان صاحب مالک مکان نے بھی پر زور الفاظ میں اسی کی فہمائش کی اور الحمد للہ تمام حاضرین نے اس پر عمل کیا۔

اس کے بعد تقریریں شروع ہوئیں۔

جناب مولانا صاحب۔

الحمد لله نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

آپ حضرات کے سامنے اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی کی بہت سی صفحتوں میں سے صرف دو صفحات بالا اختصار پیش کرتا ہوں اول یہ کہ مرزا صاحب بڑے جھوٹے تھے اس قدر سب باک جھوٹ بولنے والا شاید دنیا میں کوئی نہ ہوا ہوگا دوم یہ کہ مرزا صاحب نے حضرات انبیاء کو نہایت ناپاک

بازاری گالیوں دی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ دو صنعتیں جس شخص میں پائی جائیں وہ شخص عقلاً فقراً کسی طرح اچھا آدمی نہیں کہنا جائز سنا نبی و رسول ہوں تو بڑی بات ہے۔

## مرزا قادیانی کے جھوٹ

مرزا قادیانی کے جھوٹ کے ثبوت میں سر درست صرف دو عبارتیں مرزا قادیانی کی پیش کرتے ہوں۔

۱۔ مرزا قادیانی اپنے رسالہ تحفۃ اللہ وہ مطبوعہ ۱۹۰۳ء کے ص ۳ میں لکھتے ہیں ”(۱) قرآن نے میری گواہی دی ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ نے میری گواہی دی ہے۔ (۳) پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے (۴) کہ جو یہی زمانہ ہے (۵) اور قرآن نے بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے (۶) کہ جو یہی زمانہ ہے۔ (۷) اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی۔ (۸) اور زمین نے بھی۔ (۹) اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا۔“ (روحانی خزائن: ۱۹/۹۶)

اس عبارت میں نو جھوٹ ہوئے (چنانچہ ہم نے عبارت پر ہندسہ لگا دیا ہے) مگر سب سے زیادہ لطیف پنجواں جھوٹ ہے کہ قرآن نے ان کے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے۔ ہمارے مخاطب صاحب جو علماء ہونے کے علاوہ حافظ بھی ہیں قرآن شریف میں کوئی آیت دکھا دیں جس میں مرزا صاحب کے آنے کا زمانہ متعین کیا گیا ہو۔ مگر وہ نہ دے سکتے تھے اور ہرگز نہ دکھلا سکتے تھے۔

۲۔ مرزا صاحب اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں لکھتے ہیں ”اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان محدثوں پر عمل کرنا چاہیے جو وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی حدیثیں جس میں آخری زمانہ میں بعض خلیفہ کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ہذا خلیفۃ اللہ المہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پر یا اور مرتب کی ہے کہ جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ میں ہے۔“

(شہادۃ القرآن: ۶۰، روحانی خزائن: ۱۶/۳۳)

نہارے مخاطب صاحب بتائیں کہ بخاری میں یہ حدیث نہیں ہے۔ ہرگز کوئی مرزائی اس حدیث کو بخاری میں نہیں رکھا سکتے۔

اب خیال کیجئے کہ قرآن شریف میں کثیر الوجود کتاب ہے جس سے کسی مسلمان کا گھر خالی نہ ہوگا ایسی کتاب کا غلط حوالہ دینا معمولی جھوٹے کام نہیں بڑے مشاق کا کام ہے۔ بخاری بھی کس درجہ متداول و معروف کتاب ہے اس کا غلط حوالہ دیتے ہوئے شرم نہ کرنا کچھ کم مشاق کی دلیل نہیں۔

## مرزا قادیانی کے توہینِ انبیاء کے ثبوت

اس میں بھی دو عبارتیں؛ بفعل پیش کرتا ہوں۔

۱۔ مرزا جی لکھتے ہیں ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تمہیں دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسی عورتیں تمہیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

(ضمیمہ انجمِ انتم، روحانی خزائن: ۱۱/۲۹)

خیال کیجئے کہ ایسے ناپاک بازاری الفاظ اگر آج کسی رذیل سے رذیل کو کہے جائیں تو کیا حاش ہو گا۔ مگر خدا بڑا عظیم ہے کہ اس کے با عزت رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جن کی بات قرآن کریم میں ہے کہ خدا کے یہاں ان کی بڑی وجہ است ہے اور وہ خدا کے مقربین میں سے ہیں یہ گالیں دئی گئی ہیں ۲۔ مرزا جی لکھتے ہیں ”بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے ماں سے اس کے سر پر عطر ملا تھا ہاتھوں یا اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی سبے تعشق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اس وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام مصور رکھا مگر مسیح کا یہ دست رکھا کیونکہ ایسے تھے اس ہم کردہ کھنے سے مانع تھے۔“

(دافع البلاء، روحانی خزائن: ۱۸/۲۲۰)

ہائے کس کے سامنے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین چشیم گویاں صاف

طور پر بھولی شکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کرے۔

(اچیز احمدی، ۱۳۱۳ھ روحانی خزائن: ۱۳۱/۱۹)

اس عبارت میں جو توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے ایسی توہین کسی معمولی مسلمان کی بھی شرعاً جائز نہیں ہو سکتی۔

یہ تقریر نو مسلم میں ختم ہوئی، روشن صاحب دامت برکاتہم جواب کے لئے ویسے گئے۔

مرزا کیوں کے علامہ۔

صحیح بخاری کا حوالہ ذب شک صحیح نہیں ہے مگر یہ کتاب کی بھول ہے اس نے غلطی سے بخاری کا نام لکھ دیا۔ باقرآن شریف کا حوالہ تو بے شک قرآن میں حضرت مرزا کے ظہور کا زمانہ متعین کیا گیا ہے زمانہ کے تعین سے ان کے آپ پر سمجھتے ہیں کہ سن و تاریخ بتائی ہو تو یہ غلط ہے بلکہ زمانہ کے تعین سے مراد اس زمانہ کے حالات کا بیان کرنا ہے۔ اور ایسی بہت سی آیتیں قرآن شریف میں ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اور ان کے زمانہ ظہور کی علامت کا ذکر ہے چنانچہ دو چار آیتیں میں پڑھتا ہوں۔

محمد رسول اللہ والذین معہ اور هو الذی ارسل رسولہ اور وعد اللہ الذین امنوا انکم وعملوا الصالحات لیستحلفنہم فی الارض اور اذا العتار عطلت ان سب آیات میں حضرت مرزا جی کے زمانہ ظہور کی علامات کا ذکر ہے۔

منہم انہما جو آپ نے پڑھی اس میں آپ نے یہ نہیں بیان کیا کہ الفاظ کس کے متعلق تھے گئے ہیں آپ پر فرض تھا کہ اس کو ظاہر فرمادیتے تاکہ لوگوں کو دھوکا نہ ہو اب میں بتاتا ہوں کہ یہ الفاظ یسوع کے متعلق ہیں نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق۔ یسوع اور شخص ہیں اور عیسیٰ اور شخص۔

اچیز احمدی کی جو عبارت آپ نے پیش کی ہے اس میں بے شک مسیح علیہ السلام کی نسبت لکھا گیا

ہے مگر وہ محض عیسائیوں کو الزام دینے کیلئے تلخا گیا ہے ایک عیسائی نے آنحضرت ﷺ کی شان میں زنا کا کالفا استعمال کیا تھا (یہ کہہ کر اس عیسائی کی عبارت سنائی) اسی کے انتقام میں مرزا صاحب نے الزامی طور پر یہ الفاظ حضرت عیسیٰ کے متعلق لکھے۔

یہ تقریر مرزائیوں کے علامہ نے فضول اور کرر یا تمس بیان کر کے اٹھارہ مہینہ میں ختم کی۔

جناب مولانا صاحب۔

صحیح بخاری کا حوالہ اگر سہو کا ہے تو کیا یہ پوری عبارت کی عبارت کہ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پر ہے اور مرتبہ کی ہے کہ جو صحیح کتاب بعد کتاب اللہ میں ہے "سہو کا ہے" اور بالفرض یہ سب سہو کا ہے ہے تو اب تب کہ اتنا زمانہ دراز اس کتاب کو چھپے ہوئے گزرا خود مرزاجی نے یا ان کے بعد کسی مرزائی نے اس کا غلط نامہ کیوں نہیں شائع کیا۔

قرآن شریف کے چھوٹے حوالے کی بابت جس قدر آیات قرآنیہ ہمارے مخاطب صاحب نے پیش کیں مجھے سن کر حیرت ہو گئی۔ کہ ان آیات سے اور مرزا صاحب کے ظہور یا زمانہ ظہور کی علامات سے کیا تعلق ہے۔ کیا انہوں نے تمام حاضرین کو اس قدر جاہل و بے وقوف سمجھ لیا ہے۔ اور اگر ایسا ہی ہے تو آپ یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ پورے قرآن شریف میں قرآن شریف کی ہر آیت میں سوا ظہور مرزا اور زمانہ ظہور مرزا کے علامات کئے اور کوئی بیان ہی نہیں۔ ذرا مہربانی فرما کرو اپنی پرہی ہوئی آجوں کا ترجمہ تو کریں۔

یسوع اور عیسیٰ کا فرق جو آپ نے بیان کیا یہ بالکل غلط ہے خود مرزا غلام احمد لکھتے ہیں۔ "دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں" درحقیقت یسوع اور عیسیٰ ایک ہی لفظ ہے جو فرق بظاہر معلوم ہوتا ہے وہ محض اختلاف زبان کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے۔

(توضیح المرام/۳۔ روحانی خزائن/۵۲/۳)

اعجاز احمدی کی عبارت میں جو توہین ہمارے مخاطب صاحب نے کی وہ اور بھی ہے جیسا کہ اگر مرزا صاحب نے عیسائیوں کے الزام دینے کے لئے ایسا لکھا ہوتا تو قرآن کا حوالہ نہ ہوتا بلکہ بائبل کا حوالہ ہونا چاہیے تھا الزام ہر شخص کو اس کے مسلمات سے دیا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قرآن عیسائیوں کے مسلمات سے نہیں ہے۔

مرزائیوں کے علامہ۔

صحیح بخاری کے حوالہ میں ممکن ہے خود مرزاجی سے بھول ہو گئی ہو ایسی بھول نبیوں سے بکثرت ہوتی رہتی ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے بھی ایک مرتبہ بھول کر نماز صحر میں بجائے چار رکعت کے دو رکعت پڑھ لی تھیں۔

قرآن شریف کے حوالہ کے متعلق ایک آیت اور بہت معاف ہے۔ مہشواہر رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اس آیت میں بہت صاف طریقہ سے حضرت مرزاجی کے تصور کا زمانہ متعین کیا گیا ہے۔ چونکہ احمد سے مراد حضرت مرزا نام احمد ہیں ان کا اصلی نام احمد تھا چنانچہ ان کے والد نے ان کے نام پر ایک گھوڑ بھی آباد کیا تھا جس کا نام احمد آباد ہے۔

یسوع اور عیسیٰ کا فرق جو میں نے بیان کیا وہ بھی حضرت مرزاجی کی کتاب سے بیان کیا تھا خود انہوں نے لکھا ہے کہ یسوع اور شخص تھا اور عیسیٰ نور شخص ہیں۔

اعجاز احمدی کی عبارت کو الزامی میں اس سبب سے کہتا ہوں کہ مرزاجی نے قرآن میں حضرت عیسیٰ کو حضور نہ کہنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ”ایسے قصاص نام کے رکھنے سے مانع تھے“ اور یہ قصے بائبل میں ہیں نہ قرآن میں۔

جناب مولانا صاحب۔

خود مرزاجی سے اگر صحیح بخاری کے حوالہ میں بھول ہو گئی تھی تو بھی سو کتاب کے متعلق جو بات میں

نے کہیں تھی وہی پھر کہتا ہوں کہ اس کا کوئی عادی نامہ مرزا دہلی نے یا ان کے بعد آج تک کسی اور نے یوں نہ شائع کیا ہے اور اس کے اس حوالہ کا جھوٹا ہونا تو آپ نے مان لیا، ب رہا یہ کہ اس جھوٹ کا سبب سبھوٹا یا عہدا اس کی تحقیقات بعد میں ہوئی اور آپ نے جو یہ کہا کہ اور انہوں سے بھی بھول ہو جاتی ہے اور آنحضرت ﷺ نے نماز عصر میں بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دیا یہ بالکل بے تعلق بات آپ نے چھیڑ دی ہے آپ ہرگز ایسا نہیں دھما سکتے کہ کسی نبی نے بھول کر جھوٹ بولا ہو جیسا کہ مرزا دہلی نے جھوٹا حوالہ بخاری کا دیا۔

قرآن کے جھوٹے حوالہ کی آپ ہر بات صحیح کرنا چاہتے ہیں مگر یاد رکھیے یہ ناممکن ہے مرزا کا جھوٹ ایسا نہیں جس کی دلیل ہو سکے۔ اچھا بالآخر جس مان لیا جائے کہ آیت میں احمد سے مراد غلام احمد ہے تو اس سے زہر کا قلعین کیسے ہو مرزا صاحب تو کہتے ہیں کہ قرآن میں میرے آنے کا زمانہ متعین کیا گیا ہے اور یہ بات بھی غلط ہے کہ احمد سے مراد غلام احمد لیا جائے مرزا صاحب کا نام احمد تھا تو اپنے کو نام احمد کیوں لکھا کرتے تھے۔ احادیث میں صاف موجود ہے کہ احمد نام رسول ﷺ کا ہے اور اس آیت میں بشارت آپ ہی کی ہے۔ کسی کلام کے ایسے دور دراز کا معنی مراد لینا صریح تحریف ہے۔

یسوع اور مسیحی کا فرق میں خود جانتا ہوں کہ مرزا دہلی نے انجام آتھم میں بیان کیا ہے مگر مرزا صاحب ہی نے فرق کا نہ ہونا بھی بیان کیا ہے یہ اختلاف بیانی تو دور غ گوئی کے لوازم سے ہے اس سے آپ نے مرزا کا دروغ گو ہونا نہ لیا۔

اصل یہ کہ مرزا دہلی پر جب مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کستاخی کی لہذا تم اسلام سے خارج ہو گئے تو اس کے جواب میں انہوں نے یہ بات بتائی کہ میں نے عیسیٰ کو کچھ نہیں کہا میں نے تو یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ لیکن یہ ان کو یاد نہ رہا کہ میں خود لکھ چکا ہوں کہ عیسیٰ اور یسوع ایک ہی شخص کا نام ہے سچ ہے۔ دروغ گو را حافظہ باشد۔

اجاز احمدی کی عبارت میں لفظ ”ایسے قصہ“ سے ہائیکل کے قصہ مراد لے کر آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو



سکتا کیونکہ ہم پوچھتے ہیں کہ یہ قصے خدا کے نزدیک بچے تھے کہ جموں نے اگر جموں نے تھے تو قرآن میں جموں نے قصوں کی کیوں رعایت کی گئی اور ان جموں نے قصوں کی بنیاد پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک عزت کے لقب سے کیوں بخردہ رکھے گئے ہو اگر یہ قصے بچے تھے تو میرا اعتراض بدستور قائم رہا۔

لطیفہ:

حاضرین آپ کو معلوم ہے کہ مرزا جی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے قرآن شریف میں لفظ حضور نہ ہونے کو (معاف اللہ) ان کے بدکار ہونے کی دلیل کیوں بنایا نیچے مقصود مرزا جی کا یہ ہے کہ جس طرح وہ پیغمبروں کو گالیاں دیا کرتے تھے اسی طرح تمام مسلمان قرآنی حکم سمجھے کہ پیغمبروں کو گالیاں دیا کریں کیونکہ حضرت عیسیٰ کی تخصیص کیا سوائے حضرت یحییٰ کے کسی پیغمبر کے متعلق لفظ حضور قرآن میں نہیں آیا۔ تو معاف اللہ سب پیغمبر ایسے ہی ہو گئے۔ استغفر اللہ۔

مرزائیوں کے علامہ۔

مرزا جی کے قبل دعویٰ نبوت کی زندگی آپ کیوں نہیں دیکھتے بھلا قبل دعویٰ نبوت کا تو کوئی جھوٹ آپ ثابت کر دیجئے۔ یہ بات مرزائیوں کے علامہ نے قریب قریب ہر تقریر میں بیان کی۔

حضرت مرزا جی نے تو جین انبیاء ہرگز نہیں کی۔ ذرا انصاف سے کام لیجئے حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کہتے بڑے عالم مسلمانوں کے گزرے ہیں۔ بدرجہ صولتہ مکہ معظمہ میں انہی کا

قائم کیا ہوا ہے انہوں نے بھی اپنی کتاب از لہ الاہام میں حضرت عیسیٰ کے متعلق ایسے الفاظ لکھے ہیں تو کیا آپ ان کو بھی کہیں گے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کی توہین کی اور جیسی گرفت آج مرزا جی کی ہو رہی ہے ان کی گرفت بھی ایسی کسی نے کی ہے یہ کہہ کر علامہ صاحب نے مولوی فاضل صاحب کو حکم دیا کہ از لہ الاہام ہی عبارت سناؤ انہوں نے فارسی پڑھ کر سنائی۔

جناب مولانا صاحب۔

ذرا یہ کتاب مجھے دیجئے۔

مولوی فاضل صاحب نے کتاب دے دی مگر دینے کے بعد ہوش آ گیا اور کہنے لگے کہ کتاب لائے مجھے ایک بات دیکھنا ہے پھر ابھی آپ کو دے دوں گا۔

جناب مولانا صاحب۔

اب یہ کتاب آپ کو اس وقت ملے گی جب آپ کی کاروائی حاضرین کو دکھلا دی جائے گی۔ یہ کہہ کر مولانا صاحب اٹھے اور حسب ذیل تقریر شروع کی۔

حاضرین مغل۔ اگر خدا نخواستہ مجھ سے ایسی حرکت ہوئی ہوتی جیسی ان صاحبوں نے اس وقت مولانا رحمت اللہ کی کتاب کے حوالہ میں کی ہے تو میں پھر دنیا میں کسی کو منہ نہ دکھا سکتا۔ دیکھئے مولانا ممدوح کی جو عبارت مرزائی صاحبان نے سنائی اس میں یہ نفیس کاروائی کی ہے کہ شروع کی ایک سطر چھوڑ دی جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ انجیل لوقا کے ساتویں باب کی آیت فلاں وفلاں میں ہے اگر یہ عبارت بھی پڑھ دیتے تو مطلب ان کا فوت ہو جاتا اور صاف کھل جاتا کہ مولانا ممدوح نے حضرت عیسیٰ کے متعلق جو الفاظ لکھے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں لکھے بلکہ انجیل سے نقل کیے ہیں اور مرزا جیسے خود اپنی طرف سے بحوالہ قرآن لکھے ہیں دونوں میں کتنا فرق ہے اب آپ ہی فرمائیے کہ اس کاروائی کا نام خیانت نقل نہیں تو کیا ہے۔

رہا آپ کا یہ کہنا کہ مرزا جی کے حالات قبل دعویٰ دیکھے جائیں اس کی ضرورت تو ہم ہر گز وقت ہوتی کہ بعد دعویٰ نبوت ان کا کذب پایہ ثبوت کو نہ پہنچتا۔ پھر قبل دعویٰ کے حالات ان کے بالکل تاریکی میں ہیں ان کو کس طرح دیکھا جاسکتا ہے کون جانتا تھا کہ یہ شخص آگے چل کر دعویٰ نبوت کرنے والا ہے کہ اس کے حالات کی نگرانی کی جاتی قبل دعویٰ کے حالات میں سے چند معمولی باتوں کا علم البتہ

لوگوں کو ہے کہ مرزا صاحب نے فکرِ معاش میں سرگرداں مختاری کا امتحان دیا مگر لیل ہو گئے پھر سیا لکھوت کی کچھیری میں پندرہ روپیہ کی نوکری حاصل کی تو ان سے حالات ان کے صدق و کذب پر کیا روشنی پڑ سکتی ہے۔

لطیفہ :-

آپ حضرت نے شامِ زانغام احمدی نے جس طرح مولانا رحمت اللہ صاحب کی کتاب ازالتہ الاولیاء کا نام غصب کر کے اپنی کتاب کا نام رکھ لیا اسی طرح لفظ احمدی جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مقیمین کا لقب تھا اپنے پیروی کرنے والوں کو غصب کر کے دیا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ہرگز مرزا غلام احمدی کے کسی ماننے والے کو احمدی نہ کہیں۔ (۱) مرزا علی (۲) نے عیسائی۔ (۳) قادیانی۔ (۴) غلمدی۔ ان چارۃ مبوں میں سے جو نام چاہیں ان کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔

مرزا نیوں کے علامہ۔

(جو خیانت مذکورہ کے مکمل جانے پر باوجود حیا و غیرت میں بہنہ مشق ہونے کے سرا سیمہ ہو چکے تھے) حضرت مرزا صاحب کے پندرہ روپیہ کی نوکری پر آپ نے اعتراض کیا حالانکہ آنحضرت ﷺ نے تو بکریاں چرائیں اور ایک عورت کی نوکری کی۔

جناب مولانا صاحب۔

حاضرین آپ نے دیکھا کہ اب اصل محنت بالکل چھوٹ گیا ہمارے مخاطب صاحب اب ان فضول باتوں میں وقت گزاری کر رہے ہیں۔

ہاں :-

یہ بات خاص طور پر خیال کرنے کی ہے کہ مرزائی صاحبان کو مرزاجی سے کس قدر محبت ہے میں نے ان کے مرزاجی کو ایک بات کہی تھی وہ بھی محض واقعہ کے طور پر نہ بد نیت تو ہیں اس کے جواب میں

انہوں نے ہمارے نبی کریم ﷺ کو دو باتیں کہہ لیں۔ میں نے مرزا جی کو پندرہ روپیہ کا نوکر۔ اس کے عوض میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کو چرواہا اور عورت کا نوکر کہہ ڈالا۔ مرزا جی نے خود بھی اپنی تصانیف میں جا بجا اپنے رسول خدا ﷺ پر فحشیت دی ہے چنانچہ اپنے قصیدہ 'عباریہ' میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

لہ حصف القمر العیر وان لی غسا القمران المشوقان التکر .

ترجمہ۔ اس کے لئے یعنی آنحضرت ﷺ کیلئے تو چاند گھن لگا تھا۔ معجزہ شق القمر کو چاند گھن کہا اور میرے لئے چاند سورج دونوں میں نہیں لگا کیا اب بھی تم انکار کرو گے۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول مسیح / ۱۷۱ اور حافی خزائن: ۱۸۳/۱)

اسی دوران علامہ صاحب دہلوی اٹھے کہ جب آپ کے گھر پر حملہ ہوا تو آپ کو خبر ہوئی مولانا صاحب نے فرمایا آپ اپنے خود اپنی زبان سے ہماری تائیدی کی ہے اور اقرار کر لیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر کے ہیں بے شک ہم ان کے ہیں وہ ہمارے ہیں آپ کو جو کچھ رشتہ ہے مرزا جی سے ہے مبارک ہو۔

## اس کے بعد

مرزا یوں کے علامہ صاحب بار بار افسردہ زبانی کے ساتھ اپنی کئی باتوں کا اعادہ کرتے رہے اور جواب میں مولانا صاحب نے بھی اپنی باتوں کا معنواں جدیدہ اعادہ فرمایا یہاں تک کہ بات ختم ہو گئی اور صدر صاحب نے کھڑے ہو کر مختصر الفاظ میں فیصلہ سنایا کہ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کا کذاب اور دشنام دہندہ انبیاء علیہم السلام ہونا ثابت کر دیا چار عبارتیں پیش فرمائیں۔ مرزائی صاحبان چاروں عبارتوں میں سے ایک کا بھی جواب نہ دے سکے۔ تمام ہندو مسلمان جو حاضر محفل تھے فیصلہ سننے سے پہلے ہی فیصلہ کر چکے تھے بات اتنی صاف ہو چکی تھی کہ کوئی حاجت فیصلہ کی نہ تھی۔

مرزئی سامان جب اٹھ کر مجلس منظرہ سے جانے لگے اور کتابوں سے بھر بھر صندوق جو دروازوں سے منظرہ کے اٹھنے پر ادا کر کے لئے قابل دید منظر تھا آئے تھے بڑی شان سے اور سنے اس طرح۔  
 وہ شخص جو نے مرتد ہوئے تھے وہ اب ہوئے اور جتنے لوگ نہ بد مذہب ہو گئے تھے سب کے ایمان درست ہو گئے اور خدا کا شکر ہے کہ کد و کینے اس فتنہ کا مہذب ہو گیا۔ بالفرض اگر کوئی مرزائی صاحب حیا و غیرت کو ہمارے طاق کر کے اس مذاق میں جانے کی ہمت بھی کرے تو اب وہی ان کے فریب میں نہیں آ سکتا بچے بھی اب ان کے بڑے سے بڑے کے سامنے مرزا کا کذاب و دجال کا ہونا ثابت کر دیں گے یہ منظرہ سب کی زبان پر ہے۔ فالحمد للہ الاول والاخر۔

## مباحثہ کا دوسرا دن

دوسرے دن صبح کو حکیم محمد یونس صاحب سیکرٹری، نجم مرزا، یہ تہہ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں آئے و گئے آئے تقدیر الہی نہیں کھینچ پائی کہ مرزا کے کذاب ہونے کے مزید دلائل کا اعلان پر لا دیا جائے۔

سیکرٹری صاحب۔ میں چٹائی کا طالب ہوں آچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب مولانا صاحب۔ اب بھی پوچھنے کی ضرورت باقی ہے۔ چٹائی کا طالب تو آپ کو ہم اب سمجھیں کہ کل کی کاروائی آپ شائع کر دیں۔

سیکرٹری صاحب۔ میں آچھا اور باتیں سناؤ وہ ان امور کے جن پر بحث ہوئی پوچھنا چاہتا ہوں جناب مولانا صاحب۔ اچھا پوچھئے۔

سیکرٹری صاحب۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو بار دہرایا میں آئیں گے اور نبوت ان کی بدستور قائم ہوگی تو یہ شریعت کے خلاف کیوں نہیں ہے اور مرزا جی کی نبوت ختم نبوت کے خلاف کیوں ہے۔

جناب مولانا صاحب۔ ختم نبوت کے معنی تو بالکل صاف ہیں کہ حضور کے بعد کسی کو نبوت

نہ ملے گی حضرت مسیحی نایہ السلام کو آپ کے بعد جدید نبوت نہیں ہی اور مرزا صاحب جدید نبوت کے مدعی تھا۔

سکرٹری صاحب۔ حضرت موسیٰ بھی تو خاتم النبیین تھے پھر ان کے بعد نبی کیوں آئے مولانا صاحب حضرت موسیٰ کو خاتم النبیین کس نے کہا ہے۔

سکرٹری صاحب۔ یہودی لوگ کہتے ہیں۔

مولانا صاحب۔ لا حول ولا قوہ۔ رسول خدا ﷺ کا خاتم النبیین ہونا تو قرآن شریف میں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاتم النبیین ہونے کو قرآن ہی سے دکھانا چاہئے۔ اور یہودیوں کا حوالہ بھی آپ غلط دیتے ہیں خود ذرا قرآن میں رسول خدا ﷺ کی بشارت موجود ہے۔

سکرٹری صاحب۔ میں تو خاتم النبیین کے معنی یہ سمجھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ نبیوں کے سند ہیں یعنی آپ کے بعد جو نبی ہوں گے وہ آپ کی سند سے ہوں یعنی آپ کی پیروی کی سند ان کے پاس ہوگی۔

مولانا صاحب۔ یہ معنی تو ختم نبوت کے تو آپ کے خلیفہ ثانی کی کتاب الہدی کے بھی خلاف ہیں۔ الہدی ایک چھوٹا سا لہجہ ہے جو سکرٹری صاحب نے ملائت و انزی میں تقسیم کیا تھا۔

سکرٹری صاحب۔ اچھا آپ مجھے حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ سمجھا دیجئے کیونکہ عقلاً فقہاً کسی طرح میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مسیح نایہ السلام اب تک زندہ ہیں۔

مولانا صاحب۔ آپ لوگوں کو خاص اس مسئلہ سے کیوں اس قدر دلچسپی ہے میں آپ کو حیات مسیح نایہ السلام پر قرآن شریف سے صحیح احادیث سے دلائل دوں گا پہلے یہ بتلائیے کہ مرزائیوں کو اس بحث سے کیا تعلق؟

سکرٹری صاحب۔ دراصل مرزا صاحب اسی جگہ کے دھویدار ہیں جس جگہ پر مسیح علیہ السلام مقرر تھے اگر وہ جگہ خالی نہیں یعنی مسیح نایہ السلام زندہ ہیں تو مرزا صاحب کا دعویٰ یقیناً غلط ہے۔

مولانا صاحب بالغرض مسیح علیہ السلام کی وفات ہو گئی ہو اور جگہ خالی ہو تو صرف جگہ خالی ہونے سے مرزا صاحب کا جیسا جھوٹا کذاب مفتری کیوں کر اس جگہ پر قائم ہو سکتا ہے۔

سیکرٹری صاحب۔ مرزا صاحب کی دو باتوں کا جھوٹا ہونا آپ نے کل ثابت کیا تھا ان کے علاوہ اور جھوٹ بھی ان کے آپ دکھا سکتے ہیں؟

مولانا صاحب۔ چہ خوش۔ کیا وہ جھوٹ آپ کے نزدیک کچھ کم ہیں؟ یہ تو ایسی ہی بات ہے آپ نے کہی جو رسالہ ”نبی کی پہچان“ میں قادیان سے شائع ہوا ہے لکھا ہے کہ مرزا صاحب کے دو؟؟ جھوٹ سے زیادہ کوئی نہیں ثابت کر سکا حالانکہ کئی سو جھوٹ سے تو خانقاہ رحمانیہ مولگیری کی کتابوں میں دکھلائے ہیں ایک بڑے معرکہ کا جھوٹ اور سنئے اور کچھ تو خیال کیجیے کہ مرزا صاحب سے اسلام کو کیسا نقصان پہنچایا۔ غیر مسلموں کی نظر میں انہوں نے اسلام کو کیسا ذلیل کیا۔ یہ کہہ کر مولوی صاحب نے حسب ذیل عبارت کتاب ”ضمیمہ رنگون“ کی پڑھ کر سیکرٹری صاحب کو سنائی۔

ذہنی عبداللہ آتھم عیسائی کی موت کی۔ پیشین گوئی جو ایک بڑے معرکہ کی پیشین گوئی تھی اور اس کے جھوٹے ہونے پر مرزا صاحب کی ذلت بھی ایسی ہوئی کہ کوئی با حیا ہوتا تو پھر منہ نہ دکھاتا۔

مرزا صاحب سے امرتسر میں عیسائیوں سے مباحثہ ہوا اس مباحثہ کے بعد ۵ جون ۱۸۹۳ء کو آپ نے اپنے حریف مسٹر عبداللہ آتھم سے متعلق یہ پیشین گوئی کی کہ ۳۱ رات جو راز مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور اجتہال سے جناب انہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عدا جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ اور عاجز انسان کو خدا ہمارا ہے وہ انہیں دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ سے لے کر ۱۵ ماہ تک باوہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیش گوئی ظہور میں آئے گی۔ بعض اندھے سوچا کھے

دو جا میں گئے اور بعض ننگڑے چلے گئے اور بعض بہرے سنے گئے۔ پھر مرزا جی بولے: ”میں میرا ساتھ کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا الحاق پڑا؟ عمومی بحثیں تو اب لوگ بھی کرتے ہیں اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی بھولی نکلے یعنی وہ فریق جو خدا کے تعالیٰ کے نزدیک بھٹ پر ہے دو چند ہو گا۔ اس حصہ میں آج کی تاریخ سے سب کے ماتے باہر میں سر پرے تو میں ہر ایک سے انھما کے لئے تیار ہوں مجھ کو ڈالیں کیا جائے روسیہ و کیا جو سے میرے گلے میں رسوا ڈال دیا جائے مجھ کو پھنسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھاتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان مل جائیں پر اس کی باتیں نہ ملیں گی (جنگ مقدس ص ۱۸۸)

یہ عبارت مرزا صاحب کی انہیں کے الفاظ میں ہے مرزا صاحب جانتے تھے کہ اس پیشین گوئی اور اس کے پورا الفاظ سے آئندہ درج آئے گا اور ذکر مرزا صاحب کا مزید نہ ہو جائے گا۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا چند روز پہلے گزر گئے اور آئندہ بہ طور صحیح و سراسر موجود رہا نہ ہو رہا نہ ہو گیا۔

جیسا کہ میں نے ۱۹ ستمبر ۱۹۹۷ء کو جب مرزا جی کی پیشین گوئی کی تکذیب ہو چکی۔ ہر حال جشن کے بڑے بڑے اشتہارات نکالے اور مرزا جی کو خوب ہی بالیل کیا کہ اس ذلت کو خیاں کر کے آج دو گئے گھر سے ہوتے ہیں عہدت کیسے بعض اشتہارات کی نقل حسب ذیل ہے۔ اہل اہم حیات کی طرف سے حسب ذیل اشتہار نکالا۔



## قولِ صائب

|                                    |                                 |
|------------------------------------|---------------------------------|
| بدو ہے مہاتل کو یہ آسانی           | ہوئی جس سے ہے ذلتِ قادینی       |
| ہم نے یہ صاحبِ نظر سے گوہرِ خود را | عیسیٰ نتوان گشت بصدیقِ خرے چند  |
| ارے خود و غرض خود کا مرزا          | ارے سخوس تا فرجام مرزا          |
| رسولِ حق یا سچ کا مرزا             | مسیح و مہدی موعود بکر           |
| ہوا بختِ نصاریٰ میں بآخر           | مسیحائی کا یہ انجام مرزا        |
| ہے آتھم زندہ اسے ظلام مرزا         | تری تھذیب کی شمسِ اُقرنے        |
| ذبیحہِ قادیان کا نام تو نے         | کہیں کیا اسے بد و بدنام مرزا    |
| چوتھ شیطان کا اہلِام مرزا          | آہ ہے کچھ بھی غیرتِ ذابِ مرقو   |
| بشیر آیا تھا کیا کم کر گیا تھا     | تر از عز از اورا کر ام مرزا     |
| دیا تھا تجھ کو سخت اثر ام مرزا     | دلیکس تو نہ آیا باز پھر بھی     |
| نہ کہت کچھ اگر منہ چھاڑ کر تو      | ندامت کا نہ پیتا جام مرزا       |
| سید و ہوگا پیشِ عام مرزا           | مرزا بھی کم سے کم اتنی تو ہوگی  |
| ہے سوئی اور پچاسی کا سرکار         | رنگایا کا نہیں یہ کام مرزا      |
| پڑا کہا اپنی تمام مرزا             | نمایک بھائی تیرے بھتیگیوں کا    |
| کہا سلامیوں نے صفِ پاکر            | ہے کاذبِ خاص از ام مرزا         |
| سلفِ خود سے بادِ شام مرزا          | نہ من و آسان تو تم ہیں اب تک    |
| براہین سے نقشے تو نے مسلمان        | کبھی ایسے بھی تھے یا ام مرزا    |
|                                    | بمدا اللہ کہ چھپ کر فتح تو ضعیف |

|                           |                         |                           |
|---------------------------|-------------------------|---------------------------|
| اگلے تیرے چھپے اصنام مرزا | دور تو ہے ہوا جا مسلمان | یہی سعدی کا ہے پیغام مرزا |
|---------------------------|-------------------------|---------------------------|

## ایضادِ دیگر

|                                   |                                       |                                      |
|-----------------------------------|---------------------------------------|--------------------------------------|
| غلبہ تھی تھ پہ حرمِ رنجشِ سبیری   | نہ کبھی تو نے نکل کر پھنسی سبیری      | بے قادیانی ہی جیو نامہ نہیں آتھم     |
| یہ گونچا اٹھاسر تھر چھٹی سبیری    | ترے حریف کو فیروز پر سے اٹھی          | یہ دھیل ہے جو ترانہ چھٹی سبیری       |
| ذلیل و خوار ذلت چھپ رہی تھی کو تھ | کتنی ترے سریدوں پر پھنسی سبیری        | یہ لہجہ نہ میں مرزا کیوں کی حالت تھی |
| کہ جینا ہو زیادہ بھر چھٹی سبیری   | سومین کے تھے امید و سب مایہ           | مریدِ اعرج و اعور چھٹی سبیری         |
| نیک بہشتِ کتب نے نہ کی کھائی دلب  | یہ کتنی تھی گھر گھر چھٹی سبیری        | ہے روسیہ مثلِ میلیم واسود            |
| ملاحدہ کا وہ رہبر چھٹی سبیری      | یہ قادیانی کی تذلیل کے لیے تھی نہ تھا | مہلبہ کا اثر گر چھٹی سبیری           |

## عیسائیوں کا ایک اشتہار بھی ملاحظہ ہو

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے سارے سالہام بھول جائیں گے خاتمہ ہوگا اب نبوت کا پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے

## رسول قادیانی

ارے من اور رسول قادیانی  
 لعین دے دیا شیطان ثانی  
 نہ باز آیا تو کچھ بکتے سے اب بھی  
 بڑھاپے میں یہ ہے جوشِ جوانی

نچاویں ریتچھ کو جیسے قلندر  
یہ کہہ کہہ کر تری مر جاوے نئی  
نچاویں تجھ کو بھی اک نایاب ایسا  
مکی ہے اب معصم دل میں ٹھانی

### پھر الہام ہوا

|  |   |   |
|--|---|---|
| پتھر آتھم سے ہے مشکل<br>رہائی آپ کی        | توڑی دلیس گئے وہ تازل<br>کالی آپ کی           | آتھم اب زندہ ہیں آکر<br>دیکھ لو آنکھوں سے خود |
| بات یہ کب چھپ سکے ہے<br>اب چھپائی آپ کی    | تو کچھ کرو شرم و حیا تو دل کا<br>اب کام کیا   | بات اب جنتی نہیں کوئی<br>بنائے آپ کی          |
| جھوٹ کو جی اور جی کو جھوٹ<br>بتانا صریح    | کون مانے ہے بھلا یہ کج<br>اوائی آپ کی         | جھوٹ ہیں باطل ہیں<br>دعوے قادیانی کے بھی      |
| بات نچی ایک بھی ہم نے نہ<br>پائی آپ کی     | ہو گیا خبرت ہے سب اقوال<br>بد سے آپ کے        | کر رہا بے شک ہے<br>شیطان رہنمائی آپ کی        |
| اپنے پنجہ سے نہیں شیطان<br>تھمیں دیتا نجات | اس کو کب منظور ہے اک دم<br>جدائی آپ کی        | تم ہو اس کے لور اب وہ ہے<br>تمہارا یادگار     |
| رات دن کرتا وہی ہے<br>پیشوائی آپ کی        | بمزدہ کہتے تھے کہ شیطان کا<br>کہا مانو نہ یار | کس بلا میں اس نے دیکھو<br>جان پھنسی آپ کی     |

|   |   |  |
|---|---|--|
| خوب ہے جبرائیل اور الہام<br>والفادہ خدا           | دیکھو جیسی ناک میں اب<br>جان آئی آپ کی        | ہر طرف سے امت اور<br>پھنگار اور دھتکارا ہے |
| کس لیے کرتے نہیں مشکل<br>شہنائی آپ کی             | ہے کہاں اب وہ خدا جس کا<br>تمہیں الہام تھا    | آبرو سب خاک میں کمی<br>ملائی آپ کی         |
| کرتے ہیں تعظیم جھک<br>جھک کر تو حاصل اس سے<br>کیا | جو جگہ کوچوں میں کرتے تھے<br>بڑائی آپ کی      | اب بتاؤ ہیں کہاں اب<br>آپ کے حیر و مرید    |
| جانتے ہیں ہم یہ ساری<br>پارسائی آپ کی             | آپ نے خلقت کے نھلنے<br>کا انکار ہے یہ ڈھنگ    | ڈوم کنجر و برے کنجرے<br>قصائی آپ کی        |
| ذہیٹ اور بے شرم بھی<br>ہوتے ہیں عالم میں مگر      | کام کس آنے گی یہ دولت<br>کمائی آپ کی          | کچھ کرو خوف خدا کی شہر کو<br>دو گئے جواب   |
| فیصلہ کی شرط ہے مانی ستائی<br>آپ کی               | کر کے منہ کالا گدھے پر<br>کیوں نہیں ہوتے سوار | سب پہ سبقت لے گئی ہے<br>بے حیائی آپ کی     |
| آپ کے دعووں کو باطل کر<br>دیا حق نے تمام          | کر ہی ڈالے گا حجامت<br>اب تو مائی آپ کی       | ڈاڑھی سر اور مونچھ کا پچنا بڑا<br>دشوار ہے |
| باتھ کب آئے گی یہ مہلت<br>گنوائی آپ کی            | اب بھی فرصت ہے اگر پہنچ<br>عاقبت کی نظر ہے    | اب بھی تا سب ہو اسی میں<br>ہے بھلائی آپ کی |
| خاتمہ بالخیر ہوگا اور ہو گے سر<br>خرو             | راہِ حق اور زندگی سے ہے<br>ٹرائی آپ کی        | سخت گمراہ ہو نہیں سمجھے مسیح<br>کی شان کو  |

|                                |                               |                          |
|--------------------------------|-------------------------------|--------------------------|
| بوس ہو چکی نمازِ مسلمی اٹھا ہے | المشہور اب دام مکر اور کسی جا | ہو گئی اب بھی مسیح سے تر |
|                                | بچھا ہے                       | صفائی آپ کی              |

(الہامات مرزا: بحوالہ احساب قادیا نیت: ۸/۳۸۵۳)

مرزا جی نے خود بھی اپنی تحریرات میں لکھا ہے کہ چشبین گوئی کی مباحوث ہم ہونے پر مخالفوں نے بہت خوشی کی اور مرزا کی توہین و تذلیل میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ”انہوں نے پشاور سے لے کر الہ آباد، بمبئی، کلکتہ اور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے نہ چنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کیے اور یہ سب میلوی یہودی صفت اور اخباروں والے ان کے ساتھ خوش خوش اور باتھ میں باتھ ملائے ہوئے تھے۔“

(سراج منیر: ۵۲/روحانی خزائن: ۱۲/۵۴)

اب یہ تناشا بھی دیکھنے کے قابل ہے کہ جب اس طرح کھلم کھلا مرزا کا جھوٹ ظاہر ہوا اور ایسے زور و شور کی چشبین گوئی ان کی غلط ہو گئی تو انہوں نے کس طرح اپنے جاں میں پھنسے ہوئے۔

لوگوں کو سمجھایا۔ مرزا نے اس موقع پر کئی رنگ بدلے اور پے در پے کئی مختلف جھوٹیں کیں جن کو ہم بد یہ ناظرین کرتے ہیں۔

پہلی تاویل یہ ہے کہ ”جو فریق جھوٹا ہو وہ پندرہ ماہ کے اندر بسزائے موت ہاویہ میں گر لیا جائے گا اس سے مراد صرف آتھم نہ تھا بلکہ تمام وہ عیسائی جو اس مباحثہ میں اس کے معاون تھے دیکھو

(انوار اسلام: ۲۰۱/روحانی خزائن: ۹/۲۰۱)

جواب ابول یہ کہ خود مرزا جی کی تصریح موجود ہے کہ چشبین گوئی خاص آتھم کے متعلق تھی۔ دیکھو کرامات الصادقین: خیر مقدمہ مرزا جی لکھتے ہیں: ”و منہا ما وعدنی ربی اذا جادلنی رجل من المعتصمین الذی اسمہ عبد اللہ اتھم“۔ فاذا ایشرنی ربی بعد دعوتی بمونہ الی خمسۃ عشر اشہور (کرامات الصادقین صفحہ آخر۔ روحانی خزائن: ۱۶۳/۱۷۳) نیز تریاق القلوب ص ۱۱ میں لکھتے ہیں ”آتھم کے موت کی جو چشبین گوئی کی گئی تھی جس میں یہ شرط تھی کہ اگر آتھم پندرہ مہینے کی مباحوث میں حق

کی طرف رجوع کر لیں گے تو مسرت سے بچ جائیں گے۔

(تزیین اقلوب/۱۱۔ روحانی خزائن: ۱۵/۱۳۸)

دوسرا جواب یہ کہ اچھا صرف آتھم مرد تھا تو اور بھی پریشانی مرزا کو لاحق ہوگی آتھم کے علاوہ تمام ان جیساکیوں کا جو شریک بحث تھے چند روزہ انوکھا اندر مگر ہاں یہ میں گرتا بہت کرنا پڑے گا۔

دوسری تاویل یہ کہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کر لیا اس لئے نہیں مرا اور حق کی طرف رجوع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس پیشین گوئی سے ڈر گیا تھا (دیکھو انوار الاسام وغیرہ۔ روحانی خزائن: ۵/۹)

جواب اس کا یہ حق کی طرف رجوع کرنے کے معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ ڈر جائے بلکہ مرزا جی کی لہجائی عبارت کا سیاق و سباق صاف بتا رہا ہے کہ حق کی طرف رجوع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ آتھم جیساکیوں کو ترک کر کے مرزائی ہو جائے۔ کیونکہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ”جو شخص سچ پر ہے سچے خدا کو مانتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو مراد سچ کی ہے اس کی طرف رجوع مراد ہے۔

مرزا جی نے اس بات کے ثبوت کے لئے کہ آتھم ڈر گیا تھا اپنا پورا زور تم کو دیا ہے بڑے شہسوار دیے آتھم کو لکھا کہ تم قسم کھ جاؤ کہ ڈر نہیں تو ایک ہزار بلکہ دو ہزار بلکہ تین ہزار بلکہ چار ہزار انعام دوں گا۔

آتھم نے جواب اس کے لکھا کہ قسم کھانا میرے مذہب میں منع ہے اور انجیل کا حوالہ دینا۔ مرزا جی نے جواب اس کے لکھا کہ جیساکیوں کے پیشواؤں نے عدالت میں قسمیں کھائی ہیں۔ آتھم نے لکھا کہ نیچے بھی عدالت میں طلب کرو عدالت کے جبر سے میں بھی قسم کھا لوں گا۔

ایک موقع پر مرزا جی نے بدحواس ہو کر یہ بھی لکھ دیا کہ آتھم نے عین جلسہ مباحثہ میں حق کی طرف رجوع کر لیا تھا اس وجہ سے پیشین گوئی پوری نہ ہوئی کشتی نوح ص ۶ میں لکھتے ہیں اس (آتھم) نے عین جلسہ مباحثہ میں مرزا جی کی باتوں کے روبرو آنحضرت ﷺ کو جال کہنے سے رجوع کیا اور پیشین گوئی

کی بنا ہی تھی کہ اس نے آنحضرت ﷺ کو چال کہا تھا۔“

(روحانی خزائن: ۶/۹)

مرزا جی کی حالت پر افسوس بنائے یہ بات سچ ہے کہ اس نے عین جلسہ میں رجوع کر لیا تھا تو آپ نے جلسہ کے اختتام کے بعد پیشین گوئی کیوں کی عجب ضبط ہے جس کا سر نہ پیر۔

تیسری تاویل:

مرزا جی نے سب سے لطف یہ کیا کہ عبداللہ آتھم چونکہ میری پیشین گوئی سے ڈر گیا اور بہت گھبرایا اس کی گھبراہٹ نے ان کی زندگی کو تلخ کر دیا یہی مصیبت اور تلخی ہاویہ ہے جس میں وہ گرا ہذا پیشین گوئی پوری ہوگئی باقی رہی موت کی پیشین گوئی تو وہ اصل الہامی عبارت میں نہیں ہے مطلب یہ کہ وہ میں نے اپنی طرف سے بغیر الہام کردی تھی اصل الفاظ مرزا صاحب کے یہ ہیں۔

”ہاویہ میں گرائے جانا جو اصل الفاظ الہام ہیں وہ عبداللہ آتھم نے اپنے ہاتھ سے پورے کیے اور جن مصائب میں اس نے اپنے تئیں ڈال لیا اور جس طرز سے مسلسل گھبراہٹوں کا سلسلہ ان کے دامن گیر ہو گیا اور بول اور خوف نے اس کے دل کو پکڑ لیا یہی اصل ہاویہ تھا اور سزائے موت اس کے کمال کے لئے ہے جس کا ذکر الہامی عبارت میں موجود بھی نہیں ہے شک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جس کو عبداللہ آتھم نے اپنی حالت کے موافق بھگت لیا۔“

(انوار السلام: ۵۔ روحانی خزائن: ۶/۹)

ناظرین ذرا انصاف سے دیکھیں کبھی تو مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ آتھم نے حق کی طرف رجوع کیا اس لئے وہ ہاویہ میں گرنے سے بچ گیا اور کبھی فرماتے ہیں کہ وہ ہاویہ میں گرایا بدحواسی نہیں ہے تو کیا ہے۔

مرزا جی کا یہ لکھنا کہ سزائے موت کا ذکر الہامی عبارت میں نہیں ہے عجب لطیفہ ہے الہامی عبارت

میں ہو یا نہ ہو آپ کی پیشین گوئی میں صاف صاف ہے اور آپ نے قسم کھا کر لکھا ہے پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے مرزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے رو سیاہ کیا جائے میرے گلے میں رسا مال دیا جائے مجھ کو پچاسی دی جائے ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا۔“

### چوتھی بات:

جونہایت عجیب و غریب ہے وہ یہ ہے کہ جب آتھم میعاد پیشین گوئی ختم ہونے کے کئی سال بعد یعنی ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو مر گیا تو مرزا صاحب بہت خوش ہوئے اور فرماتے ہیں میری پیشین گوئی پوری ہوئی تھی یہ واقعہ دہلی میں ۱۸۵۷ء میں ہے اگر کسی کی نسبت یہ پیشین گوئی ہو کہ وہ پندرہ مہینے تک مجذوم ہو جائے گا اور ناک اور تمام اعضاء گرجائیں تو کیا وہ عجاز ہو گا کہ یہ کہہ کہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی نفس و اتھ پر نظر پڑے“ (حقیقۃ ادویہ ۱۸۵/۱، روحانی خزائن ۱۹۲/۲۲)

اہل انصاف دیکھیں کہ مرزا جی کیا لکھ رہے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ موت کی پیشین گوئی الہام میں تھی ہی نہیں کبھی فرماتے ہیں کہ اس مدت کے بعد بھی وہ مر گیا تو موت کی پیشین گوئی پوری ہو گئی۔

آخر میں مرزا صاحب نے دیکھا کہ ان ہدایات سے آجھ بات بنتی نہیں لہذا آپ نے یہ مسئلہ ایجاد کیا کہ انبیاء علیہم السلام کی سب پیشین گوئیاں پوری نہیں ہوتیں حضرت یونس کی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی خود رسول خدا ﷺ کی بعض پیشین گوئیاں (خاکس بدین) غلط ہو گئیں۔

منکوحہ آسمانی کی پیش گوئی۔ کہ وہ بھی ایک بڑے معرکہ کی پیشین گوئی تھی اور مرزا صاحب کے بھونے اور بد سے بدتر ہونے کے لئے قطعی شہادت ہے۔

اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ مسند محمدی بیگم جو مرزا احمد علیک کی خزانہ تھی اور مرزا غلام احمد کی قرینی رشتہ



دارتھی مرزا صاحب کو پسند آئی اور اس کے عشق نے مرزا صاحب کے دل و دماغ پر ایسا قبضہ کیا کہ بے چین ہوئے اُس سیدھے سادے طریقہ سے نکاح کی درخواست کریں تو منظوری کی امید نہیں کون اپنی نوا جوان لڑکی کا نکاح ایک ایسے بڑے بھٹے کے ساتھ کر دیتا جس کی بی بی بچے بھی موجود ہیں اور ساتھ ہی کذاب و دجال بھی ہے لہذا جھٹ مرزا صاحب نے ایک وحی تصنیف کی کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ محمدی بیگم تیرے عقد میں آئے گی اور اس کا نکاح آسمان پر تیرے ساتھ پڑھا دیا گیا اب تو دنیا میں اس نکاح کی سلسلہ جتنائی کرار لڑکی کا باپ راضی ہو گیا تو بڑی خیر و برکت اس نکاح میں ہوگی اور لڑکی کے باپ کو بھی بہت فائدہ ہوں گے اور اگر اس نے تمہارے ساتھ نکاح منظور نہ کیا تو لڑکی کا انجام برا ہوگا جس دوسرے شخص کے ساتھ وہ بیانی جائے گی وہ روز نکاح سے ڈھائی سال تک اور لڑکی کا باپ تین سال تک فوت ہو جائے گا۔ اس وحی کے بعد مرزا صاحب نے بڑے بڑے اشتہارات حسبِ حادث شائع کئے اور اس پیشین گوئی کو اپنی صداقت کا معیار قرار دیا اور اعلان کیا کہ یہ پیشین گوئی پوری نہ ہو تو بے شک میں بھونکا اور بد سے بدتر ہوں۔ یہ بھی لکھا کہ یہ نکاح میرے مسیح موعود ہونے کی خاص علامت ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ ان اشتہارات کے بعد مخفی کوششیں بھی مرزا صاحب نے بہت کیں احمد بیگ کو بھی خط لکھے احمد بیگ کے بہن کی لڑکی عزت بی بی مرزا جی کے لڑکے فضل احمد کے نکاح میں تھی اس لڑکے سے بھی کچھ نکھوٹے یہ بھی لکھا کہ محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ نہ ہوا تو میں قسم کھاتا ہوں کہ عزت بی بی کو اپنے لڑکے سے طلاق دلا دوں گا یہ سب کچھ ہوا محمدی بیگم ان کے نکاح میں نہ آئی احمد بیگ نے فوراً اس کا نکاح مرزا سلطان محمد سے کر دیا مرزا غلام احمد نے بہت کچھ بیچ و باب کیا مگر ہو کیا سکتا تھا پیشین گوئی بڑی دھوم سے جھوٹی ہوئی۔ محمدی بیگم کے نکاح کے بعد مرزا صاحب نے یہ بھی کہا کہ میں نے کب کہا تھا کہ وہ باکرہ ہونے کی حالت میں میرے عقد میں آئے گی وہ ضرور بیوہ ہوگی اور ضرور میرے نکاح میں آئے گی جلدی یوں کرتے ہوئے یہ نکاح نہ ہو تو میں جھوٹا مگر غصوں اور ہزار غصوں مرزا صاحب مر گئے اور محمدی بیگم مع اپنے شوہر مرزا سلطان محمد کے خوش و غم موجود ہے۔

یہ قصہ آنر پوری تفصیل سے دیکھنا ہو تو کتاب فیصلہ آسانی جو مکتبہ سے ملے گی اور الہامات مرزا (اعتساب قادیا نیت / ۸) جو امرتسر سے ملے گا دیکھو۔ یہاں بھی چند مختصر ضروری عبارتیں مرزا صاحب کی نقل کی جاتی ہیں۔

مرزا جی اپنے اشتہار مرقومہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۵ء میں لکھتے ہیں۔

اس خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھ سے فرمایا کہ اس شخص (یعنی مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنباتی کرو اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک علامت کا نشان ہوگا اور ان تمام رحمتوں اور برکتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۵ء میں درج ہیں لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ تو روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تلخی پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

پھر مرزا جی لکھتے ہیں۔

”چاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف اس پیشین گوئی کے انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنے بد گوہری ظاہر نہ کرتے بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام ہونے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کیلئے کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے تاک کٹ جائے گی اور دولت کے سیاہ داغ ان کے مخموس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم / ۵۳۔ روحانی خزائن: ۱۱ / ۲۳۷)

پھر محمدی بیگم کے نکاح ہو جانے کے بعد جب مرزا جی پر استراض ہوا کہ محمدی بیگم دوسری جگہ کیوں بیاہی گئی تو مرزا جی الحکم مورخہ ۳۰ جون میں حسب ذیل جواب دیتے ہیں۔

”وقی الہی میں نہیں تھا کہ دوسری جگہ یہاں نہیں چائے گی۔“

پھر مرزا جی نے یہ بھی تصریح کر دی کہ پیشین گوئی دراصل چھ پیشین گوئیوں پر مشتمل ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

ان میں وہ پیشین گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزایہ ہیں (۱) مرزا احمد بیگ بوشیار پوری تین سال کے اندر فوت ہو (۲) پھر اس کا داماد ازہائی سال کے اندر فوت ہو (۳) پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تاروز شادی دختر کلاں فوت ہو (۴) پھر یہ کہ وہ دختر بھی نکاح اور تالیماں بیوہ ہونے اور نکاح ثانی فوت نہ ہو (۵) پھر یہ کہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو (۶) پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جائے۔

(شہادۃ القربان / روحانی خزائن ۶/۳۶۷)

”مرزا جی لکھتے ہیں۔“

”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشین گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مہرم (کسی شرط کے ساتھ شرط نہیں) اس کی انتظار کرو اگر میں جھوٹا ہوں تو پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میرے موت آجائے گی۔“

(انجام آتھم / ۳۰ روحانی خزائن ۱۱/۳۱)

پھر لکھتے ہیں۔

”یاد رکھو کہ اس پیشین گوئی کی دوسری جز (یعنی داماد احمد بیگ کی موت) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بار سے بدتر ٹھہروں گا۔ احمق یہ انسان کا اقرار نہیں نہ یہ کسی خبیث منفتری کا کاروبار ہے یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا کہ جس کی باتیں نہیں مٹیں۔“

(انجام آتھم / ۵۴ روحانی خزائن ۱۱/۲۳۸)

لیکن جب مرزا جی کی مقررہ میعاد گزر گئی اور محمدی بیگم کا شوہر نہ مرانہ کوئی بدامدی بیگم پر آئی تو مرزا جی کس صفائی سے جواب دیتے ہیں۔

”احمد نیک کے مرنے سے بڑا خوف اس کے اقارب پر غالب آگیا یہاں تک کہ بعض نے ان میں میری طرف بجز و نیاز کے غلط بھی لکھے کہ دعا کرو بس خدا نے ان کے اس خوف اور اس قدر بھڑائی کی وجہ سے پیشین گوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی۔“ (حقیقۃ الوحی/ ۷۸ اردو حالی خزائن ۲۲/ ۱۹۵)

اور تحریر حقیقۃ الوحی ص ۱۳۲ میں لکھتے ہیں۔

”یہ امر کہ البہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا آسمان پر میرے ساتھ نکاح پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا اور خدا کی طرف سے ایک شرط بھی جو ذی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایضا السراۃ نویبہ نویبہ فان البلاء علی عقیبک نہیں جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فتح ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔“

یہ بھی اظہار ہے کہ مرزا صاحب جس شرط کا ذکر کر رہے ہیں وہ شرط اگر تھی تو بلا کے نکل جانے کے لیے کیا محمدی شیعہ کا مرزا کے ساتھ نکاح ہو جائے کوئی بات تھا جو شرط کے پورا کرنے سے نکل گیا۔ یہ مرزا کی بدحواسی نہیں تو یہ ہے۔

اس نکاح پر بڑی بخشش مرزا کے مرجانے کے بعد ہوئیں۔ نور الدین صاحب خلیفہ اول تو فرماتے ہیں کہ میرے عقیدہ میں کچھ فرق نہیں آیا قیام قیامت تک محمدی بیگم کی اولاد میں سے کسی کا مرزا صاحب کی اولاد میں سے کسی کے ساتھ نکاح ہو جانے کا تو بھی یہ پیشین گوئی پوری ہو جائے گی اور قاضی اکمل صاحب جو مرزا زلیہ کے ایک رکن اعظم ہیں رسالہ تحفۃ الافہان مئی ۱۹۱۳ء کے ص ۲۲۲ میں لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب سے منکوحہ آسمانی کے البہام کے سمجھے غلطی ہو گئی تھی۔ اور یہ خود مرزا صاحب لکھ چکے ہیں کہ انبیاء سے وحی کے سمجھنے میں غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ پس آخری جواب یہی ہے کہ مرزا اجماعی کی پیشین گوئی غلط نکل گئی تو کوئی عیب نہیں اور فیوض کی پیشین گوئیاں بھی غلط ہو چکی ہیں۔ نعوذ باللہ۔

اس تقریر کو سن کر سیرت مرزا صاحب فہمت الذی کفر کے مصداق بن کر چل دیے۔

## خطاب بہ مسلمانانِ ساونت واثری۔ از مدیر النجم عاناہ ربہ

برادرانِ دینی کو بعد سلام مسنون معلوم ہو۔ آپ لوگوں نے اپنے خط میں یہ لکھ کر کہ آپ کا علاقہ فقہ مرزاہیت سے پاک ہو گیا اور یہ کہ ان مواعظ کی برکت سے جو وہاں ہوئے دین داری کا ولولہ مسلمانوں کے دل میں پیدا ہوا۔ خدا کی مسجد میں آباد ہو گئیں۔ مجھے مسرور و خوش وقت کیا جزاکم اللہ تعالیٰ خیر۔ یہ نتائج میرے سنا چیز بیان کے نہیں ہیں بلکہ یہ تاثیر ان آیات قرآنیہ کی ہے جو ان مواعظ میں پڑھی گئیں

این قدر مستی و مد ہوشی نہ مد پادہ بود

با حریفان انچی کرد آں نرگس مستانہ کرد

مگر پوری مسرت کا وقت وہ ہے جب میں سنوں کہ اب اس علاقہ میں کوئی سات برس کا بچہ لڑکایا لڑکی کسی مسلمان کے گھر بے نمازی نہیں مرد و عورت بچے سب نماز کے پابند ہو گئے اور موجودہ مساجد نمازیوں کے لئے ناکافی ہو گئیں۔ بلکہ اصلی مسرت اس وقت ہوگی جب اس حالت پر استقامت معلوم ہو حق تعالیٰ نے ان لوگوں پر سخت ناخوشی کا اظہار کیا ہے جو خدا کی عبادت شروع کر کے پھر چھوڑ دیتے ہیں فرمان باری تعالیٰ ومن الناس من یعبد اللہ علیٰ حرف فان اصابہ خبرنا اطمان بہ وان اصابہ فتنة یانقلب علی وجہہ

ترجمہ: بعض لوگ وہ ہیں جو ایک کنارے پر (یعنی ناپائیدار حالت میں) خدا کی عبادت کرتے ہیں کہ اگر ان کو کچھ بھلائی پہنچی تو اس بھلائی پر مطمئن ہو گئے اور اگر کچھ آزمائش پیش آگئی تو اپنے منہ کے ٹکے (جذہر سے آئے تھیں) اس طرف (لوٹ گئے)۔

استقامت کی تدبیر یہ ہے کہ تذکیر کا سلسلہ برابر قائم رہے اور قرآن کریم کے مطالب عالیہ مسلمانوں کے کان تک پہنچتے رہیں۔ کم از کم نماز کے متعلق جو ننانوے آیتیں میں نے کتاب اصولہ میں مع ترجمہ تفسیر جمع کر دی ہیں اسی کا کچھ حصہ روزانہ سنایا جائے۔ ”کتاب اصولہ“ ذیل سکے تو ”النجم“ دور جدید کی جلدوں کے پہلے نمبر میں پچھ آیتیں لکھیں گئی ہیں اسی کو بطور وعظ کے سنایا جائے اور سب

سے بہتر صورت یہ ہے کہ کسی دین دار عالم کو سادہ و آثری میں قیام کی تکلیف دی جائے اور وہ کتاب اللہ کا باقاعدہ درس دیں۔ ایمان کیا چیز ہے تو حید کی کیا حقیقت ہے عقیدہ رسالت کا کیا مطلب ہے قیامت کا یقین کیسا ہونا چاہیے۔ خدا کا خوف، خدا کی عبادت اور عبادت کے نتائج یہ تمام باتیں کتاب اللہ سے بے تعلق ہو نہیں سکتیں۔

خدا کا جو بندہ اپنے بھائیوں کے دین دار بنانے کی کوشش کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک سب سے اچھا اور سب سے پیارا ہے قال اللہ تعالیٰ: **وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ تَرْجُمَهُ اس** سے زیادہ اچھا قول کس کا ہے۔ جو اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے۔ وقال النبی ﷺ **أَحَبُّ الْعِبَادَةِ إِلَى اللَّهِ مَنْ حَبَّ اللَّهَ الْعِبَادَةَ** ترجمہ سب سے زیادہ خدا کو وہ بندہ محبوب ہے جو اللہ کی محبت اس کے بندوں کے دل میں پیدا کرے۔

فقہ مرزائیت کا اس وقت تو بے شک بفضلہ تعالیٰ قلع و قمع ہو گیا ہے مگر اس پر مطمئن ہو جانا نہ صرف بے فکری بلکہ سب دینی کی علامت ہے چاہے کہ مرزا کے درمیں جو کتابیں ہندوستان کے علمائے فکھی ہیں وہ سب جمع کی جائیں ان کا مطالعہ ہوان کے ضروری مطالب کی اشاعت ہو۔ اگر صرف خانقاہ رحمانیہ منگلپور کی کتابیں منگالی جائیں تو وہ کافی ہیں ان کے مطالعہ سے معمولی علم و فہم کا آدمی بھی مرزائیوں کے بڑے بڑوں سے مناظرہ کے قابل ہو سکتا ہے اور مرزا کے دجال و کذاب ہونے کو اچھی طرح ثابت کر سکتا ہے۔

الختصر دین کی محبت ہونی چاہیے دین کی خدمت کرنی چاہیے ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ دین کی فکر سے کسی وقت خالی نہ ہو دین کو ہر چیز پر مقدم کرے۔

غم دین خور کہ غم غم دین ست  
بمہ غمبا فروز ازین ست

اور آخری بات یہ ہے کہ وہ عامی اس ناچیز کو بھی یاد رکھیے حق تعالیٰ اپنے فضل سے ایسا کرے

کہ ایمان پر قائم رکھے اور ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائے۔ آمین

حمت

# قادیانی

اور

ان کے عقائد

از

مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا خالد محمود صاحب

بسم الله الرحمن الرحيم

## تعارف

### از مناظر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

مرزا غلام قادیانی کے پیروؤں نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بلکہ کچھ پہلے سے بھانپ لیا تھا کہ ایک دن آئے گا جب وہ قانونی طور پر بھی غیر مسلم قرار پائیں گے۔ تحریک ختم نبوت سے یکجہاں دی گئی تھی مگر قادیانی زعماء اس وقت سے ہی اس فکر میں تھے کہ اب وہ یورپین اور افریقی ممالک میں نئی راہیں تلاش کریں جہاں اسلام کے نام پر وہ اٹھ اٹھ پھینک سکیں اور وہاں انہیں کوئی مانع نہ آ سکے۔

اس صورت حال میں مسلمانوں کے بھی ذمہ تھا کہ وہ نئے حالات سے نمٹنے کے لئے مرزا غلام احمد اور اس کے الحاد پر انگریزی زبان میں وہ مواد مہیا کریں جس کے ذریعے ان ممالک میں قادیانیت کی صحیح تصویر دیکھی جاسکے تاکہ جو انہی قادیانیوں کے قافلے ان ممالک میں اتریں وہاں کے مسلمان پیسے سے ان کے الی ورنہ قد پر اطلاع پانچے چکے ہوں۔

دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء لکھنؤ کے دونوں امور عالموں کی تحریریں انگریزی زبان میں منتقل ہوئیں۔ محدث سیر حضرت مولانا سید محمد بدر عالم اور شیخ ابوالحسن علی ندوی کی کتابیں نزول المسیح اور القادیانیہ کے انگریزی ترجمے ان ممالک میں پھیلے۔ یہ یورپ اور افریقہ میں قادیانیت کو بے نقاب کرنے والی پہلی ڈوا تھی پھر بہت سے اور علماء نے بھی اس پر قدم اٹھایا اور قادیانیت ان ممالک میں کافی حد تک اپنے اصل روپ میں سامنے آ گئی مگر ان سب تحریرات کے باوجود ایک خلاء باقی تھا جس کا پر کیا جانا ضروری تھا۔



ضرورت تھی کہ ان علماء کی تحریریں بھی انگریزی زبان میں اتریں جو قادیانیوں کے ساتھ مناظروں اور مباحثوں کا گہرا تجربہ رکھتے ہوں اور انہیں ان کی زبان میں جواب دیتے ہوں۔ قادیانیوں کی زبان ہمیشہ مناظرانہ ہوتی ہے سو انہیں ان کی زبان میں جواب دینا ضروری ہوتا ہے۔ محدث کبیر امام العصر الشیخ انور شاہ کشمیریؒ نے قادیانیوں کے رد میں "کفار الملحدین" لکھی تو قادیانی تحریرات کا انتخاب خود نہ فرمایا بلکہ رئیس المناظرین حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب سے کرایا کیونکہ وہ مناظر کی حیثیت سے زیادہ تجربہ رکھتے تھے اور قادیانیوں سے ان کی زبان میں بات کرتے تھے۔

یورپ اور افریقہ میں اب تک وہی انگریزی لٹریچر قادیانی نظریات و عقائد سے نقاب کشائی کرتا رہا ہے جو مولانا سر علماء کی تحریرات کا ترجمہ تھا لیکن اس باب میں کسی محقق مناظر کی کاوش کا ترجمان نہ تھا۔ رفیع کرم مولانا اختر مہاشی منظور احمد چنیوٹی کی کوشش بہت لائق تحسین ہے کہ قادیانیوں سے مناظرات کے گہرے تجربات کی روشنی میں آپ نے مرزا غلام احمد اور اس کے بیٹوں کی تحریرات سے ایک ایسا انتخاب پیش کیا ہے جس سے قادیانی عقائد و نظریات اور ان کا مسلمانون سے مناظر اختلاف بالکل کھل کر سامنے آجاتے ہیں یہ کتابچہ اس پہلو سے بہت ممتاز ہے کہ یہ ایک مناظر اسلام کا انتخاب ہے جس کی ضرورت باقی تھی مولانا کی اس ترتیب سے دو خطا پورا ہو گیا جس کا پورا ہونا ضروری تھا۔

مولانا محترم کئی مناظروں میں میرے بھی معین رہے ہیں اور قادیانیت کو بے نقاب کرنے میں ہمیں مشترکہ طور پر یورپ اور افریقہ وغیرہ میں کئی مواقع بھی میسر آئے ہیں اسی تعلق سے اس ناچیز نے اس کتابچے پر نظر ثانی کی ہے کہیں کہیں کچھ اضافے بھی کئے ہیں اور انگلستان میں مقیم ہونے کی حیثیت سے اسے انگریزی میں پیش کرنے کی سعی بھی کی ہے۔ یہ دو سال اپنے اختصار جامعیت ابواب صحت نقل اور فنی گرفت میں اپنی مثال آپ ہے۔

امام ابو بکر احمد بن الحسین البیہقیؒ دلائل اللہ و میں ذکر کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

سَيَكُونُ فِي آخِرِ هَذِهِ الْأَمَةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ أَجْرِ أَوْلِيَّهِمْ بِأَمْرٍ مَعْرُوفٍ

وَيَهْرُونَ عَنِ الْمَكْرُورِ يُقَاتِلُونَ أَهْلَ الْقُبَىٰ

اس امت کے آخری دور میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جنہیں (ان کی دینی محنتوں پر) اولین امت یہ یاد اجڑے گا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ ساتھ اہل فتن کا بھی پورا پورا مقابلہ کرتے ہوں گے۔

شرح حدیث نے یقاتلون کے معنی بایلیہم او بالستہم کے بیان کئے ہیں اور فتن سے مراد اسلام سے بغاوت اور ہرجم کے اعتقادی فتنے ہیں۔ سو اس حدیث میں ان مناظرین اسلام کو بھی بشارت دی گئی ہے جو اپنی زبان اور بیان سے ان ملاحدہ روزِ مآوقہ کا پوسٹ مارم کر کے امت کو ان کے ظالم بیٹوں سے بچاتے اور چھڑاتے ہیں اس امت میں جس طرح تنزیل کتاب پر جہاد کی نورت آتی ہے کبھی تاویل کتاب اور مرادات یاب پر بھی جہاد میں اترتا پڑتا ہے۔ سو مبارک ہیں وہ لوگ جو ان فتنوں سے آٹے سائے بھر دیا کرتے ہیں۔

قادیانیت کا پورا پس منظر سمجھنے کے لئے محدث شہیر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری کا مقدمہ اپنے ایجنڈا و اختصار اور جامعیت میں اپنے مثال آپ ہے اور برصغیر پاک و ہند سے باہر قادیانیت کے خلاف پہلی آواز ہے جو ایک منظر کے قلم سے اٹھی ہے اور یورپ اور افریقہ میں ان لوگوں کی اپنی زبانوں میں انہیں خطاب کر رہی ہے۔ مقامِ مسرت ہے کہ احقر اس دینی محنت میں مولف محترم کے ساتھ سہو بننا ثقیل منا انک انت السميع العليم۔

علامہ خالد محمود عفا اللہ عنہ از ریکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

انگلینڈ

## مقدمہ

### از محدث کبیر حضرت مولانا سید یوسف صاحب بنوریؒ

الحمد لله رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین میلنا محمد و

علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

امت مرحومہ قرونِ اولیٰ سے آج تک ہمیشہ ایسے فتنوں سے دوچار رہتی رہی ہے جو اس کی ترقی و اشاعت کی راہ میں کوہِ گراں بننے رہے۔ اگر پروردگارِ عالم کی رحمتِ شامل حال ہو کر اس کی حفاظت و بقا کا ذریعہ نہ بنتی تو آج ملتِ اسلامیہ کے اس عظیم اشانِ محل کی بنیادیں زمین بوس ہو چکی ہوتیں۔ قرونِ اولیٰ کے ان فتنوں میں سے خوارقِ شیعہ، معتزلہ، قدریہ، کرامیہ وغیرہ جیسے فتنے خوب پھلے پھولے جن کے آثار آج بھی مختلف بلادِ اسلامیہ میں پائے جاتے ہیں۔ پروردگارِ عالم نے علمائے امت اور زعمائے ملت کو دین اور تفصیلِ اسلام کی حفاظت کیلئے مقرر فرمایا چنانچہ دین بحال محفوظ رہا اور صفحاتِ دہر پر قیامِ قیامت یہ اس طرح چمکتا رہے گا کہ اس کی چمک اور چکا پنوندِ ملحدوں اور بے دینوں کی آنکھوں کو ہمیشہ خیرہ کرتی رہے گی۔

قرونِ اخیرہ کا سب سے بڑا فتنہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ظہور ہے۔ جب برطانیہ نے ہند پر تسلط جمایا تو اسی کے ایماء اشارے اور اس کی سازش سے 'مشرقی پنجاب' کے ایک قصبہ "قادیان" ضلع گورداس پور میں اس فتنہ کا ظہور ہوا اس نے اپنے دعاوی میں آہستہ آہستہ ترقی کی۔ پہلے اس نے دعویٰ کیا کہ وہ مجدد ہے پھر دعویٰ کیا کہ وہ غیر تشریفاتی نبی ہے پھر دعویٰ کیا کہ وہ تشریفاتی نبی و رسول اور اس کی وحی قرآن مجید کی مانند ہے۔ چنانچہ یہ قرآن کریم سے آیات چن کر انہیں اپنے اوپر چسپاں کرتا باطنیوں اور زندیقوں کی طرح قرآنی آیات کی تشریح و تعبیر کرتا اور اپنی کلام میں بائیوں اور بھائیوں کی بیروی کرتا رہا

یہ حضور ﷺ کے معجزات کی نقیص کیسے کیا کرتا تھا۔ اس نے اپنی مسجد کو مسجد اقصیٰ، اپنے گاؤں کو مکہ المکرمہ اور اہل یسوع کو اپنے مدینہ قرار دیا اپنی مسجد میں ایک مینارہ بنا کر اس کا نام مینارۃ المسیح رکھا اپنے گاؤں میں ایک قبرستان بنا کر اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا اور اعلان کیا کہ جو بھی اس میں دفن ہو گا وہ بہشتی ہوگا۔

سیدنا حضرت عیسیٰ کی ایسی سخت توہین کی جسے سن کر جگر پھٹا اور کلیجہ منہ کو آتا ہے حالانکہ دنیا میں ایسا کوئی نبی نہیں مگر جس نے کسی نبی کی توہین کی ہو۔ اس جھوٹے نبی نے اپنے اوپر ایمان نہ لانے والوں سب کو کافر قرار دیا اور یہ دعویٰ بھی کیا کہ حکومت برطانیہ زمین پر اللہ کا سایہ ہے اور اپنی کتابوں میں تحریر کیا کہ میں ان کا ”خودکاشہ پودہ“ ہوں (تبلیغ رسالت: ۷/۱۹) اس نے لوگوں کے سامنے فتن اور مبالغہ آمیز گیس بلیکس اور کفر والحادی شہری وادیوں میں اتر گئے۔

شروع میں یہ ایک مختصر اور کمزور سرفتہ تھا مگر آہستہ آہستہ ترقی کرتا اور نشوونما پاتا گیا، چنانچہ علماء ربانین اٹھے اور قلم و زبان اور ہر ممکن طریقے سے اس کے استیصال اور ختمی میں مشغول ہوئے۔ امام العصر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری صدر المدینہ دہلی و دارالعلوم دیوبند ان اکابرین میں سے تھے جنہوں نے اس کی تردید کا بیڑ اٹھایا۔

علامہ موصوف نے عربی و فارسی میں متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو کتابیں تصنیف کرنے میں مدد دی اور اپنے دوستوں اور شاگردوں کو تالیف و تبلیغ کے ذریعہ ”دین“ کے دفاع کے لئے اکسایا۔ علامہ موصوف نے ”عقیدۃ الاسلام فی حیوۃ عیسیٰ“ ”نحیۃ الاسلام فی حیوۃ عیسیٰ“ ”النصریح بمعانہ اتر فی نزول المسیح“ اور ”تفسیر آیۃ خاتم النبیین“ کے علاوہ مرزائیت اور اس جیسے دوسرے الجاوی فتنوں کے رد کے لیے ایک مستقل کتاب اصول میں تصنیف فرمائی جس کا نام آپ نے ”انکفار الملحدين فی ضروریات الدین“ رکھا۔ مختصر یہ کہ اس علاقے کے علماء کے ہاں اس گمراہ فرقہ کا کفر و ضلال روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔

چونکہ یہ تصنیفات واحوانِ بلاد عربیہ کے علماء اور عوام کے سامنے نہ تھے اور پھر دین و علوم دین سے

عوام الناس کا تعلق بھی خاصا کمزور ہو چکا ہے۔ اس لیے یہ ایسی واضح تصنیف کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی جس میں ان کے ایسے تمام عقائد کی ایک ایسی قابل قدر تعداد جمع کر دی جائے جنہیں دیکھتے ہی ان کا بطلان واضح ہو جائے اور مزید کسی دلیل کی ضرورت نہ رہے۔ اگرچہ اس سے پہلے ہر دور کے مبلغ اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کی ”انقادیاتی والقادیانیہ“ اور مولانا احسان الہی قصیر کی تصنیف ”مضرات کی شکل میں سامنے آچکی تھیں مگر ابھی بہت سا خلا باقی تھا چنانچہ ہمارے عزیز ساتھی ”الاستاذ الشیخ منظور احمد چیمٹی (جنہوں نے اپنے آپ کو حفاظت دین اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے وقف کر رکھا ہے) اس خلا کو پُر کرنے کے لیے اٹھے اور حفاظت و خدمت دین کے جذبہ سے القادیانی و مقتدائی اور ان کے عقائد (تصنیف فرما کر اس خلا کو پُر کیا اور اس کے عربی و اردو کتب کے حوالوں سے ان کے قبیح و شنیع عقائد جمع کر دیئے گئے حالانکہ ان کا کفر اتنا واضح تھا کہ محتاج دلیل نہیں۔

اللہ تعالیٰ ان (مؤلف) کو جزائے خیر دے ان کے اس رسلے کے ذریعے عربی و اسلامی ممالک کو فائدہ پہنچائے۔ مرزا یحیٰی کے چہرے سے کروفریب کے پردے کو چاک کرے اور اسے شرف قبولیت بخشے۔ صلی اللہ علی سیدنا سید العالمین و حاتم النبیین محمد و آلہ و اصحابہ و اتباعہ و علماء امة العالمین اجمعین۔

کتبہ

محمد یوسف بن سید محمد زکریا ابنوری الحسینی

قائم المدینۃ النبویہ کراچی مغربی پاکستان

بروز پیر ۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ

## رائے گرامی

### شیخ حسنین محمد مخلوف (سابق) مفتی اعظم مصر

میں نے اس رسالے کا بغور مطالعہ کیا۔ رسالہ میں مرزا یونس کے کفر و ضلال اور ان کے من گھڑت عقائد کا خوب اچھی طرح پردہ چاک کر کے موضوع کے ساتھ مکمل انصاف کیا گیا ہے۔ میں اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں تاکہ رسالہ قارئین کے قلوب و اذہان کے لئے مشعل راہ بن کر ان کو کفر و ضلال سے بچانے اور حق سے آگاہی کا وسیع بن سکے۔

واللہ الموفق کثیرہ

حنین محمد مخلوف ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ

سابق مفتی اعظم مصر و رکن کبار اعلیٰٰہ بالازہر

ورکن مجلس تہ سیسی رابطہ عالم اسلامی مکتبہ المکرمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

## کلمۃ الموالف

الحمد لله وحده و الصلوة و السلام علی من لا نبی بعده و لا امة بعد اعنه ولا

کتاب بعد کتابه و علی آله و صحبه اجمعین. و من تبعهم الی یوم الدین.

اما بعد!

لوکل انیسویں صدی عیسوی یعنی ۱۸۴۰ء میں یہ نام نہاد نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں ظاہر ہوا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ہر اس شخص کو جو اس کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہ لانے کا قرعہ اردیا۔ انگریزی گورنمنٹ نے نہ صرف یہ کہ اس کی مدد کی بلکہ دراصل اس پودا کو اپنے ہاتھوں سے لگانے والی بھی یہی حکومت تھی۔ جیسا کہ خود مرزا صاحب نے (تبلیغ رسالت: ۷/۱۹) اس کا اعتراف کیا ہے۔ انگریز نے اس کی پوری پوری مدد و حفاظت کی چنانچہ یہ اس کے ایک استعماری ایجنٹ اور گماشتے کے طور پر کام کرتا رہا۔ اس نے جہاد کے منسوخ ہونے اور حکومت برطانیہ کے واجب الاطاعت ہونے کا اعلان کیا اور اپنی دعوت کو دوزخ و راز ممالک حتیٰ کہ مرکز اسلام اور مہبط وحی خیر الایمان یعنی مکہ مدینہ شریف تک بھی پھیلا دیا۔ اس نے اپنی دعوت کی تبلیغ کے لیے ہندوستان میں اپنے مولد و مسکن ”قادیان“ کو مرکز ٹھہرایا تا آئندہ ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء کو مرض جینہ انتقال کر گیا۔

۱۹۴۷ء میں جب ہندوستان تقسیم ہوا اور پاکستان بن گیا تو انہوں نے ”ربوہ“ کے نام سے ایک نیا شہر بسا شروع کیا جو کہ پاکستان و بیرون پاکستان ان کی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔

شروع دن ہی سے علماء اسلام اور دین دار طبقہ اس فتنہ سے پریشان اور خوف زدہ تھا چنانچہ انہوں نے زبان و قلم سے اس کے خلاف جہاد کیا اور بالاتفاق مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور اس سلسلہ میں بہت سی مفید اور عمدہ کتابیں تصنیف

فرمائیں۔

ہم برادرانِ اسلام کے سامنے اس نام نہاد نبی کے چند دعاوی پیش کرتے ہیں:-

۱۔ دعویٰ نبوت

۲۔ عقیدہِ ہوقاتِ مسیح (عایہ اسلام)

۳۔ اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کی تکفیر

۴۔ انگریزی حکومت کی ہائید حمایت

۵۔ فتویٰ حرمتِ جہاد

۶۔ متدس اصطلاحات کو اپنے اوپر چسپاں کرنا

۷۔... انبیاءِ علیہم السلام کی توہین اور ان پر حتیٰ کہ خود امام الانبیاء حضور نبی اکرم ﷺ پر اپنی فوقیت و افضلیت اور اس جیسے دوسرے خرافات پیش کر رہے ہیں۔ حوالہ جات کتب مع قید صفحات نقل کیے گئے ہیں اور عبارات نقل کرتے ہوئے اپنی طرف سے کسی قسم کی کوئی تشریح، توضیح، ضمیر نویسی یا حاشیہ آرائی نہیں کی گئی۔ واللہ الموفق الی الحق وهو بھلی السبیل

(از مولف)



## دعاویٰ مرزا

مرزا صاحب کا مجدد مہدی مسیح اور نبی و رسول ہونے کا دعویٰ

(مجددیت سے نبوت اور اس سے آگے تک)

۱۔ ”دل مر گئے اور گناہ بہت ہو گئے اور بے قراریاں بڑھ گئیں۔ پس اس اندھیری رات کے وقت اور شدہ ہوا کی تاریکی کے وقت خدا کے رحم نے نقضا کیا کہ آسمان سے نور نازل ہو۔ سو میں وہ نور ہوں اور وہ مجدد ہوں کہ جو خدا کے حکم سے آیا ہے اور بندہ مدد یافتہ ہوں اور وہ مہدی ہوں جس کا آنا مقرر ہو چکا ہے اور وہ مسیح ہوں جس کے آنے کا وعدہ تھا اور میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں جس کو انسانوں میں سے کوئی نہیں جانتا۔“

(خطبہ الہامیہ مترجم/ ۵۱۵۰ روحانی خزائن: ۵۰/۵۱)

۲۔ ”پس تم کو خوشخبری ہو کہ تمہارے پاس مسیح آیا اور خدا نے اس کو مسیح کیا اور فصیح کلام اس کو عطا

۱۔ نوٹ: مرزا صاحب اس کتاب کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ ترجمہ: یہی وہ کتاب ہے جس کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حید پر الہام کیا گیا۔ جسے میں نے بغیر کسی تحریروں و تئیں کے (محض) روح القدس کی زبان سے حاضرین پر القا کیا۔ اور کسی انسان کے بس میں نہیں کہ مجھ جیسی عبارت مرتبہ اور فی البدیہ ادا کر سکے..... اور تو ایسا ایسے معارف ثقات کے چھوڑے ہوئے مدونہ نچوڑوں میں بھی نہ پائے گا بلکہ یہ تو ایسے حقائق ہیں جو رب کائنات کی طرف سے مجھے وحی کیے گئے ہیں اور یہ ایک اظہار نام ہے۔ تو کیا مسیح کے بعد کچھ خفا ہے اور خاتم الکلفاء کے (آجانے کے) بعد بھی کوئی مجید ابھی پوشیدہ ہے؟ تعجب انگیز یہ بات نہیں کہ تم خاتم الامم سے ایسے نکات سنتے ہو جو تم نے اس سے پہلے علمائے امت سے نہیں سنے بلکہ بہت زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ”مسیح موعود“ امام منتظر لوگوں کے منصف اور ”خاتم الکلفاء“ تشریف لے آئے ہیں کہ پھر ان کے بعد خدا کی طرف سے معارف کے رک کوئی ایسا شخص جو لوگوں سے کسی عام عالم کی طرح باتیں کرے اور نور و ظلمت کے درمیان یوں فرق واضح کرے نہ آئے گا اور میں نے اس رسالے کا نام ”خطبہ الہامیہ“ رکھا اور یہ ایک نشان ہے۔

نیا کیا۔ اور تم کو مبارک ہو کیونکہ مہدی موعود تمہارے پاس آ پہنچا اور اس کے پاس بہت سماں اور متاع ہے جو تمہارے لئے ہے۔ اے لوگو! میں وہ مسیح ہوں کہ جو محمدی سلسلہ میں سے ہے اور میں احمد مہدی ہوں۔“ ۳۔ ”اور میں وہی مسیح موعود ہوں جس کا آنا آخر زمانہ میں خدائی طرف سے مقدر تھا اور میں وہ منعم علیہ ہوں کہ اس کی طرف فاتحہ میں ان دو دروہوں کے ظہور کے وقت اشارہ تھا۔“.....

(خطبہ البامیہ ۹/۷۷ روحانی خزائن ۱۶/۱۷۹)

۴۔ اگر کہا جائے کہ حضرت مسیحؑ بے باپ پیدا ہوئے تھے اور یہ ایک امر فوق العادت ہے پس شانِ ممالک پوری نہیں ہوتی ہے اور باہم مشابہت کا ہونا ضروری ہے جو سلیم الفیج لوگوں پر پوشیدہ نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ انسان کا بے باپ پیدا کرنا عادت اللہ میں داخل ہے ہاں ہم یہ بات قبول کر سکتے ہیں کہ..... بغیر باپ کے پیدا ہونا قلیل الوقوت امر ہے بہ نسبت اس امر کے کہ اس کا مخالف ہے اور اس امر عجیب کے مشابہ میری پیدائش ہے اس لیے کہ میں تو ہم پیدا ہوا ہوں اور میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جو مرگئی اور میں زندہ رہ گیا اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ واقعہ بھی نسبتاً عام پیدائش کے قاعدے سے عجیب ہے۔

(حاشیہ خطبہ البامیہ ۸۵/۷۷ روحانی خزائن ۱۶/۸۵-۸۷)

|  |  |
|--|--|
| ۵۔ انی انا المسیح و بالحق اعشی و اصیح۔۔۔ ان عیسی مات و لا یحی با حیاء کم | بے شک میں ہی مسیح ہوں اور حق کے ساتھ چلتا ہوں اور گھومتا ہوں۔۔۔ عیسیٰ مر گیا اور وہ تمہارے غمخواروں کی طرح نہیں۔ |
|--|--|

(تحدید الندوہ مفتی روحانی خزائن ۱۹/۸۹)

|                            |                                 |
|----------------------------|---------------------------------|
| منم مسیح زماں منم کلیم خدا | منم محمد و احمد کہ کہ جتنی باشد |
|----------------------------|---------------------------------|

(تریاق القلوب ۵/روحانی خزائن ۱۵/۱۳۳)

خدا دو برس تک صفتِ حریمیت میں میں نے پرورش پائی اور ”پردہ“ میں نشوونما پاتا رہا پھر جب اس پر پردہ برتن لڑ گئے تو۔۔۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی رویت مجھ میں لفظ کی گئی اور استعداد کے کنگ میں مجھے حاکم شہر بنا گیا

اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو اس مہینہ سے زیادہ نہیں بذر یحیٰ اس الہام کے... مجھے مریم سے یسعی بنایا گیا۔۔۔۔۔  
پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔

(کشتی نوح/ ۳۶: ۳ روحانی خزائن: ۱۹/ ۵۰)

۸۔ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں۔ پس یہ پیشگوئی سورہ تحریم  
میں خاص میرے لیے ہے اور وہ آیت یہ ہے:

و مریم ابنت عمران التي احصت فرجها فنفخنا فيه من روحنا

”میرا ہی نام خدا نے براہیم احمد یہ میں پہنچے مریم رکھا اور بعد اس کے میری ہی نسبت یہ کہا کہ ہم  
نے اس مریم میں اپنی طرف سے روح پھونک دیا اور پھر روح پھونکنے کے بعد مجھے ہی یسعی قرار دیا۔ پس  
اس آیت کا میں ہی مصداق ہوں۔“ (حاشیہ حقیقۃ الوحی/ ۳۳۸ روحانی خزائن: ۲۲/ ۳۵۱)

۹۔ ”حضرت مسیح“ نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح  
طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔“

ٹرک نمبر ۳۴ اسلامی قربانی ۱۲ مصنفہ قاضی یار محمد استاذ مرزا بشیر الدین محمود

۱۰۔ ”طاہون کے نازل ہونے سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور  
ہمارے حکم سے ایک کشتی تیار کر اور ایسے لوگوں کیلئے شفاعت پیش نہ کر جنہوں نے تمام زندگی کیلئے ظلم کرنا  
اپنا اصول بنالیا ہے کیونکہ وہ تو غرق ہونے سے پہلے ہی گناہوں میں غرق ہیں۔ اور جو لوگ تیرے ہاتھ  
میں اپنا ہاتھ دیتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں خدا کا ہاتھ انکے ہاتھ کے اوپر ہے۔“

(خطبہ الہامیہ مترجم/ ۱۸۸۶۸ روحانی خزائن: ۱۶/ ۱۸۷)

۱۱۔ ”اب دیکھو خدا تعالیٰ نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام  
انسانوں کے لیے مدارجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔“

(حاشیہ اربعین نمبر ۴/ ۱۷ روحانی خزائن: ۱۷/ ۳۳۵)

|  |  |
|--|--|
| <p>حق تعالیٰ مرا فیروادہ کہ من بجهت خلق مانند<br/>کشتی نوح ہستم۔ آنکہ در نزد من آمد و در<br/>مسنگ بدست من مرتبط شد اولاریب از<br/>ہلاک نجات یافت<br/>(آئینہ کمالات اسلام مترجم فارسی / ۳۹۶<br/>روحانی خزائن: ۵/ ۳۸۶)</p> | <p>۱۲۔ وقد انبأني ربي اني كسفينة نوح<br/>للسلخ فمن اتاني و دخل في البعثة فقد<br/>نجا من الضيعة؟ فطوبى لقلوبهم ينجون.<br/>آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۹۶</p> |
|--|--|

۱۳۔ ”اور بے شک میرے پروردگار کے نزدیک میری مثال آدم کی مثال ہے..... لا جرم خدا نے مجھ کو  
آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں کہ آدم بخشیدہ بود۔“

(خطبہ الہامیہ مترجم / ۲۵۳-۲۵۴ روحانی خزائن: ۱۶/ ۲۵۰-۲۵۲)

۱۴۔ ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔“

(اخبار ”پدر“ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

۱۵۔ مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ہو  
الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ.

(اعجاز احمدی / روحانی خزائن: ۱۹/ ۱۱۳)

۱۶۔ سچا خدا وہی ہے جس نے ”قادیان“ میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء / روحانی خزائن: ۱۸/ ۲۳۱)

|   |   |
|---|---|
| <p>ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور حق<br/>کے ساتھ اتارا ہے اور ضرورت حق کے ساتھ<br/>اترا ہے اور جو خدا نے ظہر رکھا تھا وہاں ہی تھا۔</p> | <p>۱۷۔ انا انزلنہ قریبا من القادیان و<br/>بالحق انزلنہ و بالحق نزل و کان امر<br/>اللہ مفعولا.</p> |
|---|---|

(انجام آتھم مترجم / ۵۳ روحانی خزائن: ۱۱/ ۵۴)

۱۸۔ میں خدا تعالیٰ کی تجیس بریں کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ایمان لاتا ہوں ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔  
(ہیئت الوحی/ ۵۰ روحانی خزائن: ۲۳/ ۱۵۴)

|                               |                                   |
|-------------------------------|-----------------------------------|
| ۱۹۔ جرى الله في حليل الانبياء | ”خدا کا فرستادہ نبیوں کے حلد میں“ |
|-------------------------------|-----------------------------------|

انجام آتھم مترجم/ ۵۳ روحانی خزائن: ۱۱/ ۵۳

|   |   |
|---|---|
| ۲۰۔ بشرى لك يا احمدى<br>انت مداوى و معى ابى ناصر ك<br>ابى حافظك ابى جاعلك للناس<br>انما ما. | ”تجھے خوشخبری ہوئے میرے احمد تو میری مراد<br>ہے اور میرے ساتھ ہے میں تیرا مددگار ہوں<br>میں تیرا حافظ ہوں میں تجھے لوگوں کا امام<br>بنادوں گا۔“ |
|---|---|

انجام آتھم مترجم/ ۵۵ روحانی خزائن: ۱۱/ ۵۵

۲۱۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ داس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(دافع البلاء/ ۲۰ روحانی خزائن: ۱۸/ ۲۴۰)

ابن مریم کا ذکر قرآن میں موجود ہے مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ اس حدہ قرآن کو چھوڑ دو جس میں  
ابن مریم کا ذکر ہے۔ اگر کفر نہیں تو کیا ہے؟

|                               |                           |
|-------------------------------|---------------------------|
| ۲۲۔ ایک صنم کہ حسب بشارات آدم | عیسیٰ کجاست تلمیذ پاپسمرم |
|-------------------------------|---------------------------|

(ازالہ ابام/ ۸۰ روحانی خزائن: ۳/ ۱۸۰)

ترجمہ: یہ میں ہی ہوں جو آپ کے حسب بشارات آیا ہوں۔ عیسیٰ کی کیا لیاقت کہ وہ پاؤں بھی میرے  
منبر پر دھر سکے۔ (نمود پائند) (از مترجم)

۲۳۔ ”..... میں اسی لیے خدا کے نزدیک اس (مرزا صاحب) کا ظہور نبی مصطفیٰ کا ظہور مانا گیا  
ہے اور اس کا زمانہ رسول کریم ﷺ کے زہنی معراج کا ختمی اور خیر الودی کی روحانی تجلی کا آخری سراشار

کیا گیا ہے۔“

(خطبہ الہامیہ مترجم/ ۲۹۷ روحانی خزائن: ۱۶/ ۲۹۷)

۲۳۔ ”یہ وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا اور حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے ”صحابہ“ میں داخل ہوا۔“

(خطبہ الہامیہ مترجم/ ۲۵۸ روحانی خزائن: ۱۶/ ۲۵۸)

۲۵۔ ”اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا ہے۔“

(خطبہ الہامیہ مترجم/ ۲۵۹ روحانی خزائن: ۱۶/ ۲۵۹)

|  |  |
|--|--|
| ۲۶۔ قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله | ”ان کو کہہ دے گا کہ تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔“ |
|--|--|

(انجام آتھم مترجم/ ۵۶ روحانی خزائن: ۱۱/ ۲۵۶)

|                                   |   |
|-----------------------------------|---|
| ۲۷۔ وما ارسلناك الا رحمة للعالمين | ”اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لیے بھیجا۔“ |
|-----------------------------------|---|

(حقیقۃ الوحی/ ۸۲ روحانی خزائن: ۲۲/ ۷۰۸)

۲۸۔ لولاك لما خلقت الافلاك (۱) مرزا اگر تونہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا ہی نہ کرتا)

(الاستغناء، خاتمہ حقیقت الوحی/ ۸۵ روحانی خزائن: ۲۲/ ۷۱۳)

|  |   |
|--|---|
| ۲۹۔ انما ارسلنا اليكم رسولا شاهدا عليكم كما ارسلنا الى فرعون رسولا | ”ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔“ |
|--|---|

(حقیقۃ الوحی/ ۸۵ روحانی خزائن: ۲۲/ ۷۱۳)

|                                       |   |
|---------------------------------------|---|
| ۳۰۔ "لا تخف الی لا یخاف لدی المرسلون" | مست ذرا میرے قرب میں میرے رسول نہیں ڈرتے۔ |
|---------------------------------------|---|

(حقیقۃ الوحی/ ۹۱ روحانی خزائن: ۲۲/ ۹۴)

|  |  |
|--|--|
| ۳۱۔ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً<br>لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک<br>وما تأخر. الیس اللہ یکاف عبده. | ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے۔ تیرے اگلے<br>اور پیچھے گناہ معاف کیے جائیں گے کیا خدا اپنے<br>بندے کے لیے کافی نہیں۔ |
|--|--|

(انجام آتھم مترجم/ ۵۸ روحانی خزائن: ۱۰/ ۵۸)

۳۲۔ "و مبشر اب رسول یتاتی من بعدی اسمہ احمد"  
میرا یہ عقیدہ ہے کہ اس پیش گوئی کے مصداق اول حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) ہیں  
(آئینہ صداقت از بشیر الدین محمود سنہ ۱۳۶۲)

۳۳۔ محمد رسول اللہ والذین معہ ....

"اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"

(ایک طلسمی کاغذ/ ۳۲ روحانی خزائن: ۱۰/ ۳۰۷)

|                                     |   |
|-------------------------------------|---|
| ۳۴۔ اناسی مالہم یوت احد من العالمین | اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانے کے لوگوں<br>میں سے کسی کو نہیں دی۔ |
|-------------------------------------|---|

(تذکرہ وحی مقدس/ ۶۵۸)

|   |  |
|---|--|
| ۳۵۔ "واعطانی مالہم یعط احد من العالمین" | "و مرا عطا فرمودہ آنچه تجھ کو کس را از عالمیان<br>داد و شدہ" |
|---|--|

(آئینہ کلمات/ ۳۷۴ روحانی خزائن: ۴/ ۳۷۴)

|                       |   |
|-----------------------|---|
| ۳۶۔ فضلائک علی ماسواک | ”تیرے سوا جتنے تیرا ان سب پر احسان ہے<br>بزرگی ہی۔“ |
|-----------------------|---|

(تذکرہ: ۷۰۹)

|                       |  |
|-----------------------|--|
| ۳۷۔ انا اعطیک الکونور | ”میرے نے تجھے بہت سے حقائق اور معارف اور<br>برکات بخشے ہیں۔“ |
|-----------------------|--|

(انجامِ آتھم / ۵۸ روحانی خزائن / ۱۱: ۵۸)

۳۸۔ آنچے دلا ست بر نی راجا

دلا ستی جام مرا تمام

(نزول سک / ۹۹ روحانی خزائن / ۱۱: ۳۷)

۳۹۔ ”آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر کچھایا گیا۔“

(تذکرہ: ۶۳۸)

۴۰۔ آشکرک اللہ ولنکل شنی

”خدا نے تجھے ہر ایک چیز میں سے چن لیا۔“ (تذکرہ: ۶۳۸)

۴۱۔ ”اسی طرح ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا ایسا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لیے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھ ہزار کے آخر میں یعنی ”اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی جیسا کہ آدم چھ دن کے آخر میں احسن الخاقین خدا کے اذن سے پیدا ہوا اور خیر المرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کائن کے لیے اور اپنے نور کے غلبہ کے لیے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب میں میں وعدہ فرمایا تھا۔ پس وہی مظہر ہوا۔ پس ایمان والا اور کافروں سے مست ہو اور گرج پڑتا ہے تو اس خدا تعالیٰ کے قبول کو پڑھو اللہ الہی اور اللہ الہی آخر آیت تک پس



یہ اظہارِ کا وقت اور روحانیت کے ظہور کے کمال کا وقت ہے۔ اے مسلمانوں کی جماعت

(خطبہ الہامیہ ۲۶۸۵۲۶۶/۱۶: روحانی خزائن ۲۶۸۵۲۶۶)

۴۲۔ اور اس عکرت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی اچھی متعمم بنائیے پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیش گوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا، کوئٹہ تک پہنچ دے پس میں وہی اینٹ ہوں۔

(خطبہ الہامیہ ۷۸۷۸: روحانی خزائن ۱۶/۱۷۸)

۴۳۔ روضہ آدم کہ تھو وہ نامکمل اب تک

میرے آنے سے ہوا کامل بحملہ برگ و بار

(برائین احمد یہ حصہ پنجم ۱۱۳/روحانی خزائن ۱۲۴/۲۱)

۴۴۔ محمد ﷺ پھر اتر آئے ہیں ہم میں

اور آئے سے بڑھ کر اپنی شان میں

محمد ﷺ دیکھنے ہوں جس نے اکمل

غلامِ احمد کو دیکھے قادیان میں

(ہدایہ قادیان ۲۵: اکتوبر ۱۹۰۶ء)

۴۵۔ (اپنے آپ کو حضور ﷺ پر اور اپنے کلام پر فضیلت دیتے ہوئے کہتا ہے)

لہ خسف القمر المنیر وان لی

غیا القمران المشوقان انکر

خسوف اس کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا اب

کیا توازن کرے گا۔

کذلک لی قول علی الکل بیہر

رکان کلام معجز آیتہ لہ

ترجمہ: ”اور انکے معجزات میں معجزانہ کام بھی تھا اسی طرح مجھے وہ کام دیا گیا جو سب کے غائب ہے۔“ (اعجاز احمدی، خمیسہ نزول مسیح / روحانی خزائن ۱۹/۱۸۳)

۲۶۔ مرزا صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے صرف تین ہزار معجزات بتاتے ہیں۔ سمجھتے ہیں مثلاً کوئی شریر انفس دن تین ہزار معجزات کا بھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔ (تحفہ ثلوثیہ ۲۳/ روحانی خزائن ۱۷/۱۵۳)

اپنے دس لاکھ سے زیادہ نشان۔

”جس شخص (مرزا قادیانی) کے ہاتھ سے اب تک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔“ (تذکرۃ المشہدات / روحانی خزائن ۲۰/۴۳)

۲۷۔ ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا وجہ یہ سکتا ہے حتیٰ کہ چھوٹے سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“

(ڈاکٹر مرزا محمود احمدی مطبوعہ روزنامہ الفضل صفحہ ۵۔ ۷ ابرجولائی ۱۹۲۲ء)

۲۸۔ ”اور میں اپنے خدائی حریف سے قیاساً ترقوت و برکت اور منت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور یہ میرا قدم ایک ایسے سینار پر ہے جو اس پر برائیک بلندی فتح کی گئی ہے۔ پس خدا سے ذرا اے جوان مرد و اور مجھے پہنچاؤ اور یہ فرمانی مست کرواؤ۔ فرمانی پر مست مرد اور زمانہ نزدیک آگیا ہے اور وقت نزدیک ہے کہ ہر ایک جان اپنے کاموں سے پوچھی جائے اور بدلہ دی جائے۔“

(خطبہ الہامیہ مترجمہ ۷۔ ۸ روحانی خزائن ۱۶/۱۶۰۔ ۱۷۱)

۲۹۔ ”پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ اور اپنے تئیں شک اور جنگ کے ساتھ جاکر کرو اور میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں اور وہ سورج ہوں جس کو غشی اور کینہ کا جھواں چھپا نہیں سکتا۔ اور کوئی ایسا شخص تلاش کرو جو

میری مانند ہوا اور میری گزشتہ میں پاؤں کے انگرچہ چراغ کے تر بھی ہوئے رہے۔"

(خطبہ الہامیہ مترجم/۵۲ روحانی خزائن: ۵۲/۶)

مرزا صاحب کا صفات اللہ سے متصف بلکہ عین اللہ ہونے

## کا دعویٰ

۱۔ اور مجھ کو قائل کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے اور یہ صفت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ملی ہے۔

(خطبہ الہامیہ مترجم/۵۲ روحانی خزائن: ۵۲-۵۵/۱۲)

|  |   |
|--|---|
| ۲۔ انسا امرک اذا اردت شئیا ان<br>تفعل لہ کن فیکون۔ | تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے<br>فی الفور ہو جاتی ہے۔ |
|--|---|

(حقیقۃ الیقینیۃ/۱۰۵ روحانی خزائن: ۱۰۸/۲۲)

|                                      |  |
|--------------------------------------|--|
| ۳۔ انت منی بمنزلہ نوحیدی و<br>تفریدی | تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید و تفرید |
|--------------------------------------|--|

(انجامِ آتھم/۳۸ روحانی خزائن: ۵۱/۱۱)

|                                     |  |
|-------------------------------------|--|
| ۴۔ انت منی و انا منک ظہورک<br>ظہوری | تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے تیرا ظہور میرا<br>ظہور ہے۔ |
|-------------------------------------|--|

(مذکرہ/۷۰۰)

|                        |                                    |
|------------------------|------------------------------------|
| ۵۔ انت منی بمنزلہ ولدی | تو مجھ سے بمنزلت میرے فرزند کے ہے۔ |
|------------------------|------------------------------------|

(حقیقۃ الیقینیۃ/۸۶ روحانی خزائن: ۸۹/۲۲)

۲۔ اسمع یا ولدی

اے میرے بیٹے سن۔

(حملۃ البشری: ۱/۳۹)

۷۔ انت من مانا و ہم من فضل

تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ فضل  
(برزوی) سے۔

(انجامِ آتھم/ ۵۵-۵۶ روحانی خزائن: ۱۱/۵۵-۵۶)

۸۔ الارض و السماء معک کما هو  
معی

زمین و آسمان تیرے ساتھ ہے جیسا کہ  
میرے ساتھ ہے۔

(انجامِ آتھم/ ۵۲ روحانی خزائن: ۱۱/۵۲)

۹۔ یا احمد یتیم اسمک ولا یتیم  
اسمی

اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس کے جو  
میرا نام پورا ہو۔

(انجامِ آتھم/ ۵۲ روحانی خزائن: ۱۱/۵۲)

۱۰۔ یا محمد ک اللہ من عرشہ  
یا محمد ک اللہ و یمشی الیک

خدا عرش سے تیری تعریف کرتا ہے خدا تیری  
تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔

(انجامِ آتھم/ ۵۵ روحانی خزائن: ۱۱/۵۵)

و اینسی فی المنام عین اللہ و تیقت انی ہو... وینما انا فی هذه الحالة کنت  
اقول 'انا نرید نظاما جدید از سماء جدیدة و ارضا جدیدة فخلقت السموات  
والارض اولا بصورة اجمالية لا تفريق فيها ولا ترتیب ثم فرقتها ورتبتها  
بوضع هو مراد الحق و کت اجد نفسی علی خلقها کالقادرین. ثم خلقت  
السماء الدنيا و قلت انا زینا السماء الدنيا بمصابيح ثم قلت آلا نخلق

الانسان من سلالۃ من طین

(آئینہ کمالات اسلام/ ۵۶۵۵۶۳ روحانی خزائن/ ۵: ۵۶۳-۵۶۵)

ترجمہ: میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں عین اللہ ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں اسی حالت میں تھا کہ میں اپنے آپ سے کہنے لگا..... ”میں ایک نظام جدید اور آسمان جدید اور ایک نئی زمین بنانا چاہتا ہوں“ پس میں نے پہلے زمین و آسمان کو اجمالی صورت میں پیدا کیا کہ جن میں نہ کوئی تفریق تھی نہ ترتیب پھر میں نے ان کو جدا کیا اور ترتیب دی جیسے کہ حق تعالیٰ کی مراد تھی۔ اور میں نے اپنے آپ کو انکی تخلیق پر پوری طرح قادر پاتا تھا، پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور میں نے کہا ان زمینا اسماء الدنیا الخ (یعنی ہم نے آسمان دنیا کو جدا انھوں سے مزین کیا) پھر میں نے کہا اب ہم انسانوں کو کونہ می ہوئی منی سے پیدا کرتے ہیں۔ (کتاب ابرہیہ صفحہ ۷۸/۷۹) (از مترجم)

## عقائد مرزا

توحید اور خدا تعالیٰ کے بارے میں مرزا صاحب کے عقائد

|                                   |  |
|-----------------------------------|--|
| ۱۔ (قال اللہ تعالیٰ) اصلی و اصولی | (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا جائز رہوں گا اور سوتا ہوں۔ |
|-----------------------------------|--|

(تملکۃ البشریٰ/ ۷۹)

|  |  |
|--|--|
| ۲۔ انی مع الرسول اجیب اخطی و احیب الی مع الرسول محیط | میں رسول کے ساتھ کھڑے ہو کر جواب دوں گا خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں۔ |
|--|--|

(تذکرہ طبع قدیم/ ۳۷۸)

س۔ ”ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیش گوئیاں کہیں۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ ایسے واقعات ہونے پائیں۔ تب میں نے وہ کاندہ تخطہ کرانے کے لیے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تاخیر کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کیے اور دستخط کرنے کے وقت قلم نو پھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیلی آ جاتی ہے تو اسی طرح پر ہتھار دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے پابا اتوقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میراں عبد اللہ سنواری مسجد کے خرمے میں میرے ہر دو بار ہاتھ کا اس کے رو برو فیہ سے سرخی کے قطرے میرے کرتے کرتے اور اس کی نو پی پر بھی اترے عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے کرتے اور قلم کے ہتھارے کا ایک ہی وقت تھا ایک سینڈ کا بھی فرق نہ تھا۔“

”میں نے یہ سارا کچھ۔ میاں عبد اللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبد اللہ جو ایک روایت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تحریک اپنے پاس رکھ لیا جواب تک اس کے پاس موجود ہے۔“

(ترتیب القلوب/۶۲۔ روحانی خزائن/۲۳/۲۶)

|                                     |  |
|-------------------------------------|--|
| ۳۔ مخاطب اللہ بقولہ ”اسمع یا ولدی۔“ | اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کہہ کر خطاب کیا ”اے میرے بیٹے سن“ |
|-------------------------------------|--|

(کتاب البریہ/۷۶)

|                                 |  |
|---------------------------------|--|
| ۵۔ یا قمر ما شمس انت منی وفا مک | اے چاند اے سورج تو مجھ سے ہے نور میں تجھ سے ہوں۔ |
|---------------------------------|--|

(ہدیۃ الوبی/۳۷۔ روحانی خزائن/۲۲/۷۷)

۶۔ آدمین (خدا تیرے اندر رات آیا) میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا جس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو مجھ

میں اور تمام مخلوق میں واسطہ ہے۔ (کتاب البریۃ ۷۶۔ روحانی خزائن: ۱۳/۱۰۲)

|  |   |
|--|---|
| ۷۔ انا نبشرك بغلام مظهر الحق و<br>العلی كان الله نزل من السماء | ہمارے کسی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے<br>ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے ”خدا“<br>اترے گا۔ |
|--|---|

(تہذیب الہدیٰ: ۹۵۔ روحانی خزائن: ۲۲/۹۹)

|             |   |
|-------------|---|
| ۸۔ ربنا عاج | ہمارا رب عاجی ہے (اس کے معنی ابھی تک<br>معلوم نہیں ہوئے۔) |
|-------------|---|

(تذکرہ: ۱۰۵)

## مرزا جی کے وحی، کتاب، نبوت اور ختم نبوت کے

### بارے میں عقائد!

۱۔ ”میں اس خدا کی قسم کھا کر ہوتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے سمجھا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو میں لڑکھٹک پہنچتے ہیں۔“

(تہذیب الہدیٰ: ۶۸۔ روحانی خزائن: ۲۲/۵۰۳)

۲۔ ”خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے، قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔“

(دفعہ اول: ۱۰۔ ۱۱۔ روحانی خزائن: ۱۸/۲۲۰)

۳۔ ”خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے

ہیں کہ اگر وہ ہزار مئی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔“ (پشتر معرفت/۳۷۔ روحانی خزائن: ۲۳/۳۳۲)

۴۔ ”ابذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کے لیے خدا کے انبیاء و قبا بعد وقت آتے رہیں جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا کا مقابلہ کرو گے اور اس کے قدیم قانون کو توڑو گے؟“ (لیکچر سیالکوٹ/۲۵۔ روحانی خزائن: ۲۰/۲۴۷)

میرے پاس جبرائیل آئے مجھے برزیدہ کیا (چن لیا) اور اپنی انگلی کو حرکت دے کر اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہمنوں سے محفوظ رکھے گا۔۔۔۔۔ آکل نام جبرائیل کا ہے۔ (ترجمہ)

|  |  |
|--|--|
| ۵۔ جاء نسی ایل قال (ان ایل هو جبرائیل) و اختار و افار                    | آمد نزد من جبرائیل لما دمرا بر گزید و مگردش داد انگشت خود را دا اشارت کرد خدا ترا از |
| اصبعه و اشار بعصمک اللہ من العدا (مواہب الرحمن/۲۶۔ روحانی خزائن: ۱۵/۲۸۲) | دشمنان نگاہ خواید داشت آیل نام جبرائیل است۔  |

۱۔ ”یہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی میرے پر مائل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔“ (حقیقۃ الوحی/۲۱۱۔ روحانی خزائن: ۲۲/۳۳۰)

۷۔ یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کی چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف طرز ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔۔۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ



شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ پاگل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ان هذا لفي الصحف الاولى صحف ابراهيم و موسى.

یعنی قرآنی تعلیم و قرأت میں بھی موجود ہے۔

(اربعین نمبر ۳/۷۔ روحانی خزائن ۱/۳۳۶)

”میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں“

۸۔ یوحنا الا کا لقرآن

(تذکرہ ۶۶۸/۷)

## مرزا صاحب کے حضرت عیسیٰ مہدی و جال اور دابتہ

### الارض ویا جوج و ما جوج کے بارے میں عقائد!

1۔ انی انا المسيح وبالحق امسی والمسیح .... ان عیسیٰ مات والا یحییٰ باحیاء کم

(تخیز التمدود ۱۔ روحانی خزائن ۱۹/۸۹)

2۔ اما نزول عیسیٰ من السماء فقد اثبتنا بطلانه فی کتابنا الحمامہ و خلاصه اما لا

نجد فی القرآن شینا. فی هذا الباب من غیر خبر و فاته.

”مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے تازل

ہوں گے سو ہم نے اس خیال کا باطل بنون: اپنی کتاب حمایت البشر فی میں بخوبی ثابت کر دیا ہے اور خلاصہ اس

کا یہ ہے کہ قرآن میں بغیر وفات حضرت عیسیٰ کے اور کچھ ذکر نہیں پاتے۔“

(نور الحق حصہ اول/۵۱۔ روحانی خزائن ۸/۶۹)

3۔ ثم ان مسئلة نزول عیسیٰ نبی اللہ کانت من اختراعات النصرانین و اما

القرآن فتوفاه والحقہ المیتین

(اعلان خطبہ ابہامیہ/۳۶۔ روحانی خزائن: ۱۶/۴۲)

(مرزا یوں! پہلی صدی ہجری سے تیرھویں صدی ہجری تک کے ان گنت اور لاتعداد مسلمانوں کے بارے میں جو اس عقیدہ پر مر گئے ان عبارات کی روشنی میں آپ حضرات کا فتویٰ ہے؟ مرزا اس صاحبِ خود نکتے ہیں ”غلطی در اصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور لولیا، اور اہل ائمہ کا یہی خیال تھا، وہ بھی گمراہی کی وادی میں تھی اور نعوذ باللہ سب کے سب جہنمی اور اہل نار تھے؟؟ (نعوذ باللہ من ذالک الکفریات)

ان عقیدۃ رجوع المسیح و حیاتہ کانت من نسج التصاری و مفتویا تھم ان  
الغین ظنوا من المسلمین ان عیسیٰ نازل من السماء ما اتبعوا الحق  
بل هم فی وادی الضلال بیہون.

(اعلان خطبہ ابہامیہ/۶۔ روحانی خزائن: ۱۶/۶۲)

ترجمہ عبارت: عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی اور ان کی حیات کا عقیدہ عیسائیوں کی عبارت آرائی اور ان کی اخترا پر دازی ہے..... مسلمانوں میں سے جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں سے اترنے کا گمان رکھتے ہیں لا ریب انہوں نے حق کی پیروی نہیں کی بلکہ وہ گمراہی کی وادیوں میں سرگرداں ہیں۔

4. ان لمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ مامات وان هو الاشرک  
عظیم یا کل الحسنات و یخالف المحصاة بل هو تو فی کمثل ۱۰ اخوانہ و مات  
کمثل اہل زمانہ وان عقیدۃ حیاتہ قد جات فی المسلمین من الملتہ  
النصرانیۃ. (حقیقۃ الوحی استفہام/۳۹۔ روحانی خزائن: ۲۲/۶۶۰)

ترجمہ: یہ کہنا کہ عیسیٰ نہیں مرا سوائے ادبی اور شرکِ عظیم ہے جو عقل و رائے کے خلاف اور نیکیوں کو کھٹا جانے والی چیز ہے بلکہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح وفات پا گیا اور اپنے اہل زمانہ کی طرح مر گیا اور اس کی حیات کا عقیدہ مسلمانوں میں عیسائیوں سے آیا ہے۔ (ترجمہ از مرتب)

نہیں علیہ السلام کو گالیاں اور ان پر بہتان بائے عظیم:

5۔ "انہ کے من میں سے نیک و نعوذیجا ہو چکے تھے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے.....

مجھ قسم ہے من ذات کی جس کے ہاتھ میں میری ہانا ہے اگر کشتی میں مریم میرے زمانے میں ہوتا

تو وہ کام جو میں از مہماتوں پر کرتا کرتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھانے نہ سکتا۔"

(تہذیب النبیؐ ۱۲۸۔ روحانی خزائن ۱۵۲/۲۲)

۲۔ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ کشتی میں لاشرب پیا

کرتے تھے شاید کسی چوڑی کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے... (معاذ اللہ)

(کشتی نوحؑ ۶۵۔ روحانی خزائن ۱۷۱/۱۹)

۳۔ میرے نزدیک کشتی شراب سے پر ہیز رکھنے والا نہیں تھا۔

رہو یا فاریفیع جز جہاں ۱۲۲۔ ۱۹۰۲ء (عربی میں صفحہ ۱۳۲ ہے)

۴۔ ایسے لوگوں سے اپنے تئیں غیب نہیں کہہ رکھو کہ لوگ مانتے تھے کہ یہ شخص شربی کبابی ہے..... چنانچہ

خدا کی نادمی شراب خواری کا ایک بد نتیجہ ہے۔

(سنت پچن کر ۲۷۱۔ روحانی خزائن ۲۹۶/۱۰)

"مجھے نئی سہل سے ذیابیس کی بیماری ہے..... بعض وقت سو سو دفعہ دن میں پیشاب آتا ہے۔

ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے صلاح دی کہ ذیابیس کے لیے ایفون مشید ہوتی ہے۔ پس عادت کی غرض

سے مشاقت نہیں کہ ایفون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ بعد وہی

فرمانی نیلن میں درت ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسک تو شرابی تھا اور دوسرا فونی۔

(تیم دعوت ۲۷۱۔ ۷۵۔ روحانی خزائن ۳۵۰/۱۹)

۶۔ "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تمہیں دریاں اور نائیاں آپ کی زنا کار اور کبھی



(نورالقرآن نمبر ۴/۴۷۔ روحانی خزائن: ۴۳۹/۹)

۹۔ ”مسیح کا پال چلن کیا تھا۔ ایک کھانا پینا شرابی نہ زائد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر خود مین خدائی کا

دعوئی کرنے والا۔“ (مکتوبات احمدیہ جلد نمبر ۳/۳۳۲۳)

۱۰۔ ”ہاں آپ (یسوع مسیح) کا کالیں دینے اور ہزبانی کی اکثر عادت تھی۔“

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ۵/۵۔ روحانی خزائن: ۲۸۹/۱۱)

۱۱۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (یسوع مسیح) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ۵/۵۔ روحانی خزائن: ۲۸۹/۱۱)

۱۲۔ ۱۰ (مسیح ابن مریم) برطرف سے ہی عاجز تھا۔ مخرج معلوم کی راو سے جو پلیدی اور ناپاکی کا میرز

ہے تولد پا کر مدت تک بھوکا اور پیاس اور درد اور بیماری کا دکھا دکھا تاربا۔ (معاذ اللہ)

(حاشیہ مزاجین احمدیہ حصہ چہارم ۳۶۹۔ روحانی خزائن: ۳۳۱/۱۱۔ ۳۳۲)

۱۳۔ اور (اسلام) مذہبیہ سال مذہب کی خیریت سکھلاتا ہے کہ خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ

میں ڈھرایا اور نہ صرف نو ماہ تک خون بیض کھ کر ایک گنہگار جسم سے جو نیست سچ اور تمام رد احباب جسکی حرام کار

عورتوں کے ضمیر سے اپنی فطرت میں لذیت کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے

زمانہ میں جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں بیٹے فسر و چیچک و انتوں کی تکلیف وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصہ

عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آگئی۔ (نورالقرآن)

(سنت پچن ۳۱۔ روحانی خزائن: ۲۹۷/۱۰)

۱۵۔ مریم کا بیٹا کشمیا کے بیٹے (رام چندر) کے پاس سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔

(انجام آتھم ۳۱۔ روحانی خزائن: ۳۱/۱۱)

۱۶۔ مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہیں۔ نہ جزو ہونا کوئی اچھی صفت نہیں جیسے بہرہ

اور گونا گونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات

کی اہلی ترین صفت سے یہ تعبیر محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔

(نور القرآن حصہ دوم/ ۷۱۔ روحانی خزائن: ۳۵۲/۹)

## ابن مریم و جال اور یا جوج ماجوج

۱۶۔ ”ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر امن مریم اور دجال کی حقیقت کا ملہ بوجہ نہ موجود ہونے کی نمونہ کے بموجب منکشف نہ ہوئی ہو ۱ اور دجال تر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج ماجوج کی تیس تہ تک دی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابت الارض کی ماہیت کما ہی ہی ظاہر فرمائی گئے۔“ (ازالہ باہ/ ۳۷۳۔ روحانی خزائن: ۳۷۳/۳)

۷۱۔ اما الدجال فاسمعو ابن لکم حقیقته من صفاء الہامی  
اب دجال کے متعلق سنو میں اپنے صفائے الہام سے حقیقت حال تمہارے سامنے واضح کرتا ہوں۔

ایہا الاغرة لقد کشف علی ان وحدة الدجال لیست وحدة شخصہ بل  
وحدة نوعہ بمعنی اتحاد الاراء فی نوع الدجالیہ کما بدل علی لفظ  
الدجال وان فی هذا لاسم آیات للمفکرین۔ ”فالمراد من لفظ الدجال“  
مسئلہ ملئمہ من مهم دجالیہ بعضها ظہور للبعض“

معزز کرام! دجال میں جو وحدت ہے وہ وحدت شخصیت نہیں بلکہ وحدت نوعیہ ہے جس کا مطلب نوع دجالیہ میں آراء کا متفق ہونا ہے جیسا کہ لفظ دجال اس پر دلالت کرتا ہے اور اس نام میں غور کرے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ ”پس لفظ دجال سے مراد کسی متحد اور ہم آہنگ خواہشات دجالیہ ہیں جن میں سے بعض بعض کی مددگار ہیں۔“

(ترجمہ بزمِ رب)

(آئینہ کلمات اسلام/ ۵۵۵۵۵۳۔ روحانی خزائن: ۵۵۳/۵۔ ۵۵۵)

بت کریں آرزو خدائی کی  
شان ہے تیری کبریائی کی

(از مرتب و مترجم)

۱۸۔ اور ہم پہلے بھی تحریر کر آئے ہیں کہ عیسائی واعظوں کا گروہ بلاشبہ دجال معبود ہے۔

(ازالہ ابام/۳۸۹۔ روحانی خزائن: ۳۸۹/۳)

۱۹۔ ”از آں جملہ ایک بڑی بھاری علامت دجال کی اس کا گدھا ہے جس میں الاذنین کا اندازہ ستر یاٹ کیا گیا ہے اور ریل گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طواری ہوتا ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ دجال کی زور سے چلتی ہیں جیسے بادل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہماری نئی جگہ  
نئے کھلے کھلے طور پر ریل گاڑی کی طرف اشارہ فرمایا ہے چونکہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے جن کا امام و مقتدا  
بکی دجالی گروہ ہے اس لیے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا۔“ (ازالہ ابام/۳۹۳)

۲۰۔ و آخر جنا لہم دابة من الارض.....

”تو ہم ایک گروہ دابتہ الارض کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ مشکمیں کا ہوگا جو اسلام کی مامت  
میں تمام اویان بظلمہ پر حملہ کرے گا یعنی وہ علماء ظاہر ہوں گے جن کو علم کلام اور فلسفہ میں یدِ طولی ہوگا۔“  
(ازالہ ابام صفحہ ۴۷۰، روحانی خزائن: ۳۷۰/۳)

۲۱۔ گیارہویں علامت دابتہ الارض کا ظہور میں آنا یعنی ایسے واعظوں کا بکثرت ہونا جن میں  
آسمانی نور ایک ذرہ بھی نہیں۔ اور صرف وہ زمین کے کیڑے ہیں۔  
(شہادۃ القرآن صفحہ ۲۵، روحانی خزائن: ۳۲۱/۶)

۲۲۔ ان المراد من دابة الارض علماء السوء۔

دابتہ الارض سے مراد علماء سوء ہیں۔

(حماتہ البشری صفحہ ۱۴۲، روحانی خزائن: ۳۰۸/۷)

۲۳۔ جب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون ہے اور یہی وہ دابت الارش ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں وعدہ تھا۔

(نزل مسیح صفحہ ۳۹، ۳۰، ۳۱، روحانی خزائن: ۱۸/۳۱۶)

۲۴۔ اللہ جل شانہ نے اول آخری زمانہ کی علامت یا جوج ماجوج کا غلبہ یعنی روس اور انگریزوں کا تسلط بیان فرمایا۔

شہادت القرآن صفحہ ۲۳، روحانی خزائن: ۶/۳۲۰

۲۵۔ اور یا جوج ماجوج کی نسبت تو فیضہ ہو چکا ہے جو یہ دنیا کی دو بلند اقبال تو میں ہیں جن میں سے ایک انگریز اور دوسرے روس ہیں۔ یہ دونوں قومیں بلندی سے نیچے کی طرف حملہ کر رہی ہیں۔ یعنی اپنی خدا وادھاتوں سے فتح یاب ہوتی جاتی ہیں۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۶۹، روحانی خزائن: ۳/۳۶۹)

## اپنے مولد قادیان کے متعلق مرزا صاحب کے عقائد!

زمین قادیان اب محترم ہے

ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درشمن صفحہ ۵۲)

۲۔ تمن شہروں کا نام "اعزاز" کے ساتھ "قرآن شریف" میں درج کیا گیا ہے۔ "مکہ مدینہ" اور "قادیان" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۳، حاشیہ)

۳۔ "قادیان تمام بستیوں کی ام (ماں) ہے پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جاوے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جاوے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟"

(حقیقۃ الرویا صفحہ ۴۶، بحوالہ محمد یحیٰ پاکٹ بک ۳۹۱)



۴۔ یہ مقام قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لیے ”ناف“ کے طور پر بنایا ہے اور اس کو تمام جہان کے لیے ”ام“ قرار دیا ہے اور ہر ایک ”فیض“ دنیا کو اسی مقدس مقام سے حاصل ہو سکتا ہے اس لیے یہ مقام ”خاص“ اہمیت رکھنے والا مقام ہے۔

(شہادۃ القرآن صفحہ ۱۰۵، خطبہ میاں محمود احمد مندرجہ الفضل ۳ جنوری ۱۹۲۵ء)

مرزا جینے اوپر لکھا کہ ایسا لارض سے مراد علماء اسلام و علماء ہندو ہیں مگر یہاں لکھتے ہیں اس سے مراد ”طاعون“ ہے۔ سچ ہے دروغ کو اچانک شہید۔ بایں ہند مرزائی دھوڑا دھکی ہیں کہ یہ حقائق بذریعہ ”الہام“ سمجھ کر مختلف کیے گئے اور میرے سوا کسی پرستی کہ حضور ﷺ پر بھی منکشف نہ ہوئے جیسا کہ بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ (مرتب)

۵۔ ”ہم مدینہ کی عزت کر کے خانہ کعبہ کی چٹک کرنے والے نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح ”قادیان“ کی عزت کر کے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی توہین کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ان تینوں مقامات کو مقدس کیا اور تینوں مقامات کو اپنی تجلیات کے اظہار کے لیے چن لیا۔“

(تقریر میاں محمود احمد، الفضل ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

۶۔ قادیان کیا ہے.....؟ خدا کے جلال اور اس کی قدرت کا چمکتا ہوا نشان ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ کے مطابق خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔..... قادیان خدا کے مسیح کا مولد و مسکن اور مدفن ہے۔ اس بستی میں وہ مکان ہے جس میں دنیا کا نجات دہندہ و جہاں کا قاتل صلیب کو پاش پاش کرنے والا اور اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنے والا پیدا ہوا۔ اس میں اس نے نشوونما پائی اور اسی جگہ اس نے زندگی گزاری۔

(الفضل ۱۳ دسمبر ۱۹۲۹ء)

۷۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے۔ یہاں ”مکہ مکرمہ“ اور ”مدینہ منورہ“ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔

(ارشاد میاں محمود احمد، الفضل ۱۱/ دسمبر ۱۹۳۲ء)

۸۔ ”خدا تعالیٰ نے قادیان کو مرکز بنایا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی جو برکات اور فیوض یہاں

نازل ہوتی ہیں اور کسی جگہ نہیں ہوتی حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو لوگ قادیان نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔“ (انوارِ خلافت صفحہ ۱۱۷)

(بحوالہ قادیانی مذہب)

عرب نازل ہے گر ارضِ حرم پر

تو ارض ”قادیان“ فخرِ عظم ہے

(الفضل ۳۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

## مسجدِ اقصیٰ

۱۔ والمسجد الاقصیٰ المسجد الذی بناہ المسیح الموعود فی القادیان۔ ۱

(خطبہ الہامیہ مترجم صفحہ ۲۵ حاشیہ، روحانی خزائن: ۱۶/۲۵)

۲۔ ”معمران میں جو آنحضرت ﷺ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے تو وہ مسجد اقصیٰ

یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جس کا نام خدا کے کلام نے مبارک رکھا ہے۔“

(خطبہ الہامیہ ۲۵، روحانی خزائن: ۱۶/۲۵)

۳۔ ”کیونکہ یہ وہ مسجد ہے جس کی نسبت اس عاجز کو الہام ہوا تھا۔“

ومن دخلہ کان آمنا

(تبیخ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۵۲، ۱۵۳)

## حج

### مرزا یوں کا حج کے بارے میں عقیدہ

۱۔ ”ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی کے لیے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لیے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے مگر اس سے جو اصل غرض قوم کی ترقی تھی وہ انہیں حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے ”قادیان“ کو اس کام لے لیے مقرر کیا ہے۔“  
(صفحوں ۵۰۵) (برکاتِ خلافت صفحہ ۵)

اور مسجد اقصیٰ وہ مسجد ہے جسے مسیح موعود نے قادیان میں بنایا۔ (مرتب)  
جیسا کہ حج میں رنٹ، فسوق اور جدال منع ہے ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہے۔  
صفحوں ۵۰۵

خطبہ جمعہ از میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ ذیل برکاتِ خلافت صفحوں ۵۰۵  
مجموعہ نظریات میاں صاحب جلسہ سالانہ ۱۹۱۳ء

۲۔ ”جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا جی کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے اس طرح اس ظلمی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔“

(اخبار پیغام صلح ۲۱/اپریل ۱۹۳۳ء، بحوالہ قادیانی مذہب کا ظلمی محاسبہ ۴۴)

۳۔ ”لوگ معمولی اور نقلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ قادیان میں ثواب زیادہ ہے۔“ اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ ہے۔ (آئینہ کلمات اسلام ۲۵۲، روحانی خزائن ۵/۲۵۲)

## قادیانی اور انگریزی حکومت

حکومت برطانیہ کی تائید اور حمایت:

### (پچاس الماریاں)

۱۔ ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزر رہا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی تمام کتابوں کو عرب، ممالک اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو حقوق کے دلوں کو خراب کرنے والے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

(ترویاق القلوب ۲۷، ۲۸، روحانی خزائن: ۱۵، ۱۵۶، ۱۵۷)

### (پچاس ہزار کتابیں اور رسالے)

۲۔ ”مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسالے اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی نئی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور

یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کرویں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو ناقص ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔

(ستارہ قیصرہ صفحہ ۳ تا ۴، مرزا صاحب کی ملکہ وکنور یہ کو پٹھیر روحانی خزائن: ۱۱۳/۱۵)

## پچاس گھوڑے پچاس سوار

۳۔ والد مرحوم اس ملک کے ممتاز زمینداروں میں سے شمار کیے گئے تھے۔ گورنری اور ہار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے وہ سچے شہر گزار اور خیر خواہ ہے۔ ۱۸۵۷ء کے ہند (استعمار کے خلاف مشہور جنگ آزادی کے ایام میں پچاس گھوڑے انہوں نے اپنے پاس سے خرید کر اور اچھے اچھے جوان مہیا کر کے پچاس سوار بطور مدد کے سرکار کو دیئے۔ اس وجہ سے اس گورنمنٹ میں بہت ہرولعزیز تھے۔

(ازالہ اوہام بر حاشیہ صفحہ ۶۶-۶۷ روحانی خزائن: ۱۶۶/۶۷)

## ساتھ برس کی عمر تک اہم کام

۳۔ ”میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تا کہ مسلمانوں کے دنوں کو گورنمنٹ انگلشیہ سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھيروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخصوصہ تعلقات سے روکتے ہیں۔“

(تبلیغ رسالت: ۱۰/۷-۱۰ روحانی خزائن: ۱۶۶/۳)

## قدیم خدمت گزار

”اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اس کی خدمت کرنے والے اور اس کے ناصح اور خیر خواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر دلی عزیمت سے ہم ہر ضرورت سے پہلے ہیں اور میرا ہاپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابلِ تحسین تھا اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنمنٹ کبھی ان خدمات کو بھلا دے گی اور میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ لندن مرزا اعظمہ رئیس قادیان اس گورنمنٹ کے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے تھا اور اس کے نزدیک صاحب مرتبہ تھا اور صدر نشین بیس مزات سمجھا گیا تھا اور یہ گورنمنٹ خوب اس کو پہچانتی تھی اور ہم پر کبھی کوئی بدگمانی نہیں ہوئی بلکہ ہمارا اخلاص تمام لوگوں کی نظروں میں ثابت ہو گیا اور حکام پر کھل گیا اور سرکار انگریزی اپنے احکام سے دریافت کر لیوے جو ہماری طرف آئے اور ہم میں رہے اور ہم نے ان کی آنکھوں کے سامنے کیسی زندگی بسر کی اور کس طرح ہم ہر ایک خدمت میں سہقت کرنے والوں کے گروہ میں رہے۔“

(نور الحق حصہ اول/ ۲۸۲، روحانی خزائن: ۳۶، ۴۷/۸)

## انگریزی حکومت کا قلعہ اور تعویذ

۵۔ اور میرا عربی کتابوں کا تالیف کرنا تو انہیں عظیم الشان غرضوں کے لیے تھا اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو برابر پڑے اور پڑھنے کی راہیں یہاں تک کہ میں نے ان میں تاخیر کے نشان پائے اور بعض عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط و کتابت کی اور بعضوں نے ہد گوئی کی اور بعض صلاحیت پر آگئے اور موافق ہو گئے جیسا کہ حق کے طالبوں کا کام ہے اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے۔ یہاں تک کہ گیارہ برس انہیں اشاعتوں میں گزر گئے اور میں نے کچھ کواعی نہیں کی۔ پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات

میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لیے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاؤ اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاؤ اور توازن میں ہو پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور مقرب یہ گورنمنٹ جان لے گی اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔

(نور الحق حصہ اول/ ۳۲-۳۳ روحانی خزائن: ۱۳۵۸/۳۳)

## ”میری اور میری جماعت کی جائے پناہ“

۲۔ ”خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں“  
(زیاق القلوب/ ۲۶ قادیان، روحانی خزائن: ۱۰/۱۰۳)

## انگریزوں کا خود کاشتہ پودا

۱۔ ”یہ اتنا س ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک ”وناوار جہاندار“ خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ (برطانیہ) نے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی جھٹلیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے کچے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔“

”اس خود کاشتہ پودا“ کی نسبت نہایت عزیم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لکھنؤ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔“  
(تبلیغ رسالت: ۷/۱۹)

## میراندہب اور اصول

۸۔ ”اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکارِ انگریزی کا بدلہ جانِ خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخصِ امن دوست ہوں اور اطاعتِ گورنمنٹ اور ہمدردیِ بندگانِ خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائطِ بیعت میں داخل ہے۔“

(کتاب البریہ ۱۰، اشتہار واجب الاظہار روحانی خزائن: ۱۰/۸۳)

۹۔ ”سو میراندہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے اس قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومتِ برطانیہ ہے۔“

(شہادت القرآن/ ۸۶ روحانی خزائن: ۳۸۰/۶)

## قادیانی اور جہاد

۱۔ ”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل کے بچا نہیں سکتا تھا اور شیرِ خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا... اور مسیح موعود کے وقت قلعہ جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔“

(اربعین نمبر ۲/ ۹۱۵ حاشیہ روحانی خزائن: ۶۸/۶۹)

۲۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے جس نے





”قلعاً“ اس بات کو حرام جانتا ہے۔“

(اشتبہ واجب الاظہار زیاتی القلوب/ ۹۰-۳۸۹ روحانی خزائن: ۱۸/۱۰-۵۷)

## مرزا صاحب پر ایمان نہ لانے والے کا فراورِ جہنمی

۱۔ تب انہیں دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لیے ایک کرماء بجائے گا اور اس کرماء کی آواز سے ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھپا آئے گا۔ بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں جو دوزخ کے بھرنے کے لیے پیدا کئے گئے ہیں۔“

(برائین احمدیہ حصہ پنجم/ ۸۳۸۲ روحانی خزائن: ۱۰۹/۲۱-۱۰۸)

۲۔ ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔“

(تذکرہ/ ۳۳۲-۳۳۳) (معیار الاخیار صفحہ ۸)

۳۔ ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کا فراور دارہ اسلام سے خارج ہیں۔“

(آئینہ صداقت از مرزا محمود صفحہ ۳۵)

## غیر قادیانیوں سے نکاح کفر ہے

۱۔ ”جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں۔۔۔۔۔ ایسی شادی میں شریک ہونا بھی جائز نہیں۔“

(ڈائری میاں محمود احمد مندرجہ الفضل قادیان ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء)

اس کی عربی نہیں ہے۔

۲۔ غیر احمدی کی لڑکی لینے میں حرج نہیں ہے کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے۔ اپنی لڑکی غیر احمدی کو نہ دینی چاہیے اگر ملے تو بے شک لے لو لینے میں حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے۔  
(الفضل ۱۶/ دسمبر ۱۹۲۰ء)

۳۔ ”عیسائیوں کی عورتوں سے اور ان لوگوں کی عورتوں سے جو یہ پرایمان رکھتے ہیں نکاح جائز ہے۔“  
(الفضل ۱۸/ فروری ۱۹۳۰ء)

۴۔ ”ہندو اہل کتاب ہیں اور کچھ بھی۔“  
(الفضل ۷/ جولائی ۱۹۲۲ء)

۵۔ ”خارج از احمدیت ہونے سے میری مراد ایسے امورات ہیں جن کی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگ سکتا ہے چنانچہ غیر احمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا بھی اسی قسم میں سے ہے۔“

(الفضل ۲/ مئی ۱۹۲۲ء)

۶۔ ”پانچویں بات جو اس زمانہ میں ہماری جماعت کے لیے نہایت ضروری ہے وہ غیر احمدی کو رشتہ نہ دینا ہے۔ جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا ہے؟ کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے دے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دے دیتے ہو۔“

(ملاحظہ اللہ صفحہ ۴۶)

## غیر احمدیوں کے پیچھے نماز قطعاً حرام ہے

۱۔ ”میرا وہی مذہب ہے جو میں ہمیشہ سے ظاہر کرتا ہوں کہ کسی غیر مبالغہ شخص کے پیچھے خواہ وہ کیسا ہی ہو اور لوگ اس کی کیسی تعریف کرتے ہوں نماز نہ پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا ہی چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص مترد یا مذہب ہے تو وہ بھی مکذب ہی ہے خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اس طرح احمدی

میں اور اس کے غیر میں تمیز نہ کر دے۔“ (الفصل ۲۸/ اگست ۱۹۷۷ء)

۲۔ ”خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے پر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے کہ کسی منکر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا دعویٰ امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بالکل ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا اہرام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل ضبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔“

حاشیہ ربیعین نمبر ۳/ ۲۸، روحانی خزائن: ۱۷/ ۱۷۷

(ضمیمہ تحفہ گلزارِ ۲۸ حاشیہ روحانی خزائن: ۱۷/ ۱۷۷)

۳۔ ”کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم جتنی دفعہ پوچھو گے اتنی دفعہ یہی جواب دوں گا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں جائز نہیں جائز نہیں۔“ (انوار خلافت مابین محمود احمد صفحہ ۸۹)

## مصلحتاً کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھ لینے کا حکم

۱۹۱۲ء میں میں سید عبداللہ صاحب عرب مصر سے ہوتے ہوئے حج کو گیا۔ قادیان سے میرے ناننا صاحب میر ناصر نواب صاحب بھی براہ راست حج کو گئے جدو میں ہم مل گئے اور مکہ مکرمہ آکھٹے گئے پہلے ہی دن طواف کے وقت مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔ میں نے لگا کر راستے میں رک گئے تھے نماز شروع ہو گئی تھی ناننا صاحب جناب میر صاحب نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم ہے کہ مکہ میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لی جاتی ہے اس پر میں نے نماز شروع کر دی پھر اسی جگہ ہمیں عشاء کا وقت آ گیا وہ نماز بھی ادا کی۔ گھر جا کر میں نے عبداللہ صاحب عرب سے کہا کہ وہ نماز تو حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم کی تھی اب آؤ خدا تعالیٰ کی نماز پڑھ لیں جو غیر احمدیوں کے پیچھے نہیں ہوتی۔ اور ہم نے وہ دونوں نمازیں دہرائیں

... اور باوجود لوگوں کے روکنے کے برابر انگ نماز ادا کر تا رہا اور جس دن کے قریب جو ہم وہاں رہے یا گھر پر نماز پڑھتے رہے یا مسجد کعبہ میں انگ اپنی جماعت کرا کے ... پیچھے رہتے ہوئے لوگوں کے ساتھ مل جانے سے بعض دفعہ اچھی خاصی جماعت ہو جاتی تھی۔ ... (ہمارے قادیان واپس آنے پر) ایک صاحب حکیم محمد عمر نے یہ ذکر حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ہم نے ایسا کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ ہماری یہ اجازت تو ان لوگوں کے لیے ہے جو ڈرتے ہیں اور جن کے ابتلا کا ڈر ہے وہ ایسا کر سکتے ہیں کہ اگر کسی جگہ گھر گئے ہوں تو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھا لیں اور پھر آ کر ہر لیں۔

(آئینہ صداقت/ ۹۱، ۹۲)

۱۔ اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیونکر نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا کفر نہیں؟ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ نہیں پڑھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہی ہوا اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔ (انوار خلافت صفحہ ۹۳ میں محمود)

۲۔ ”اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی کوئی مرا ہوا ہو اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو وہ جنازہ کے متعلق کیا کرے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں۔ چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں ہوئی اس لیے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔“ (ارشاد مرزا محمود احمد مندبجہ الفضل ۶/ مئی ۱۹۱۵ء)

۳۔ ”مرزا جی نے اپنے بیٹے فضل احمد مرحوم کا جنازہ محض اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا“ (اخبار الفضل ۱۵ دسمبر ۱۹۳۱ء، ایضاً الفضل ۷ جولائی ۱۹۳۳ء صفحہ ۳)

نوٹ: مرزا فضل احمد مرزا کی پہلی بیوی سے تھے جو ”محبہ دی ماں“ کہلاتی تھی اور بقول مرزا یہ نہایت فرما تھیں اور ارادہ بڑی عزت کرنے والے تھے مگر پھر بھی مرزا نے ان سے کھٹ مسلمان ہونے کے جرم میں اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔ اسی طرح بانی پاکستان مسٹر محمد جی جناح جب فوت ہوئے تو سر غفر اللہ خان قادیانی نے ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی، جو یہ

کہ اس وقت حکومت پاکستان کے ذریعہ جہان سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ آپ مجھے ایک سسٹم حکومت کا مفرد ذمہ تصور کر لیں۔ یہ کہ حکومت کا مسلمان ملازم تصور کر لیں

۴۔ "غیر احمدی سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا" ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب پائی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی اور دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھے ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و رابطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دینے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی نیکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں بھی لینے کی اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔

(کلمۃ الغصص مرزا بشیر احمد قادیانی، مندرجہ ریویو آن فیسریبلتجزہ، ۱۶۹ نمبر ۴۴ جلد نمبر ۱۴)

## مرزا اسیوں سے ایک سوال

مرزا جی وفات مسیح پر اتنی تالیفات کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

|   |  |
|---|--|
| <p>یہ ایسی کتابیں ہیں جنہیں ہر مسلمان پیار و محبت کی نظر سے دیکھتا ان کے معارف سے مستفیض ہوتا مجھے قبول کرتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے مگر کفریوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے۔ وہ قبول نہیں کرتے۔</p> | <p>تِلْكَ كِتَابٌ يَنْظُرُ إِلَيْهَا كُلُّ مُسْلِمٍ<br/>بِعَيْنِ الْمَحَبَّةِ وَالْمُودَّةِ وَيَنْتَفِعُ مِنْ<br/>مَعَارِفِهَا وَيَقْبَلُنِي وَيَصْدُقُ دَعْوَتِي إِلَّا<br/>ذُرِّيَّةَ الْبَغَايَا الَّذِينَ خَتَمَ اللَّهُ عَلَى<br/>قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَقْبَلُونَ.</p> |
|---|--|

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۸/۵۴۹ روحانی خزائن ۵/۵۴۸-۵۴۹)

گویا مرزا جی پر ایمان نہ لانے والے سب کھجریوں کی تولاد ہیں۔ مرزا جی کا بڑا اثر کا فضل احمد آپ پر ایمان نہیں لایا تھا اور مرزا جی کی زندگی میں ہی مر گیا۔ مرزا جی نے اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جیسا کہ ابھی آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

مرزائی دوستو! اپنے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے فتوے کی روشنی میں ذرا سوچ کر بتاؤ کہ فضل احمد کو ان تھا؟ اس کی ماں کسی تھی اور جس حضرت کے گھر میں ایسی پاکیزہ عورت تھی وہ حضرت کیا ہوئے؟ ماشاء اللہ کیسا مظہرِ خاندان ہے۔ مرزا صاحب نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو غیظ ترین گالیاں دیں مگر خدائے عظیم و برتر کی قدرت سے وہ تمام گالیاں خود مرزا صاحب اور ان کے خاندان کی طرف لوٹ آئیں۔ سچ ہے.....

”آسمان کا تھوکا منہ پر“

## خاتمہ

دین سے بغاوت، ملت محمدیہ کے خلاف خروج، کھلم کھلا ارتداد اور انکارِ آراء اور صریح کافرانہ عقائد جو ہم نے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیہ و سلام کے سامنے پیش کیے یہ اپنے ابطال پر خود شاہد ہیں۔ انہیں جھوٹا ثابت کرنے کیلئے کسی مستقل رد یا کسی دلیل و برہان کی ضرورت نہیں۔ ایسی چیزیں جو تنقید و تردید کیلئے عالمِ مخلص یا مومن صادق کے ہاں محتاجِ دلیل نہیں اتنی واضح ہیں کہ ان میں کسی بھی تاویل کا کوئی امکان نہیں۔ اس نے اپنے ان عقائد کی اس قدر وضاحت کی ہے کہ اس نے اپنے کفر و ارتداد میں کسی شک و شبہ اور تاویل کی گنجائش نہیں چھوڑی چونکہ اس کے تمام عقائد کا جمع اور اکٹھا کرنا مقصود نہ تھا اس لئے یہ چند حوالے مشتے نمونہ از غرور و سے کے طور پر پیش کیے گئے ہیں درنہ اس کی کتابیں تو ایسے زہریلے مواد سے بھری پڑی ہیں جنہیں دیکھنے سے عقل کے طوطے مار جاتے ہیں یہ عشرِ مشیر اسے کافر قرار دینے کیلئے کافی ہے۔





حیات مسیح کا نفرنس لندن کی ایک تحقیقی یاد

الحقائق الاصلیہ

فی جواب

اللمحۃ الفکریہ

المعروف

حیات مسیح اور بزرگان دین

## تعارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحقائق الاصلیہ پرانے قادیانی مناظر جلال الدین شمس کے بیٹے منیر الدین شمس کی تالیف ”لحمہ فکریہ“ کا جواب ہے۔۔۔۔۔ لحمہ ایک گھڑی یا پل بھر کے وقت کو کہتے ہیں۔ لحمہ فکریہ دیکھتے ہی خیال رہا کہ شاید اس میں کوئی نئی بات ہوگی جو نئے غور کے لیے پیش کی گئی ہو۔ کیوں کہ پچھلی باتوں پر تو غور بارہا ہو چکا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اس شوق میں ہم نے اس کے اور اوراق لے لئے تو حسرت و یاس کے سوا کچھ نہ ملا۔ وہی پرانی ٹیکر بیچی گئی تھی جس پر سے کئی قافلے گزر چکے ہیں معلوم نہیں قادیانی مشن لندن نے منیر صاحب کو ان فرسودہ حوالوں کی نئی اشاعت کی اجازت کیسے دی اور پھر معلوم نہیں منیر صاحب نے اس دیدہ دلیری سے اسے لحمہ فکریہ کا نام کیسے دیا معلوم ہوتا ہے انہوں نے پاکٹ بک احمدیہ کے چند حوالے لے لی اور پیچھے کیے ہیں۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

ان حوالوں کے جوابات گو پہلے بھی یا زہادیے جا چکے ہیں۔ تاہم جواب آں غزل ضروری ہے اب ان کا جواب ایک علیحدہ پمفلٹ کی شکل میں سر قلم کیا۔ انگلستان والوں کے لیے تو یہ ایک نئی اشاعت ہوگی۔ الحقائق الاصلیہ اسی ازادہ کی تکمیل ہے۔

ہم اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہیں کہ بعض جوابات میں بہت ہی اختصار ہے۔ سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی کے تبلیغی دورے ان دنوں بہت زور سے چل رہے ہیں اتنا وقت ہی غنیمت ہے جو انہوں نے اس کام کے لیے نکالا اور اصولی جوابات قلم بند کر دیے۔ اگر کسی جواب میں کسی دوست کو کچھ پیچیدگی محسوس ہو تو وہ اپنے شہر کے مقامی عالم کے پاس جا کر اسے سمجھ لے۔ انشاء اللہ ہر جواب اپنے باب میں کافی اور اطمینان بخش معلوم ہوگا۔

اس رسالہ پر علامہ خالد محمود صاحب نے بھی نظر پڑنی کی ہے۔ ہم اسلامک اکیڈمی مائنسٹر کے ارکان اس سلسلہ میں ان علماء کرام کے رد کے شکر گزار ہیں جنہوں نے انگلستان میں پہلی بار قادیانیت کو سب سے نقاب کیا ہے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی کا دورہ انگلستان اس لحاظ سے وقت کی ایک بڑی بیکار تھا۔

ایم اے مرزا سیرٹری اسلامک اکیڈمی (سابق طالب علم ٹی آئی کالج قادیان) حال مقیم مائنسٹر۔

## حقائق اصلیہ بجواب لمحہ فکریہ

الحمد لله وحده و الصلوة والسلام على من لا نبی بعده و علی اله و اصحابه  
الذین اولوا بعہدہ و احصوا بما عمل و وعد اما بعد:

جون ۱۹۷۹ء کی بات ہے۔ قادیانیوں نے لندن میں "وفات مسیح" کے عنوان سے ایک کانفرس کی تھی۔ ان کا مقصد لوگوں کی توجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی سیرت سے ہٹانا اور "وفات مسیح" کے نام سے اپنے مشن کی دعوت دینا تھا۔

اس کے جواب میں مسلمانوں نے دو موقف اختیار کیے۔ ایک مرزائیوں کے مقابلہ میں اور ایک مسلمانوں کے لیے۔ مرزائیوں کے مقابلہ میں یہ موقف طے ہوا کہ انہیں مرزا غلام احمد کی سیرت پر مناظرہ کرنے کی کھلی دعوت دی جائے۔ چونکہ مرزائی مرزا غلام احمد کو مجدد مہدی مسیح اور نبی بنا کر پیش کرتے ہیں اور اس پر ایمان لانا نجات کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔ بلکہ جو اس پر ایمان نہ لائے اسے کافر، جہنمی اور کجریوں کی اولاد قرار دیتے ہیں۔ اس لیے مناسب ہو گا کہ انہیں مرزا غلام احمد کی سیرت پر مناظرہ کرنے کے لیے تیار کیا جائے اور وہ مرزا غلام احمد کی سیرت پر بحث کرتے ہوئے اس کی اپنی تحریرات کی رو سے مجدد و مہدی ہونا تو درکنار ایک شریف انسان ہی ثابت کریں۔ امید تھی کہ اس طرح مرزا غلام احمد کی سیرت سے سازشوں کے دھڑ پر دے کچھ ضرور اٹھ جائیں گے۔

مسلمانوں کے لیے ہم نے موقف اختیار کیا کہ "حیات مسیح" کے عنوان سے لندن میں اور ختم نبوت

کے عنوان سے 'دو کنگ' میں کانفرنس کی جائیں۔ ہم نے ارادہ کیا کہ قرآن وحدیث کے عقلی و فنی دلائل سے عیسائی غایہ اسلام کا سولی پر نہ چڑھنا اور آسمانوں پر زندہ اٹھنا جانا قیامت کے قریب دنیا میں پھر سے نزول فرمانا ثابت کیا جائے اور ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کی زندگی کے تاریک گوشوں کو بھی کچھ بے نقاب کیا جائے۔

اسلامک اکیڈمی مانچسٹر انگلینڈ بلکہ پورے یورپ کا ایک عظیم اسلامی ادارہ ہے۔ یہ اسلامی دانش کدہ اسلامی نشریات اور جدید نصاب کی تعلیمات میں انگلینڈ میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی شاخیں ملک اور بیرون ملک موجود ہیں۔ فیصلہ کیا گیا کہ اسی ادارے کے زیر اہتمام ریجنٹ پارک لندن کی جامع مسجد میں حیات مسیح کے عنوان سے ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی جائے جس میں پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ سعودی عرب۔ مصر۔ ترکیہ اور دیگر کئی ممالک کے علماء کو بھی مدعو کیا جائے چنانچہ اس پروگرام کے مطابق یہ کانفرنس ۲۹، ۳۰ جولائی ۱۹۷۸ء کو سیدنا عیسیٰ غایہ اسلام کے رفع جسمانی اور آمد عانی کے مسئلہ پر لندن میں منعقد ہوئی اور اس تاریخی اجتماع میں قرآن وحدیث اور مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب کی روشنی میں مسئلہ کو پوری قوت و برہان سے پیش کیا گیا پورے انگلستان سے لوگ بڑی تعداد میں اس میں شریک ہوئے اور کانفرنس بحمدہ تعالیٰ بہت کامیاب رہی۔ جس کی رپورٹ لندن کے مقامی اخبارات کے علاوہ رابطہ عالم اسلامی کے اخبار "العالم الاسلامی" میں بھی شائع ہوئی۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مرزا یحیوں کے مقابلہ میں کس جہت سے کام کیا جائے تو اس سلسلہ میں راقم الحروف نے پاکستان سے روانہ ہونے سے پہلے قادیانیوں کی انگلینڈ کی جماعت کے امیر اور امام بشیر احمد رفیق کو مرزا قادیانی کی سیرت پر مناظرے اور مباہلے کا کھلا چیلنج بذریعہ ڈاک ارسال کر دیا تھا اور میرے انگلستان آنے پر وہ چیلنج انگلینڈ کے "جنگ اخبار لندن" میں بھی شائع ہو چکا تھا

میرے انگلینڈ پہنچنے پر پھر اسے دہرایا گیا۔ اس میں قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد بھی مخاطب تھے۔ مرزا غلام احمد کی سیرت پر "مناظرہ یا مباہلے" قادیانیوں کو موت سے بھی زیادہ دشوار ہے۔ اس پر تو

وہ آواز نہ ہوئے اور اس نے اپنے انداز میں گویا اپنی خنست کا اعتراف کر دیا۔ بہتہ کا نفرنس کے اختتام پر ایک دو درتی پر غفلت "ایک لمحہ فکر یہ" کے عنوان سے ان لوگوں نے تقسیم کیا۔ جس میں اپنے زعمِ باطل کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر چند غلط پیش کئے گئے تھے اگرچہ اس "لمحہ فکر" میں کوئی نئی چیز نہیں دی گئی تھی۔ بلکہ وہی آہستی پڑی باتیں دہرائی گئی تھیں جن کا بار بار جواب دیا جا چکا ہے اور اس موضوع پر ہماری مستقل تفصیلات بھی موجود ہیں۔

تاہم یہ ایک نئی تالیفات تھی۔ یہ ایسی لمحہ فکر یہ کی جوابی فکر ہے۔ منیر الدین صاحب شمس تو ابھی فکر کے لمحوں سے ہی گزر رہے ہیں لیکن ہم بفضلہ تعالیٰ حقیقت کی منزل پر اتارے ہوئے ہیں۔ یہ حقائق اصلیہ انہی حقیقتوں کی ایک مختصر تالیف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ قدیم نیاں کو بھی فکر کی پریشانوں سے نکالے اور اسلام کے ساحل مراد پر پہنچائے۔ دلچسپی رکھنے والے حضرات اگر تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہیں تو وہ ان کتابوں کی طرف رجوع کریں:

(۱) شہادت القرآن از مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی۔

یہ کتاب مرزا قادیانی کی زندگی میں شائع ہوئی۔ جس کا جواب مرزا غلام احمد قادیانی سے ڈاک حکیم نور دین بھیروی سے نہ محمد احسن امروہی سے ہو سکا۔

(۲) کلمات اللہ فی حیات روح اللہ۔ از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کا ندھلوی لاہور۔

یہ حضرت کا ندھلوی کے ان دلائل کا مجموعہ ہے جو آپ نے قادیانیوں کے مقابلہ میں مناظرۂ فیروز پور میں پیش کئے گئے تھے۔

(۳) افادۃ الافہام فی جواب ازولہ ابام۔

از مولانا نور اللہ خاں صاحب حیدر آباد۔

(۴) نزول عیسیٰ علیہ السلام بن مریم

از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ہر عالم رحمہ اللہ (مدینہ منورہ)

اس کا گمراہی ترمیم بھی ہو چکا ہے اور تعلیم یافتہ طبقے کے لیے بہت مفید ہے۔

(۵) سیفِ چشتیائی۔

از حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑ دی مرحوم۔

(۶) توضیح الکلام فی اثبات حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

مصنف مولانا نظام الدین کوہاٹی۔

(۷) الکافیہ علی الغادیہ۔

از مولانا محمد عالم آسی رحمہ اللہ

تجرب اور حیرت اس بات پر تھی کہ قادیانیوں نے ایک ایسے مسئلہ کو کیوں اپنے سرگرمیوں کا دائرہ محو بن رکھا ہے جس کے متعلق خود مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تصریحات ہیں کہ یہ کوئی بنیادی مسئلہ نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

(۱) نزولِ مسیح کا عقیدہ نہ تو ہمارے ایمانیات کا جز ہے نہ دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہے بلکہ صد بابائش گوئیوں میں سے ایک پیشگوئی ہے جس کا حقیقتِ اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

(۲) میں صرف حیاتِ مسیح کی غلطی کو ہی دور کرنے کے لیے نہیں آیا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ غلطی آج نہیں پڑی بلکہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواہش اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا امر ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ ۱۲ از امہ اوہامہ ۱۴ اور وحانی خزائن ۱۳/۱۷۱ ج ۲ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ رکھنے کے باوجود انسان خواہشِ اولیاء میں سے بھی ہو سکتا ہے اور یہ کوئی ایسی غلطی نہیں جس کا فوری طور پر ازالہ ضروری ہو۔ اس مسئلے کے اقرار سے انسان صاف اسلام سے باہر ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد نے خود اعلان کیا ہے کہ وہ لوگ جو پہلے اس عقیدہ پر ہوئے ہیں اس وجہ سے دو گنہگار

نہ تھے۔

ان الذین خلوا من قبلی لا اثم علیہم وھم میرنون۔

ترجمہ: مجھ سے پہلے جو لوگ اس عقیدہ پر ہو چکے ہیں ان پر کوئی گناہ نہیں اور وہ سب بری ہیں۔ (ملفوظات حصہ دوم/۷۷)

پیش نظر رہے کہ مرزا غلام احمد اس وقت بھی ملہم ہونے کا دعویٰ تھا اور اس کی یہ بات بھی آسمانی رہنمائی میں تھی۔ ایک دوسری جگہ لکھتا ہے:-

ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات و حیات پر مباحثے کرتے پھر میں۔

یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ (اعجاز احمدی/۱۸۔ روحانی خزائن: ۱۹/۱۲۶)

پھر یہ بھی تسلیم کرتا ہے:-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور بعض دوسرے صحابہ کرام کا یہ خیال تھا۔

کیسی سی نایاں سلام آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

(حقیقۃ الوحی استفادہ/۴۲۔ روحانی خزائن: ۲۳/۶۶۳)

قادر مین کرام! مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا تصریحات کو ایک مرتبہ غور سے پڑھیں اور خود ہی انصاف فرمادیں کہ ان تصریحات کے بعد بھی کیا کسی قادیانی کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ وفات مسیح یا حیات مسیح کے مسئلہ کو موضوع گفتگو بنانے پر اصرار کرے اور اس ادنیٰ کام پر لاکھوں پونڈ خرچ کر کے لندن میں کانفرنس کرے اور پھر اس مسئلہ کو نجات کے لیے ضروری قرار دے۔

جب بقول مرزا قادیانی یہ عقیدہ نہ ایمانیات کا جز ہے نہ دین کا رکن۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی کوئی اہمیت ہے۔ بلکہ یہ وہ غلطی ہے جو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ سے پہلی آتی ہے۔ (معاذ اللہ) اور کئی ایک جلیل القدر صحابہ۔ تابعین۔ ائمہ مجتہدین۔ محدثین کرام۔ صوفیاء عظام۔ اہل عقد اور کروڑوں اور ہوں انسان اسی عقیدہ پر وفات پا چکے ہیں اور اس کے باوجود ہشتی ہیں اور خود غلام احمد قادیانی بھی یا ولنا

۵۴ سال کی عمر تک نہ صرف اس عقیدہ پر قائم رہا بلکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اسی عقیدہ کی نشر و اشاعت کرتا رہا ہے اور حیاتِ مسک پر قرآن کریم سے استدلال کرتا رہا۔

اب اگر مرزا غلام احمد قادیانی اس عقیدہ پر وہ کرہم ربانی اور مقرب یزدانی ہو سکتا ہے تو آج کے مسلمان یا آئندہ آنے والے مسلمان بھی اگر اسی عقیدہ پر قائم رہیں جس پر حیرہ صدیوں کے عربوں اور کھربوں مسلمان وفات پا چکے ہیں تو کون سی قیامت آجائے گی یا آسمان ٹوٹ پڑے گا اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ جس غلام احمد قادیانی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ بلکہ جو اس پر ایمان نہ لائے اس پر جہنمی کافر اور کفریوں کی اولاد ہونے کے غلط فتوے داغے جاتے ہیں۔ پہلے اس کی سیرت و کرکیر کو دیکھا جائے کہ کیا وہ اپنی تحریرات کی رو سے ایک شریف انسان بھی ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

انہوں نے قادیانی اس سیدھی سادھی بات پر گفتگو کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور دوسرے بحثوں میں الجھنے الجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے خلیفہ اول حکیم نور الدین اور دوسرے خلیفہ بشر الدین محمودوں نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ مدعی ماسوریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ دوسری بحثوں میں پڑنا وقت کو ضائع کرتا ہے۔

(سیرت المہدی حصہ اول، ۹۸، دعوت الامیر/۳۹)

یہ روئے سخن قولِ فکر یہ کے تلبے اور شائع کرنے والوں کے لیے ہے۔ ہاں اپنے حلقوں اور طالبِ عموم کو مطمئن کرنے کے لیے ہم ان مخالفوں سے پردہ اٹھاتے ہیں جو اس سلسلہ میں پمفٹ فروز میں پیدا کیے گئے ہیں۔

واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمة التحقيق۔



## قادیانی مغالطے

قادیانی پمفٹ لموٹگریہ میں آیات واحادیث اور بزرگان دین کے نام جو مغالطے دیے گئے ہیں۔ ہم انہیں دو عنوانوں سے علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے ہیں۔

### آیات واحادیث:

لموٹگریہ میں دو آیات پیش کی گئی ہیں اور دو حدیثیں پہلی آیت یہ ہے۔

ما المسیح ابن مریم الارسل (مانندہ) اور دوسری آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (آل عمران) پیش کی گئی ہے۔

### الجواب:

(۱) ان میں سے کوئی آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر دلیل نہیں بنتی پہلی آیت میں تو عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے رسولوں کے گزرنے کا ذکر ہے اور دوسری آیت میں حضور اکرم ﷺ سے پہلے رسولوں کے گزرنے کا بیان ہے۔

(۲) "خلعت" کا معنی موت نہیں بلکہ گزرنا ہے جگہ خالی کرنا ہے۔ خواہ زندہ چلے جا کر یا موت سے جا کر۔ قرآن کریم میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ "واذ خلوا الیٰ شیطٰنہم (البقرہ) جب وہ کافرا پے شیطانوں کی طرف علیحدہ ہوتے ہیں اس علیحدہ ہوئے کو خلا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لفظ "خلت" اسی مادہ سے ہے۔

(۳) مرزا قادیانی نے خود "قد خلت من قبله الرسل" اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں۔ خلعت کا معنی موت نہیں کیا۔ (جنگ مقدس/۷۔ روحانی خزائن/۲: ۸۹)

اگر حضور اکرم ﷺ سے پہلے تمام رسول وفات پا چکے تھے تو اللہ تعالیٰ صاف صاف کالفاظ جو موت

کے لیے صریح تھا استعمال فرماتے خلت کا لفظ استعمال نہ فرماتے جو کئی معنوں کا احتمال رکھتا ہے۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے وفات نہیں پائی تھی اور وہ حضور سے پہلے گزر چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے لفظ وفات نہیں فرمایا۔ چونکہ وہ حضور ﷺ سے پہلے یہاں اس زمین سے زندہ جا چکے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی رعایت کرتے ہوئے ”خلت“ کا لفظ استعمال کیا۔ جو زندہ چلے جانے اور فوت ہو کر چلے جانے پر دو کوشاں ہے۔

(۴) اور اگر اس آیت اور اسی قسم کی دوسری آیات و احادیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء علیہ السلام کی وفات شریف ثابت ہوتی ہے تو پھر قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر زندہ کیوں مانتے ہیں؟ وہ بھی تو خلت میں داخل تھے۔

مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔

وانه حی فی السماء ولم یمت و لیس من المتین.

(تورالحق حصہ اول/ ۵۱۵۰۔ روحانی خزائن/ ۸/ ۲۸-۶۹)

ہم یہ فرض ہو گیا ہے کہ ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ موسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور وہ فوت نہیں ہوئے آیت ہذا قد خلت من قبلہ الرسل سے تم جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو مستثنیٰ کرتے ہو ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مستثنیٰ کر لو..... پھر یہ قضیہ مہملہ ہے جو بمنزلہ جزئیہ کے ہے۔ تمہارا دعویٰ خاص ہے اور دلیل عام پیش کر رہے ہو۔ دلیل دعویٰ کے مطابق ہونی چاہیے۔ حضرت عیسیٰ کی وفات پر کوئی صریح آیت پیش کرو۔

نوت: ان دو آیات پر مزید غور کرو۔ ان دونوں میں صرف ناموں کا فرق ہے قد خلت وہی ہے۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ پ ۱۲ آل عمران رکوع ۱۵ (نمبر ترتیب نزول ۸۹)

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ پ ۶ المائدہ رکوع ۱۰

(نمبر ترتیب نزول ۱۱۲)

پہلی آیت سے یہ ثابت ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت حضور ﷺ زندہ اور موجود تھے۔ دوسروں کے بارے میں خبر دی گئی کہ وہ جا چکے ہیں۔ اس طرح دوسری آیت سے بھی یہی متبادلا ہوتا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوں اور دوسروں کے جا چکنے کی خبر دی جا رہی ہو۔ کیونکہ اگر یہ مانا جائے کہ دوسری آیت کے نازل ہونے کے وقت حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہوں حالانکہ یہ بات قطعی اور یقینی ہے کہ آپ بوقت نزول آیت زندہ موجود تھے۔ سو اس آیت میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ حضور کے عہد میں بھی حضرت عیسیٰ زندہ تھے اور اس وقت تک ان پر موت نہ آئی تھی۔ گو وہ یہاں (اس زمین) سے نازل کر جا چکے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ کے آسمان سے اترنے کی خبر دی اور نجران کے عیسائیوں کو فرمایا۔ ان عیسیٰ ہاتھی علیہ الفناء (حضرت عیسیٰ پر موت آئے گی) یہودیوں کو بتایا۔ ان عیسیٰ لم یمت و انہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ (حضرت عیسیٰ مرے نہیں اور بے شک وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹیں گے) پھر لفظ قد خلت کے معنی ماتت کرتا یہ مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم نور الدین بحیروی کی تصریحات کے بھی خلاف ہے۔ مرزا قادیانی نے جنگ مقدس میں ۷۰۰ ہجرت کے معنی یہ کہے ہیں "اور اس سے پہلے بھی رسول آتے رہے" اور حکیم نور الدین نے فصل الخطاب میں اس کے یہ معنی کہے "پہلے اس سے بہت رسول آچکے" نعمت کے معنی ماتت مجازی طور پر تو کیے جاسکتے ہیں لیکن نصت عرب میں اس کے اصل معنی موت کے کہیں نہیں ہیں۔

احادیث نبویہ سے غلط استدلال کا جواب

قادیانیوں نے اپنے دعویٰ پر جسکی حدیث یہ پیش کی ہے۔

لو کان عیسیٰ حیا لما رآہ الا اصابی۔ (شرح فقہ اکبر مصری/۱۰۰)

ترجمہ: اگر عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری چہرہ کی بغیر انہیں کوئی چاروشہ ہوتا۔

## الجواب:

(۱) اصل حدیث میں لفظ موسیٰ ہے۔ دیکھو حدیث کی کتابیں مسند امام احمد۔ سنن کبریٰ۔ بیہقی۔ مسند دارمی اور مشکوٰۃ شریف وغیرہ کسی حدیث کی کتاب میں موسیٰ کے ساتھ عیسیٰ کا لفظ نہیں ہے۔ حدیث کی کسی کتاب سے عیسیٰ کا لفظ دکھائیں۔ شرح فقہ اکبر حدیث کی کتاب نہیں ہے یہ علم کلام کی کتاب ہے۔

(۲) شرح فقہ اکبر مصری نسخہ میں کتابت کی غلطی سے موسیٰ کی جگہ عیسیٰ کا لفظ چسپا ہوا ہے۔ دنیا کے مشہور کتب خانوں کے قلمی نسخوں میں ہندوستان کے تمام مطبوعہ اور قلمی نسخوں میں اس میں صرف ”موسیٰ“ کا لفظ پایا جاتا ہے۔

(۳) حدیث کا شان درود اور واقعہ بھی جلتا ہے کہ یہاں پر ”موسیٰ“ کا لفظ ہونا چاہیے۔ کیونکہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا جب آپ نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ چند اور اوراق تورات کے دیکھے اور دریافت فرمانے پر حضرت عمرؓ نے یہ کہا کہ یہ تورات کے اوراق ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ لو کان موسیٰ حیا۔ کرا آج موسیٰ علیہ السلام (صاحب تورات) بھی موجود ہوتے تو میری ہیروی کے بغیر نہیں چارہ نہ ہوتا۔

(۴) خود ملا علی قاریؒ نے اپنی اس کتاب شرح فقہ اکبر میں اس مقام پر اپنی دوسری کتاب شرح شفا کا حوالہ بھی دیا ہے اور شرح شفا میں تمام مصری اور ہندی نسخوں میں حضرت موسیٰ کا ہی ذکر ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ اپنا نزول مسیح کا عقیدہ بڑی صراحت سے لکھتے ہیں جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور اس جگہ عیسیٰ کا لفظ کتابت کی غلطی سے چسپا گیا ہے۔ دیکھیں فقہ اکبر مضبوط مصر ص ۹۲ انہ مذنب کما الملح فی الماء عند نزول عیسیٰ من السماء۔ شرح شفاء جلد ۱۹۱۵۱۹۱۵ عیسیٰ بنی قبلہ و ينزل بعنہ و يحکم بشریعة نیز دیکھیں جمع الوسائل فی شرح المسائل ص ۱۵۲۳ عیسیٰ یدفن بعنہ نبیاً علیہ السلام بینہ و بین الشیخین۔

(حضرت عیسیٰ حضور ﷺ اور شیخین کے مابین دفن ہوں گے)

اس حدیث کو حضرت امام احمد نے مسند احمد جلد ۳ ص ۴۵۹ میں روایت کیا ہے۔ سنن دارمی میں بھی اس کے ہم معنی روایت موجود ہے۔ یہ روایت مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔ ان میں ہر جگہ لفظ مویٰ ہے۔ سی کی کا لفظ نہیں نہیں۔

قادیانیو، عوام کو کیوں اس قسم کے کچے شبہات میں ڈالتے ہو۔

(۱) شرح شفاء الملعون قاری جلد ۱ ص ۶۱ ص ۱۰۲ ص ۲۷۲ ص ۲۸۹ جلد ۲ ص ۲۰۲

(۲) موضوعات کبیر ملا علی قاری ص ۱۰۰

(۳) شرح فقہ کبیر ملا علی قاری ص ۱۳۶ طبع دہلی

(۴) مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۳۶ مطبوعہ ملتان

(۵) سنن ابی داؤد حاشیہ جلد ۲ ص ۳۳۸ مطبوعہ کراچی

(۶) عون المعبود شرح سنن ابی داؤد جلد ۳ ص ۲۱۹ مطبوعہ بیروت

(۷) مشکوٰۃ شریف ص ۳۰ طبع لاہور ص ۳۲ طبع کراچی

(۸) الفتوحات المکیہ شرح اکبر ابن اعرابی ص ۱۳۵ ص ۱۴۲ ص ۲۲۲ ص ۲۲۳

(۹) ایہ اذیت والکبیر للشعرانی جلد ۲ ص ۲۱ جلد ۳ ص ۱۴۱ طبع مصر

(۱۰) حاشیہ شرح عقائد علامہ غفرلہ ص ۱۰۱

(۱۱) غلیہ التحقیق شرح حسامی ص ۶۰۲ مطبوعہ لکھنؤ

(۱۲) اشعۃ الملمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۰۰ لکھنؤ

(۱۳) تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۷۸ ص ۷۹ مصر

(۱۴) تفسیر کبیر امام رازی جلد ۲ ص ۸۳ طبع مصر

(۱۵) تفسیر روح المعانی جلد ۱ ص ۲۲۳ جلد ۳ ص ۱۷۹

(۱۶) تفسیر عزیزی پ ص ۶ طبع دہلی

(۱۷) تفسیر بیضاوی جلد ۱ ص ۷۸ ص ۶۹ تجلیاتی

(۱۸) تفسیر مواہب الرحمن پ ۱ ص ۱۴۲ جلد ۳ ص ۳۳۰

(۱۹) تفسیر جمل غنی الجلالین جلد ۱ ص ۴۷

(۲۰) نسیم الریاض شرح شفا ص ۲۱ مصر

(۲۱) حجتہ اللہ البالغہ جلد ۱ ص ۲۳۹

(۲۲) نزہۃ المجالس جلد ۳ ص ۳۳۱ مصر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کی بحث:

قادیانیوں کی پیشین کردہ دوسری حدیث یہ ہے:-

ان عیسیٰ ابن مریم عاش عشرين ومائة وانی لا اوائی الا ذابا علی راس المستقین. (کنز العمال: ۱۶۰/۶)

ترجمہ: تحقیق حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے ایک سو بیس سال زندگی گزاری اور میں غالباً سو چھ سال کی عمر میں کوچ کروں گا۔

الجواب:

(۱) اس حدیث کی کوئی سند پیش نہیں کی گئی۔ کنز العمال جس درجے کی کتاب ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم اس پر سند طلب کریں تاکہ اس کے راویوں پر بحث کی جاسکے اور حق یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔ کہاں قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ متواترہ اور کہاں ایسی ضعیف روایات مرزا یو! کچھ تو خدا کا خوف کرو اور انصاف سے کام لو۔ اس حدیث میں آپ کی زندگی کا ذکر ہے موت کا نہیں۔ اسے موت کے لیے پیش کرنا قادیانی جہالت ہے۔ آپ یہاں اگر ایک سو بیس سال زندہ رہے ہوں اور پھر آسمانوں پر زندہ ہوں تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے۔ اس سے یہاں کہاں سے نکل آیا کہ آپ فوت ہو کر

اس دنیا سے گئے ہیں۔ اس کا حاصل اس کے سوا کچھ نہیں کہ دفع سے قبل انہوں نے دنیا میں ایک سو بیس ساڑھ زندگی گزاری ہے۔

(۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں آپ کی مجموعی عمر دفع سے قبل اور نزول کے بعد ہونے والی ساری ملا کر بتلائی گئی ہو کہ آپ نے اتنی زندگی پائی اور عاقل سے یہی مراد ہے۔

(۳) اس روایت کی رو سے بھی مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا نبی تھا ہے۔ کیونکہ پوری روایت یوں آتی ہے کہ ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی سے نصف عمر پاتا ہے۔ اس اصول کے مطابق اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ سال ہے اور حضور اکرم ﷺ کی عمر ساٹھ کے لگ بھگ ہے تو اس حساب سے مرزا قادیانی کی عمر میں ۳۰ سال ہونی چاہیے۔ حالانکہ اس کی عمر ۶۸'۶۹ سال ہوئی ہے جو اس کی اپنی پیش گوئی (کہ میری عمر کم از کم ۷۷ سال ہوگی) کے خلاف ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن: ۱۱/۲۵۹)

(۴) اگر پوری روایت کو سامنے رکھیں اور صرف مطلب کا حصہ نہ لیں تو یہ قائدہ عقلاً محال نظر آتا ہے۔ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب انبیاء تشریف لائے۔ اگر بعد والا نبی پہلے نبی سے نصف عمر پائے تو اس اصول کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام سے اگر صرف دس انبیاء اور شمار کر لیں تو دسویں نبی کی عمر ایک لاکھ بائیس ہزار تھ سو اسی سال بنتی ہے۔ اب آدم علیہ السلام تک حساب لگائیں۔ آپ کی حساب لگانے والی تمام مشینیں کمپیوٹر فیمل ہو جائیں گے۔ اور اگر اوپر سے نیچے سے شمار کریں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پچھنچنے تک ان کی عمر چند سینکڑ بھی نہیں بنے گی۔ کیا ایسا بدیہی ابطلان کلام نبی کی شان کے لائق ہو سکتا ہے؟ اور کیا تمہارے مذہب کی بنیاد اسی قسم کی کمزور اور بے معنی روایات ہیں؟

## دس ہزار کا چیلنج

یہود و نصاریٰ اور ان کے باطل عقائد کے رد میں قرآن وحدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع و نزول کے متعلق چند مختلف الفاظ آئے ہیں۔ جیسے۔ ۱۔ دفعہ ۲۔ یسزل۔ ۳۔ یاتی علیہ الغناء۔ ۴۔ لم یمت۔ ۵۔ یموت۔ ۶۔ اور۔ یلفن (دفعہ کے معنی ہیں اللہ نے اس کو اٹھالیا۔ یسزل کے معنی ہیں وہ نازل ہوں گے۔ تیسری عبارت کا معنی ہے ان پر نازل آئے گی۔ لم یمت کا معنی ہے وہ مرے نہیں۔ یموت کا معنی ہے وہ فوت ہوں گے اور یلفن کا معنی ہے وہ دفن ہوں گے۔) یہ الفاظ اپنے مفہوم میں بڑے واضح اور صریح ہیں۔ اگر قادیانی ان الفاظ کے ظاہر کو نہیں مانتے تو ان کے برعکس ایسے الفاظ جن میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اسی طرح صراحت ہو جیسے دفعہ کی ضد یلفن یا صاف کدہ نہیں اٹھائے گئے۔ یسزل کی ضد لا یسزل کدہ نازل نہیں ہوں گے۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوں گے۔ یاتی علیہ الغناء کی ضد اتمی علیہ الغناء کہ اس پر نفا آجکل ہے۔ لم یمت کی ضد مات کدہ مر گیا ہے۔ ماضی کے صیغہ سے یلفن (دفن کیا جائے گا مستقبل میں) کی ضد ہے دفن کدہ دفن ہو چکا ہے۔ قرآن وحدیث سے دکھادیں تو دس ہزار روپے کا نقد انعام پائیں۔

اگرچہ یہ چھ (۶) الفاظ جو قرآن وحدیث سے ہم نے پیش کیے ہیں ان کے اضداد میں سے ایک لفظ بھی کوئی قادیانی عیسیٰ بن مریم کے نام کے ساتھ کسی ضعیف حدیث سے بھی دکھا دے تو ہم فی حوالہ مبلغ دس ہزار روپہ انعام دینے کو تیار ہیں۔

لیکن ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک قادیانی امت ان میں سے ایک لفظ بھی حوالہ میں پیش نہیں کر سکتے۔ اب انصاف پسند حضرات خود ہی غور فرمائیں۔ جب اس قسم کا ایک لفظ بھی ان قادیانیوں کے پاس موجود نہ ہو اور اس کے بالمقابل ہمارے پاس صریح الفاظ موجود ہوں جو عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور



دوبارہ تشریف آوری پر قطعی دلالت کرتے ہوں تو ایک مسلمان الفاظ مذکورہ کو چھوڑ کر ان کے خلاف کیسے عقیدہ رکھ سکتا ہے؟

اب آئیے قادیانیوں کے دوسرے غلطوں کا جائزہ لیں۔

## اقوال بزرگان کا غلط سہارا

دو آیات اور دو احادیث کے بعد قادیانی نائب امام نے اپنے تائید میں گذشتہ تیرہ ۱۳ صدیوں کے بزرگان دین اور ائمہ سلف میں سے نو بزرگوں کے اقوال پیش کئے ہیں۔ ۱۔ امام مالکؒ ۲۔ امام بخاریؒ ۳۔ حافظ ابن جریرؒ ۴۔ امام جہاں مغزیؒ ۵۔ حضرت حسنؒ ۶۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ۷۔ نواب صدیقی حسن خانؒ ۸۔ حافظ محمد لکھوی والے ۹۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدیؒ

ہم بلا خوف تردید یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ تمام بزرگ عیسیٰ علیہ السلام کے رفیع جسمانی اور قیامت کے قریب دوبارہ آنے کے قائل تھے۔ مرزائیوں کی طرح ان میں سے کسی ایک کا بھی یہ عقیدہ نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کی قبر کشمیر میں ہے۔ ان کی تصدیحات ان کی اپنی کتابوں میں موجود ہیں۔ آئندہ اوراق میں ہم بوجہ خوف طوالت چند ایک حوالہ جات پر اکتفا کریں گے۔ تفصیل کے لیے ان کتابوں کی طرف رجوع کیجئے جو اس بحث میں

علماء اسلام کی طرف سے لکھی گئی ہیں اور ہم پٹھان کے نام ذکر کر آئے ہیں۔

(۱) حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان:

امام مالکؒ قال مالک مات عیسیٰ (مجمع البحار ۱/۴۸۶) یعنی حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں فی العتیۃ قال مالک مات عیسیٰ ابن مریم۔ (الکمال الاکمال شرح مسلم جلد ۱ ص ۲۶۵)

الجواب:

حضرت امام مالکؒ ۹۷ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے کسی شاگرد نے ان سے وفاتِ مسیحؑ کی روایت نہیں کی۔ نہ کسی مستند طریق سے ان سے حضرت عیسیٰؑ کا یہ اسام پر موت واقع ہو چکنے کی روایت ہے۔ مجمع الزوائد میں لکھی اس کے مؤلف کے پاس امام مالکؒ کا قول کس سند سے پہنچا؟ فسوس کہ منیر الدین شمس نے ان امور کے بارے میں کچھ بھی نہیں لکھا اور ایک منقطع اور غیر مستند ہست "نہد یہ پاکٹ" سے "اللہ تر لکھ دی۔ چھپیہ میں یہ بات کہیں سے آئی ہمیں اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملا۔ شرح اکمال الاکمال جباب سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے اس کی جلد ۱ ص ۲۶۶ میں صاف طور پر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول لکھا ہوا ہے۔

لا تغربوا الصلوة کی طرح قادیانیوں نے اس حوالے کو نقل کرنے میں بھی اپنی روایتی بددیانتی کا ثبوت دیا ہے۔ شرح اکمال الاکمال جس سے یہ حوالہ نقل کیا ہے اسی میں اس قول کا یہ معنی لکھا ہے:-  
قال ابن رشد یعنی بموتہ خروجہ من عالم الارض الی عالم السماء  
.... اذ لا بد من نزولہ لتواتر الاحادیث.

(شرح اکمال الاکمال لمعتمد لابن الماکلی: ۱/ ۲۶۵)

ترجمہ: یعنی چھپیہ میں امام مالکؒ کی طرف جو "مات عیسیٰ" کا قول منسوب کیا گیا ہے اس میں ان کے زمین سے آسمان کی طرف جاسے کو موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔  
کیونکہ احادیث متواتر کی رو سے ان کا نزول ثابت ہے۔

پھر اسی اکمال کے اگلے صفحہ پر عیسیٰ ہی کے حوالے سے امام مالکؒ کی یہ صراحت موجود ہے:-

وفی عتیہ قال مالک بینما الناس قیام يستصفون الاقامة الصلوة فمشاهم

عمامۃ فاذا عیسیٰ قد نزل۔ (اکمال شرح مسلم: ۱/۲۶۶)

یعنی عیسیٰ میں ہے کہ امام مالک فرماتے ہیں اس اثناء میں لوگ نماز کھڑی کرنے کے لیے مٹھیں بنا رہے ہوں گے ایک ہادل ان کو ہانپ لے گا پس اس وقت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔  
 قادیانہ! خدا کا خوف کرو اور عبارت نقل کرنے میں خیانت اور بددیانتی سے کام نہ لو۔ واضح رہے کہ آئمہ صحاح میں سے کسی نے نزول ابن مریم سے انکار نہیں کیا۔ امام بخاریؒ اُروقاتِ صحیح کا قائل ہوتے تو ان کے علاوہ اور دیگر آئمہ صحاح میں سے کوئی تو اس بات کا قائل ہوتا۔ بخلاف اس کے امام احمد بن حنبلؒ نے نزول عیسیٰ ابن مریم کو صحیح مسلم کے کتاب الایمان میں نقل کرتے ہیں پھر حضرت امام بخاری کو ہی دیکھئے اپنی تاریخ میں حضرت عبدالقدوس سلام علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:-

یدفن عیسیٰ ابن مریم مع رسول اللہ وصاحبہ فیکون قبرہ رابعاً۔

(درمنثور: ۲/۳۳۵ بحوالہ تاریخ بخاری)

ترجمہ: عیسیٰ بن مریم حضور ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کئے جائیں گے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔

قادیانیوں کے امام بخاریؒ پر بہتان کی فہر آگے آ رہی ہے۔

ابن الجوزی نے کتاب الوفا میں حضور ﷺ سے اس کی تائید نقل کی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:-

ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیزوج ویولد له ویمکت خمساً واربعمین

سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری۔ (مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۲۸۰)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے شادی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی

پینتالیس سال رہیں گے پھر کہیں ان کی وفات ہوگی پھر وہ میرے مقبرہ میں دفن کیے جائیں گے۔

## (۲) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان:

امام بخاریؒ کے متعلق قادیانی نائب امام منیر الدین غس لکھتا ہے۔

حضرت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں فلسما تو فیتی والی مفصل حدیث حضرت ابوبکرؓ کا خطبہ اور حضرت ابن عباسؓ کے معنی مصیتک کو درج کر کے اپنا عقیدہ در بارہ وفات مسیح و صحت سے بیان کر دیا ہے۔

## الجواب:

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔ اگر اہمیت ہو تو ایسی کوئی عبارت پیش کرو اور منہ مانگا انعام پاؤ۔ مصیتک کا معنی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کو وفات دینے والے ہیں۔ یہ ماضی کا صیغہ ہرگز نہیں ہے جیسا کہ منیر الدین غس نے سمجھ رکھا ہے کہ یہ اسم فاعل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں خود تجھے موت دوں گا۔ ان یہود کے ناپاک ہاتھ تجھے سولی تدوے سکیں گے میں تم پر طبعی موت وارد کروں گا۔

ایسا کب ہوگا؟ یہ اس کے علم میں ہے کہ وہ کب آپ پر موت وارد کرے گا؟ اس کے ہم سب قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ نزول کے بعد وفات پائیں گے تو فیتی میں بھی یہی بات ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ کو وفات مسیح کا جزئیہ قرار دینا جہالت بلکہ دھوکا ہے یہ عالم آخرت کی بات ہے جب حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے حضور فلسما تو فیتی کہیں گے اور اس وقت آپ یقیناً دنیا میں نہیں عالم آخرت میں ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خیال کی تردید کے لیے خطبہ دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ فوت نہیں ہوئے۔ شدت غم میں وہ حضور ﷺ کے بدن مبارک کو بھی دیکھ نہ پائے اور سمجھنے لگے کہ انہ دفع کھارفع عیسیٰ ابن مریم۔ حضرت ابوبکر

صدیقِ رضی اللہ عنہ کا خلیفہ میں حضور ﷺ کی وفات ثابت کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کی تردید کرنا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد تھا۔ غایہ تعدادِ اہانت کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور عدم وفات پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماعی عقیدہ تھا۔ البتہ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں وہ رفع کے قائل نہ تھے وفات کے قائل تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انبیاء کے بارے میں رفع اور موت میں منافات ہے جہاں رفع بمقابلہ قتل وارد ہوگا وہاں موت واقع نہ ہوگی اور جہاں وفات ہوگی وہاں رفع کی تردید ہوگی۔

امام بخاریؒ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے لے کر نزول تک کے واقعات کو صحیح بخاری میں نقل کیا ہے اور مختلف ابواب باندھے ہیں۔ سب سے آخری باب ہے ”باب نزول عیسیٰ ابن مریم“ اگر وفات پانچے تھے تو آخر میں بجائے نزول کے وفات کا باب باندھنا چاہیے تھا۔ نیز امام بخاریؒ کا عقیدہ ان کی کتاب صحیح بخاری میں نزول کی احادیث سے واضح ہے۔ مزید وضاحت اور تفسیر کے لیے آپ کی تاریخ میں یہ روایت بھی ملاحظہ فرمائیں:-

قال عبد الله بن مسلام عليه السلام يلقن عيسى ابن مريم مع رسول الله  
وصاحبه فيكون قبره رابعا. (درمنثور جلد ۲ ص ۲۳۵، بحوالہ تاریخ بخاری)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن سلام نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ ﷺ اور صاحبین کے پاس دفن ہوں گے پس ان کی قبر چوتھی ہوگی۔

(۳) مفسر قرآن حافظ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان:

قادیانی اہرام ابن جریر نے اپنی تفسیر کی جلد ۳ ص ۶۰ پر لکھا ہے ”فصل مات عیسیٰ“ یعنی عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

## الجواب:

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے عقیدہ میں فوت ہو چکے ہیں۔ یہ عبارت ان کی تفسیر میں دیکھائیں اور منہ بولا انعام پائیں۔ اس کے برعکس آپ اس بحث میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد اپنا فیصلہ ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:-

وقال ابو جعفر والی هذه الاقوال بالصحة عندنا قول من قال انی قابضک من الارض ورافعک الی النواتم الاختیار من رسول اللہ اہ بنزل عیسیٰ ابن مریم فیقتل المدجال ثم یسکت فی الارض ثم یسوت. (تفسیر ابن جریر: ۱۸۳/۳)

ترجمہ مصوفیک کی تشریح میں سب سے زیادہ صحیح قول ہمارے نزدیک یہ ہے کہ میں تجھے زمین سے اُٹھاتا ہوں اور اٹھائینے والا ہوں جیسا کہ حضور ﷺ سے متواتر روایات منقول ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بائیں ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے زمین پر رہیں گے اور پھر وفات پائیں گے۔

یہی مرزائیوں کی پیش کردہ عبارت تو واضح ہو کہ یہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے جو ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور صاف کہہ دیا ہے کہ یہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ مرزائیوں نے اسے ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بتلانے میں صریح خیانت کی ہے۔

افسوس کہ منیر الدین ٹمب نے اسے الفاظ نقل کیے اور اگلے الفاظ چھوڑ دیئے۔ اس کے آگے یہ بھی لکھا ہوا ہے۔ کما از عمت النصاری (یہ نصاریٰ کا عقیدہ اور گمان ہے) مگر یہ عبارت چونکہ قادیانیوں کے موافق نہ تھی اس لیے چھوڑ دی گئی ہے۔ دجال کی پوری امت دجل سے لیس ہے۔

ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بحث میں کہ سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ پر حضرت عیسیٰ کی وفات سے پہلے ایمان لے آئیں گے۔ آیت قرآنی وان من اهل الکتاب الا لہو منن بہ قبل

موتہ پ ۶۶ النساء سے استدلال کیا ہے اور اس آیت میں قبل موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ کی طرف اوجائی ہے اور اسے تفسیر ابن جریر جلد ۳ ص ۲۹۱ میں اولیٰ هذه الاقوال بالصحة اس باب میں جتنے اقوال ہیں ان میں سب سے زیادہ صحیح ٹھہرایا ہے۔ کیا اب بھی ابن جریر کا عقیدہ واضح نہیں ہوا؟

(نوٹ) مرزا غلام احمد نے ابن جریر کو نہایت معتبر ائمہ حدیث سے ماہ ہے (چشمہ معرفت ص ۲۵۰ روحانی خزائن ۲۶۱/۲۳۰ حاشیہ) اور رئیس المفسرین بھی کہا ہے۔ (آئینہ کلمات اسام ص ۱۶۸ روحانی خزائن ۱۶۸/۵) سو اس کا فیصلہ قبول کرنے میں تو مرزائیوں کو کوئی رکاوٹ نہ ہونی چاہیے۔ مگر افسوس کہ انہوں نے اس پر بھی بھوٹ باندھ رکھا ہے۔

(۳) امام جبائی معتزلی پر بہتان:

علامہ جبائی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کو وفات دی اور اسی طرف بلا لیا۔

الجواب نمبر ۱:

یہ امام موصوف پر بہتان ہے۔ علامہ جبائی باوجود معتزلی ہونے کے حیات مسیح اور رفع الی السماء کے قائل ہیں۔

قال الجبائی انه لما رفع عیسیٰ علیہ السلام.

(دیکھو کشف الاسرار مطبوعہ مصر بحوالہ عقیدۃ الاسلام ص ۱۲۲)

یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھائے گئے تو یہود نے ایک شخص جو عیسیٰ علیہ السلام کے تابعداروں میں سے تھا قتل کر دیا۔

الجواب نمبر ۲:

تفسیر مجمع البیان جہاں سے مرزائی امام نے امام جبائی کا قول نقل کیا وہی ہے۔ وہیں اس کی سخت الفاظ میں تردید بھی موجود ہے۔ حوالہ دینے میں مرزائی امام نے روایتی بددیانتی کا ثبوت دیا ہے۔

## (۵) امام حسن رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حضرت امام حسن رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ پڑھا اور اس میں کہا  
لَقَدْ قَبَضَ اللَّيْلَةُ عَرَجَ فِيهَا بَرُوحَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ لَبَّيْكَ سَبْعَ وَعَشْرِينَ مِ  
رَمَضَانَ. (طبقات نبیر جلد ۳ ص ۲۱)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت فوت ہوئے جس وقت حضرت عیسیٰ کی روح آسمان پر اٹھئی  
تھی یعنی ۲۷ رمضان کو۔

یہاں امام حسن صاف ظور فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح آسمان پر گئی تھی نہ کہ جسم

## الجواب نمبر ۱:

امام حسن پر بھی یہ بہتان عظیم ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے۔ مرزائی نائب امام نے طبقات کبیر  
(کبریا) کی جو عبارت نقل کی ہے اول تو یہ کوئی ایسے درجے کی کتاب نہیں کہ صرف اس کا حوالہ دے دینا  
کافی ہو۔ سب تک صحیح سند پیش نہ کی جائے۔ اس کی روایت کا کوئی اعتبار نہیں۔ مرزائیوں میں ہمت  
ہے تو اس کی سند پیش کریں اور اوہوں کی توثیق کریں۔

اس کتاب کا مصنف خود حیات مسیح کا قائل ہے۔ چنانچہ جلد اس ۲۶ پر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول  
نقل کرتے ہیں اور اس پر کوئی جرح نہیں کی۔

انه رفع بجسده وانہ حی الان وسیر جمع الی الدنیا فیکون فیہا ملکاً ثم یموت  
کما یموت الناس.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم کے  
ساتھ اٹھائے گئے ہیں اور وہ اس وقت (آسمان) پر زندہ ہیں اور عنقریب دنیا کی طرف لوٹیں  
گے تو دنیا میں بادشاہ ہوں گے وفات پانچ میں گے جیسا کہ لوگ پاتے ہیں۔



امام حسن سے متعلق جو دوسری کتب میں روایات آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں کچھ تصحیف ہو گئی ہے۔ اصل الفاظ روح اللہ عیسیٰ ابن مریم تھا۔ روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے۔ روح کا لفظ اسی کا اختصار ہے اور عیسیٰ ابن مریم اس کا بیان ہے۔ بروح عیسیٰ ابن مریم کی دوسری روایات بھی تائید کرتے ہیں (دیکھیں مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۳۳) حریت سے ہدایت ہے۔

قال سمعت الحسن بن علی يقول قتل ليلة انزل القرآن وليلة اسرى عيسى  
وليلة قبض موسى. (درمنثور جلد ۲ ص ۳۶)

ترجمہ: حریت کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس رات شہید کیے گئے جس رات قرآن نازل کیا گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو سفر کرایا گیا اور موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی۔

لما قتل عليه السلام قال ابنه الحسن خطيبا فقال لقد خلم الليلة رجلا في  
ليلة نزل فيها القرآن وفيها رفع عيسى وفيها قتل يوشع بن نون الخ

(تاریخ لابن الاثير ۳/۲۰۱ مصری)

ترجمہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ تم نے ایک آدمی (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو ایسی رات میں قتل کیا ہے جس رات میں قرآن نازل ہوا تھا اور جس رات عیسیٰ رضی اللہ عنہ کو اٹھایا گیا تھا اور جس رات میں یوشع بن نون قتل ہوئے تھے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایات سے وضاحت ہو گئی کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کے قائل تھے۔ روح کا لفظ اور کسی روایت میں نہیں۔ جس سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہ طبقات کبریٰ میں ”روح اللہ“ کے معنوں میں ہے یا ”اللہ“ کا لفظ درمیان سے رہ گیا یا روح سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مراد ہیں۔

(۶) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان:

حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اپنے رسالہ ماقبہ جلد ۱ ص ۲۹۱ پر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک سو پچیس برس تک زندہ رہے۔

الجواب:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی یہاں ایک سو پچیس برس ہوئی تھی۔ اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ وہ مر چکے ہیں۔ شیخ عبدالحق نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ بلکہ ان کا خیال ہے کہ ان کا رفع ۱۲۵ سال کی عمر میں ہوا تھا ۱۳۳ برس کی عمر میں رفع نہیں ہوا۔ دیکھوان کی کتاب اللغات شرح مشکوٰۃ اس میں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی روایات بڑی صراحت سے ذکر کی ہیں۔

(۷) نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان:

نواب صدیق حسن خان صاحب نے ترجمان القرآن جلد ۴ ص ۵۱۳ پر لکھا ہے کہ سب انبیاء و جنی کریم <sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> سے پہلے تھے مر چکے ہیں ورنہ صبح کی عمر ۳۴ برس تھی۔ نیز ۳۴ سال کے لیے دیکھیں حج المکرّم ص ۴۸۔

الجواب:

نواب صدیق حسن خان مرحوم نے کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی وفات کا دعویٰ محض عموم کے سہارے ثابت نہیں ہو سکتا۔ نواب صاحب مرحوم نے اپنے کتاب حج المکرّم میں نزول و حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایک باب باء حمل ہے۔ جس میں آیت و ان من اهل الکتاب الا یہ سے عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر استدلال کیا ہے۔

(دیکھو کتاب مذکور باب ۷ ص ۴۲۲)

(۸) حافظ محمد نکھو کے والے پر بہتان:

یعنی ”جویں پیغمبرؐ ز رے زندہ رہیا نہ کوئی“ (تفسیر محمدی جلد ۱ ص ۳۲۰)

الجواب:

یہ بھی سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ حافظ صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ کوئی پیغمبر زندہ نہیں رہا۔ اس سے مراد یہاں زمین پر زندہ رہنا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور اس کا حافظ صاحب کو اقرار ہے۔

(دیکھئے تفسیر مذکور جلد ۱ ص ۲۹)

۔ تاں جبریلؑ ٹھلایا رب لئے گیا وچہ چو ہارے

اس چھت اندر بک بار کی اول توں دل آسمان سدو ہارے

(۹) شیخ محمد بن عبدالوہاب بخدی پر بہتان:

آخر میں قادیانی نائب امام منیر الدین نے شیخ محمد بن عبدالوہاب کا حوالہ بڑے طعنائی سے پیش کیا ہے کہ یہ بارہویں صدی کے مجدد ہیں۔ شیخ الاسلام ہیں۔ سعودی عرب کے شاہی خاندان کے روحانی پیشوا ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب مختصر سیرت الرسول میں نہایت وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ دیگر انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی طبعی وفات پا چکے ہیں۔ (کتاب مذکور ص ۲۰۵)

الجواب:

شیخ محمد بن عبدالوہاب کی اس کتاب میں یہ عبارت کہیں نہیں کہ ”تمام انبیاء کی طرح حضرت عیسیٰؑ بھی طبعی وفات پا چکے ہیں۔“

یہ قادیانی نائب امام کا بہتان اور افتراء ہے جو بات استدلال کر کے نکالی جائے اسے دوسرے کی عبارت اور تحریر قرار دینا کہاں تک صحیح ہے؟ ہرگز صحیح نہیں۔ قادیانی امام نے پھر اسی بہتان پر اکتفا نہیں کیا

بلکہ اسے وہ نہایت وضاحت بھی کہتا ہے۔ فی المثلجب۔ جب کوئی شخص دین چھوڑ دے تو پھر دیانت بھی جاتی رہتی ہے۔

مختصر سیرت الرسول میں چارودین مغلّی کی اس روایت کی سند مذکور نہیں۔ تحقیق کی دنیا روایات میں سند مانگتی ہے اور پھر اس کی تعلیم لازم گردانتی ہے۔ قادیانی ناسب نامہ اگر تحقیقی طور پر پیش کر رہا ہے تو اسے چاہیے تھا کہ تحقیق کے تقاضے کو پیش نظر رکھتا اور اس روایت پر اس کی سند پیش کرتا۔

یہ روایت اگر ثابت بھی ہوتی تو زیادہ سے زیادہ یہی بات تھی کہ چارودین مغلّی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ کا ذکر کرنے کے بعد حضور ﷺ کے بارے میں کہا "عاش کما عاشو مات کما ماتوا" قادیانی امام کا استدلال یہ ہے کہ عاشو اور ماتوا حضرت موسیٰ اور

حضرت عیسیٰ کے بارے میں ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ الفاظ ہوتے عاش کما عاشا اور مات کما ماتا جمع کے صیغے پر گزرتے ہوتے۔ چارودین مغلّی نے ان دو کے ذکر کے بعد تمام انبیاء کو ملحوظ رکھتے ہوئے عاشوا اور ماتوا کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور اس عموم کے سہارے حضور ﷺ کی وفات پر استدلال کیا۔ موسیٰ اور عیسیٰ کی ذکر کے بعد چارودین کا حتمیہ سے گریز کرنا اور دیگر انبیاء کی طرف رجوع کرنا اسی لیے تھا کہ حضرت عیسیٰ پر مات کا اطلاق درست نہ تھا۔ اس لیے عموم کے سہارے انہوں نے اپنی بات کہی۔

عام کی دلالت اپنے افراد پر ظنی ہوتی ہے۔ (مرزا قادیانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ کسی عام لفظ سے خاص معنی مراد لینا صریح شرارت ہے دیکھئے نور القرآن ۶۹: حصہ دوم بروحانی خزائن ۴۳۳/۹: ایک عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے) اس کی قطعیت دیگر قرآن سے قائم ہوتی ہے حضور اکرم ﷺ پر اس عموم کا انطباق کسی صحابی یا تابعی نے نہیں کیا یہ کہاں کا انصاف ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے لیے تو اس عموم کا انطباق حضرت چارودین مغلّی کی سند سے قائم ہو۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے لیے اس عموم کا انطباق قادیانی امام کی سند سے قائم سمجھا جائے۔

فیالمعجب۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ جس طرح اکابر نے حضور ﷺ کی وفات کے لیے اس عموم سے استدلال کیا ہے۔ کسی صحابی۔ تابعی۔ محدث یا مجدد نے حضرت عیسیٰ کی وفات پر اس عموم سے استدلال کیا ہو ہاتھ بڑھانے کا ان کتنے صادقین۔

حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے ذکر کے بعد چار درجہ مہملی کا عموم انبیاء کی طرف رجوع کرنا محض اس لیے تھا کہ حضرت عیسیٰ پر مسات کا لفظ درست نہ تھا۔ رہا اس کا عموم میں آنا تو یہ صرف کسی ایک پہلو سے ہو سکتا ہے کہ جس طرح لوگ مر کر چلے جاتے ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی یہاں سے جا چکے ہیں۔ اس کی وضاحت قد غللت من قبلہ المرسل سے بھی ہوتی ہے اور حضرت چارو نے جب یہ آیت پر بھی تو اب مانتو کا مفہوم قد غللت کے تالیخ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ پر ظنی دلالت

ہرگز قطعی نہ ہو سکے گی۔ اس کفر و استدلال پر اس عبارت کو وفات مسیح پر نہایت وضاحت کہنا قادیانی علم و دیانت کو ہی زیبا ہے۔ کوئی مسلمان اس کی جرات نہ کر سکے گا۔ محض عموم کے سہارے یہ دعویٰ قیاس سے آگے نہیں بڑھتا اور ظاہر ہے کہ دوسری اقصوں کے سامنے قیاس کا کوئی وزن نہیں رہتا۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب جیسا کہ قادیانی امام نے لکھا ہے ایک عظیم روحانی اور علمی سلسلے کے پیشوا ہیں۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ اس سلسلہ نے حضرت عیسیٰ کی حیات اور نزول کے بارے میں کیا عقیدہ رکھا ہے؟ شیخ محمد بن عبد الوہاب کے بیٹے اور چانشین شیخ عبد اللہ جو سعودی عرب کے شاہی خاندان کے علمی اور روحانی پیشوا ہیں حرمین شریفین کی فتح کے وقت امیر بن سعود کے ہمراہ تھے شیخ محمد بن عبد الوہاب کے عقیدے کی یوں وضاحت کرتے ہیں:-

منہبنا فی اصول الدین مذہب اہل السنة و الجماعة و طريقة السلف النبی  
ہی الطريق الاسلام بل الاحکم ونحن ایضا فی الفروع علی مذہب الامام  
احمد بن حنبل ولا ننکر علی من قلد احدا من الائمة الاربعة دون غیرہم  
لعدم ضبط مذاهب الخیر کما لمرافضة و الخزیذیة و الکرامیة و نحوہم ولا

نستحق مرتبة الاجتهاد المطلق ولا احد منا يدعيها.

(اتحاد العلماء المسلمین / ۲۱۶)

ترجمہ: اصول دین میں ہمارا مذہب اہل السنۃ والجماعہ کا ہے اور ہمارا طریق سلف ہی کا طریق ہے جو کہ زیادہ سلامتی اور مضبوطی والا ہے اور ہمارے فروعیات میں بھی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہیں۔ اور ہم انکارِ بعد میں سے کسی کی تنقید پر انکار نہیں کرتے۔ اس کے ماسواہ دوسرے مذاہب مثلاً روافض زیدیہ۔ کرامیہ وغیرہ کا انکار ان کے مذہب کے مضبوط نہ ہونے کی وجہ سے ہے اور اجتہاد مطلق کا استحقاق نہیں جتلاتے اور نہ ہی ہم سے کوئی اس کا دعویدار ہے۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم بھی ان کے عقیدے کے بارے میں لکھتے ہیں:-

عقیدہ لوہمہ موافق اہل السنۃ والجماعہ است۔ ہرچہ نسبت اوے گویہ مطلق وانصرع است دے بدال راضی نیست۔ (ایضاً ص ۳۱۶)

مذہب کا ثبوت صاحب مذہب سے تو اتر کے ساتھ منقول ہونا چاہیے۔ یہ کوئی روایت نہیں جو بطریق احاد بھی قبول کی جاسکے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا مذہب جو ان سے تو اتر سے منقول ہے ظاہر اور لایہ کہا تا ہے۔ شیخ محمد بن عبدالواحد کی شخصیت بھی اگر کسی درجے میں امامت کا مقام رکھتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے اصول و عقائد بھی ان سے تو اتر ہی سے منقول ہونے چاہئیں۔

جس حکومت کے شیخ الاسلام محمد بن عبدالواحد باب روحانی پیشوا ہیں اس حکومت نے قادیانیوں کا واعدہ پوری مملکت میں ممنوع قرار دے رکھا ہے اور اس کی عالمی تنظیم ہر بظ عالم اسلامی نے قادیانیوں کے خلاف اقلیت کی قرارداد اپنی عظیم کانفرنس میں پاس کی ہے اور اس حکومت کے مفتی اکبر شیخ عبدالعزیز بن باز نے حیات مسیح کے منکر کے خلاف کفر کا فتویٰ ۱۹۶۳ء میں لکھا ہے۔ جو ہمارے ادارہ دعوت وارشاد چھبوت کی طرف سے کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام کے تبعین حضرت شیخ

ہی کے عقیدہ کے مطابق عمل پیرا ہیں۔

## قادیانیوں کو مبلغ دس ہزار کا دوسرا چیلنج

قادیانی جن بزرگوں کی عبارات پیش کر کے مخالطہ دیتے ہیں ان کا اور ان کے علاوہ تیرہ ۱۳ صدیوں میں سے کسی ایک مجدد۔ امام۔ مفسر۔ محدث۔ فقیہ جو فریقین کے نزدیک مسلم ہو مستند حوالہ پیش کریں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ کشمیر میں مدفون ہیں۔ ایسا حوالہ پیش کرنے والے کو مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

ان حقائق کی روشنی میں نام نہاد دہشتوں اور مراغی کا ہڈیاں جو اس منصوبہ۔ متواتر۔ اجماعی متفق علیہ اور متواتر عقیدہ کے خلاف ہے۔

اب آپ فیصلہ کر لیں کہ کتاب و سنت اور اجماع امت کا فیصلہ درست اور برحق ہے یا دہشتوں اور مراغی جیسے مجرمانہ اور مجہدین کا فیصلہ؟

## حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے منکر پر فتویٰ کفر

حضرت علامہ امام ابن حزم رحمۃ اللہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ذات اور حیات پر بحث کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں:-

ومن قال انه (ای عیسیٰ) علیہ السلام قتل او صلب هو کافر مرتد حلال دمه  
وماله لتكذيبه القرآن وخلافه الاجماع.

(الکلی ابن حزم رحمۃ اللہ جلد ۱ ص ۲۳ مسئلہ نمبر ۴۱)

ناظرین کرام! مذکورہ دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جی اپنی نبوت کی وحدہ سے پہلے قرآن۔ حدیث۔ اور اجماع امت سے یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں بحسد و انحصاری

(بہ چشمِ خاکِی) زندہ ہیں اور دوبارہ نزول فرمائیں گے اور یہ عبارات بھینچا اخبار ہیں اور یہ مسئلہ قرآن۔ حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ اخبار میں شیخ ناجائز ہے۔ کیونکہ شیخ فی الاخبار کی صورت میں مجرئی جہالت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر تحت آیت مبارکہ لِّلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ موجود ہے کہ ان نسخ النخیر لایحوز انما الجائز ہو نسخ الارض امر و النواہی (تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۷۷ مطبوعہ مصر)

پس عبارت مذکورہ سے بالضرورت ثابت ہو گیا کہ شیخ فی الاخبار کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے اور ایسے شیخ کی مثل قرآن اور حدیث سے ملنا محال ہے۔

پس حوالہ جات مذکورہ مرزا قادیانی سے بھی حیاتِ مسیح الی الآن اور نزول ثانی من السماء ثابت ہے اور ان عبارات کو منسوخ کہنے سے جیسا کہ مرزائی کمپنی کے ایجنٹ حضرات ہانکتے ہیں۔ مرزا جی کی جہالت اور بطالت اظہر من الشمس ثابت ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام:

آیات قرآنیہ۔ احادیث نبویہ۔ اجماع امت اور اقوال مرزا قادیانی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بحسد و خاکی آسمان کی طرف زندہ اٹھایا جانا اور ابھی تک آسمان میں زندہ رہنا اور اخیر زمانہ میں آسمان سے نازل ہونا درویشان کی طرح ثابت ہے۔ پس جو شخص حضرت مسیح علیہ السلام کی حیاتِ الی الآن اور آپ کے نزول من السماء کا منکر ہے وہ دراصل قرآن۔ حدیث اور اجماع امت کا منکر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

## نجات پانے والا ۷۳ واں فرقہ

منیر الدین شمس نے اس روایت سے بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ یہ وہ لکھتا ہے:-

مسلمانوں نے جماعت احمدیہ کو اپنے سے علیحدہ کر کے کیا یہ ثبوت نہیں دیا کہ وہی نجات یافتہ



تہتر واں فرقہ ہے اور نہ آپ کسی ایک گروہ کی تعیین کریں کہ کون سا نجات پانے والا گروہ ہے۔  
الجواب:

(۱) منیر الدین غفر نے اس حدیث کے نقل کرنے میں اپنی روایتی بددیانتی کا ثبوت دیا ہے پوری حدیث نقل نہیں کی۔ اگر وہ پوری حدیث نکھتا تو اس کے سوال کا جواب خود حدیث میں موجود تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب سوال کیا کہ یا رسول اللہ! وہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں! علیہ واصحابی۔ آپ نے خود تعیین فرمادی کہ نجات پانے والا وہ فرقہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے راستہ پر کا مزن ہوگا یعنی جس کا پیشوا میں اور میرے صحابہ ہوں گے۔ وہی فرقہ اس ایسے انجام کا مصداق ہے اس کا موضوع وہ فرقہ قطعاً نہیں ہو سکتا جس کا نمایاں پیشوا ایک ہو اور وہ بھی مامور من اللہ فرد ہو۔ حضور ﷺ کے بعد اگر کوئی بھی آسمانی مامور ہوتا تو حضور ﷺ کے نام کے متصل صحابہ کا نام نہ ہوتا اس کا نام نہ ہوتا۔

(۲) تیرہ سو سال بعد پیدا ہونے والا فرقہ نجات پانے والا کیسے ہو سکتا ہے۔ ناجی فرقہ تو وہی ہوگا جو حضور کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ سے چلا آتا ہو۔ قادیانی فرقہ تو چودہویں صدی میں پیدا ہوا ہے۔ اور حقیقت میں یہ ایک غلط فہم ہے۔ یہ اس بشارت کا مصداق کیسے بن گیا۔

(۳) مسیح موعود کی غلامت یہ بتائی گئی ہے کہ فرقہ بندی ختم ہو رملت واحد ہو جائے گی۔ پس مسیح موعود کو ماننے والے تہتر واں فرقہ نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اس وقت پہلے ۳ فرقے بھی نہیں ہوں گے۔ فرقہ بندی ختم ہو چکی ہوگی اور رملت سرف ایک ہوگی۔ حتیٰ تکون اللیل ملۃ واحده کا نقشہ روئے زمین پر عجیب شان سے قائم ہوگا۔ تہتر فرقوں والی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہے بلکہ وہ مسیح و حال ہے۔ ورنہ آج دنیا میں سوائے ایک فرقہ کے اور کوئی فرقہ نہ ہوتا۔ مرزا قادیانی کی آمد سے فرقوں میں اضافہ ہوا ہے فرقوں کا خاتمہ نہیں ہوا۔

## چودھویں صدی کا جھوٹ

آخر میں قادیانی امام نے چودھویں صدی کی من گھڑت بات کی ہے۔ وہ تحریر کرتا ہے کہ آج تک آپ سبھی یہ سنتے آئے ہیں کہ حضرت مسیح کا ظہور چودھویں صدی میں ہوگا۔ اب اس صدی کے اختتام میں صرف دس سال کا عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ کیا اب بھی آپ مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔

عام سنی شاکی بات سے عقائد پر استدلال کرنا عجیب قادیانی منطق ہے۔ آخری صدی چودھویں ہے۔ یہ بات کسی حدیث میں نہیں۔ نہ یہ کسی صحابی اور امام کی پیش گوئی ہے۔ کابریولیا میں سے کسی نے یہ جھوٹ نہیں کہا۔ چودھویں صدی اختتام کو پہنچ رہی ہے اور اس من گھڑت جھوٹ کا طلسم ٹوٹنے والا ہے۔ قادیانیوں کو چاہیے کہ پندرہویں صدی کا چاند دیکھتے ہی توبہ کر کے اللہ کے حضور میں جھک جائیں۔ پندرہویں صدی قادیانیت کے لیے پیغام موت ہوگی۔

حضرات! قادیانی امام نے اپنے پیٹروا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح چودھویں صدی کا ذکر کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سعی نامشکور کی ہے۔ مرزا قادیانی نے بڑی صراحت سے یہ عقیدہ لکھا ہے کہ چودھویں صدی آخری صدی ہے۔

اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ مسئلہ ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں بظاہر ہوگا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۹۳، روحانی خزائن ۲: ۲۵۱)

پھر ایک دوسرے مقام پر یہ بھی لکھا ہے۔

احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸، روحانی خزائن ۲: ۲۵۹)

## دس ہزار کا ایک اور چیلنج

یہ حضور اکرم ﷺ پر صریح جھوٹ، الزام اور بہتان عظیم ہے کہ آپ نے کسی حدیث میں چودہویں صدی کی تعیین فرمائی ہے۔ قرآن وحدیث میں کہیں چودہویں صدی کا ذکر نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے احادیث صحیحہ کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ لفظ جمع کثرت کا ہے۔ عربی قاعدہ کے اعتبار سے کم از کم دس احادیث ہونی چاہئیں۔ لیکن میں قادیانی امت سے دس احادیث کا مطالبہ نہیں کرتا صرف ایک حدیث کا مطالبہ کرتا ہوں۔ جس میں حضور اکرم ﷺ نے چودہویں صدی کی صراحت کی ہو۔ اگر کوئی قادیانی نبی کریم ﷺ کی ایسی حدیث پیش کر دے تو اسے مسلط دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

تقریباً پندرہ سال سے میرا یہ چیلنج مسلسل چھپ رہا ہے اور آج تک کوئی قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکا اور نہ ہی ان شاء اللہ قیامت تک دے سکے گا۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فانتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرين۔ (پ البقرہ آیت ۲۴)

ترجمہ: سو اگر نہ کر سکو اور تم ہرگز نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے وہ کافروں کے لیے ہی تیار کی گئی ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:-

من كذب علي متعمداً ألقوا به في النار۔

ترجمہ: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

(مولانا منظور احمد)

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۹۸ھ ۱۵ مئی ۱۹۷۸ء

اشاعت: یکم ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ لاہور

## غیر ختم نبوت

### حضرت الاستاذ مولانا منظور احمد چنیوٹی (رحمۃ اللہ علیہ)

نے حیات مسیح کا انفرنس لندن کے دوران قادیانی مبلغ جمال الدین شمس کے بیٹے منیر الدین شمس کے پمفلٹ لکھ کر یہ کاجو جواب دیا وہ آپ کے سامنے ہے۔ منیر الدین شمس نے جن بزرگوں کے نام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے وفات پا جانے کا دعویٰ کیا تھا۔ حضرت مولانا چنیوٹی نے ان تمام کے بارے میں پوری صفائی پیش کر دی۔ ان بزرگوں کے علاوہ کچھ اور بزرگ بھی ہیں۔ جن کے نام ست قادیانی مسلمانوں کو وفات مسیح کا مخالف دیتے ہیں، اور منیر الدین شمس نے انہیں ذکر نہیں کیا تھا۔ حضرت مولانا چنیوٹی جب پاکستان تشریف لائے تو مجھے فرمایا کہ میں الحق الصریح کے آخر میں ان بزرگوں کی طرف سے بھی پانچ صفائی پیش کروں جنہیں قادیانی

کذاب و زور سے وفات مسیح کا قائل بتاتے ہیں..... احقر اس عمدہ کوال قول <sup>لصحیح</sup> کے عنوان سے یہ بات نظر میں کرتا ہے۔

محمد ابراہیم

## القول الصحيح لما ضاق في الحق الصريح

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد:

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروؤں کی ہمیشہ سے عادت رہی ہے کہ اپنے غلط عقائد کی اشاعت کے لیے کچھ بزرگوں کے نام استعمال کرتے ہیں جن کے سہارے وہ اپنے مخالفوں کو قوت دے سکیں۔ انہوں نے اس طریق سے متعدد بزرگوں کو ختم نبوت اور حیات مسیح کے انکار میں اپنے ساتھ کھڑا کرنے کی کوشش کی ہے۔

مرزا غلام احمد کی ان عبارات پر غور فرمائیں:-

(۱) جلیل الشان اکابر ائمہ کی شہادت بھی جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن حزم رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کی شہادت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت ہو جانے کی نسبت بار بار لکھی گئی ہے۔  
(انجام آتھم عن ۳۵، روحانی خزائن: ۱۱: ۳۸)

(۲) ان مالک الذی کان احد من الائمة الا جلة کان يعتقد بموت عیسیٰ و کذلک ابن حزم المشہود عنہ بالعلم والتقریر و کذلک کثیر من الصالحین۔ (انجام آتھم عن ۷۶، روحانی خزائن: ۱۱: ۸۶)

ترجمہ: بے شک امام مالک جن کا شمار چوٹی کے ائمہ کرام سے ہے وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا عقیدہ رکھتے تھے۔ ایسا ہی امام ابن حزم رحمہ اللہ جو علم اور تقویٰ میں مشہور زمانہ تھے نیز بہت سارے دوسرے نیک لوگ بھی۔

(۳) پھر ماہ ۱۱ اس کے امام مالک رحمہ اللہ جیسا امام عالم حدیث و قرآن و متقی ہیں بات کا قائل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ ایسا ہی امام ابن حزم رحمہ اللہ جن کی جلالت شان محتاج بیان نہیں قائل و قات مسیح ہیں۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ جن کی کتاب بعد کتاب اللہ اصح الکتاب ہے

وفات مسیح کے قائل ہیں۔ ایسا ہی فاضل و محدث و مفسر ابن تیمیہ رحمہ اللہ و ابن قیم رحمہ اللہ جو اپنے وقت کے نام ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ ایسا ہی رکس المستوفین شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ<sup>۱</sup> اور صاف لفظوں میں اپنی تفسیر میں وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصریح فرماتے ہیں۔ اسی طرح بڑے بڑے فاضل اور مفسر برابر یہ گواہی دیتے آئے ہیں۔

(کتاب البریص ص ۴۰۳ حاشیہ، روحانی خزائن: ۳۳/۴۲۱)

ان عبارات میں چھ بزرگان دین کے پر بہتان باندھا گیا ہے کہ یہ وفات مسیح کے قائل تھے۔ ۱۔ امام مالک رحمہ اللہ۔ ۲۔ امام بخاری رحمہ اللہ۔ ۳۔ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ۔ ۴۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ۔ ۵۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ۔ ۶۔ شیخ اکبر محمد العین الدین ابن عربی رحمہ اللہ۔ ... مرزا غلام احمد نے ان میں سے کسی کے بارے میں وفات مسیح کا صحیح ثبوت بہم نہیں پہنچایا۔ ان میں سے دو بزرگوں پر باندھے گئے بہتان کا جواب آپ المتحفظین الاصلیہ میں دیکھ آئے ہیں۔ وکفی بہ علما و شرفا۔ باقی چار بزرگوں کی صفائی ہم یہاں پیش کیئے دیتے ہیں۔ واللہ هو الموفق لما یحبہ ویرضی بہ۔

امام ابن حزم (المتوفی ۴۶۲) پر بہتان:

مرزا غلام احمد نے حضرت علامہ غلام الدین حزمؒ پر افتراء پروازی کی ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے۔ یہ غلط ہے آپ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ رکھتے تھے۔ آپ اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں:-

۱۵ ابن عوسمی ابن مریم سینئر۔ (مکمل جلد ۹)

ترجمہ: اے شک حضرت عیسیٰ عنقریب مازل ہوں گے۔

نیز اسی کتاب میں آگے چل کر ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :-

۲۶ ومن قال انه (ای عیسیٰ) علیه السلام قتل او صلب ہو کافر مرقدہ

حلال دعوہ و مالہ لتکذیبہ الثغور آن وخلافہ الجماع

(منہجی بن حزم تبیین ص ۲۳ مسئلہ نمبر ۴۲)

یعنی جو آدمی یہ کہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے یا صلیب دیے گئے تو ایسا کہنے والا کافر اور مرتد ہے اور اس کی جان اور مال کو ضائع کرنا حلال اور جائز ہے۔ کیونکہ اس نے قرآن کریم کو جھٹلایا ہے اور اجماع امت کی خلاف ورزی کی ہے۔

علامہ ابن حزم رحمہ علیہ اپنی ایک اور کتاب میں فرماتے ہیں:-

فکیف یستجیز لمسلم ان یثبت بعدہ رحمہ علیہ نبیاً فی الارض حاشا  
ما استجناہ رسول اللہ ﷺ فی الآثار السدۃ الثابتۃ فی نزول عیسیٰ ابن  
مریم علیہ السلام فی اخر الزمان

(کتاب انفصل جلد ۳ ص ۱۸۰)

یعنی کسی مسلمان کے لیے کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے بعد زمین میں کسی کو نبی مہربت کرے مگر وہ جسے خود نبی یا کسبت ﷺ نے احادیث صحیحہ میں مستثنیٰ کر دیا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نازل ہونے کے بارے میں۔

مندرجہ بالا عبارت میں کتنے عارف اور صریح الفاظ میں امام موصوف رحمہ علیہ نے نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اقرار کیا ہے۔ نزول تب ہی ہو سکتا ہے کہ آپ بقید حیات اور زندہ ہوں۔ نیز اس عبارت میں مرزا یوں پر ایک اور بھی ضرب کاری لگائی گئی ہے کہ اس میں حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا بھی نہایت واضح بیان کیا گیا ہے یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

پھر امام موصوف رحمہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:-

و كذلك من قال ان بعد محمد ﷺ نبيا غير عيسى ابن مريم فانه لا  
يختلف اثنان في تكفيره لصحة قيام الحجة بكل هذا (کتاب انفصل جلد ۳ ص ۱۸۰)

یعنی اور اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی اور نبی بھی ہے تو اس شخص کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ سب اہل اسلام کے نزدیک بالذاتفاق کافر ہے۔ کیونکہ ان سب امور پر قطعی اور صحیح حجت قائم ہو چکی ہے۔

ما نظرین کرام! اس مذکورہ عبارت میں بھی امام موصوف رحمہ علیہ نے ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام کو کس صفائی سے بیان کیا ہے اور ہر وہ مسائل کے منکر پر کس طرح کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ اب اگر کوئی انکار کرے تو محض ضد اور عناد ہے۔

پھر امام صاحب رحمہ اللہ غایہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:-

وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِنَقْلِ الْكُوفِ الَّذِي نَقَلَتْ نُبُوتهُ وَاعْلَامُهُ وَكُتَابُهُ أَنَّهُ أَخْبَرَانَهُ لَانِسِي بَعْدَهُ الْإِمَامَ جَاءَتْ الْأَخْبَارُ الصَّحَاحُ مِنْ فُرُوزِ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِي بَعَثَ إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ وَادْعَى الْيَهُودَ قَتْلَهُ وَصَنِبَهُ فَوَجِبَ الْأَقْرَارُ بِهَذِهِ الْجُمْلَةِ وَصَحَّ أَنْ رَجُودَ النُّبُوَّةِ بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاطِلٍ لَا يَكُونُ الْبَيِّنَةُ.

(أَفْضَلُ ابْنِ حَزْمٍ جَدِّ: ۷/۷۷)

یعنی وہ جملہ گروہ جس نے نبی کریم ﷺ کی نبوت اور آپ کی کتاب کے متعلق روایات کی ہیں۔ ان سے یہ بات پابینوت کو پہنچی ہے کہ بے شک آپ کا یہ فرمان ہے کہ ”میرے بعد نبی نہیں ہوگا“ باقی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اسرائیل کے رسول ہیں اور جن کے متعلق یہود کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مولیٰ دیئے گئے اور قتل ہوئے۔ ان کا اقرار لازمی اور ضروری امر ہے۔ یہ بات بالکل درست اور بجا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا پایا جانا بہر صورت باطل ہے

ما نظرین کرام! اس عبارت میں بھی امام موصوف رحمہ علیہ نے کتنی صراحت کے ساتھ حیات حضرت مسیح علیہ السلام اور مسئلہ ختم نبوت کو بیان کیا ہے۔ اب ان تمام عبارات کی موجودگی میں کوئی آدمی



یہ کہہ سکتا ہے کہ امام ابن حزم رحمہ علیہ وفات مسیح کا قائل تھے محض ضد اور عناد نہیں ہے تو اور کیا ہے؟  
علامہ ابن تیمیہ رحمۃ علیہ پر بہتان:

مرزا غلام احمد نے لکھا ہے کہ حضرت علامہ ابن تیمیہ رحمہ علیہ بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔

(کتاب البریہ حاشیہ: ۱۸۸)

الجواب:

یہ امام ابن تیمیہ رحمہ علیہ صریح بہتان ہے اور افتراء عظیم ہے۔ امام صاحب رحمہ علیہ تو حیات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے جیسا کہ آپ اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں:-

☆ فَبَعَثَ الْمَسِيحُ لِمَا رَمَلَهُ بِدَعْوَانِهِمُ إِلَى دِينِ اللَّهِ تَعَالَى فَطَهَّبَ بَعْضُهُمْ فِي حَيَاتِهِ فِي الْأَرْضِ وَبَعْضُهُمْ بَعْدَ رَفْعِهِ لِيَدْعُوهُمْ إِلَى دِينِ اللَّهِ إِلَى السَّمَاءِ فَيَدْعُوهُمْ إِلَى دِينِ اللَّهِ فَيَدْعُوهُمْ إِلَى دِينِ اللَّهِ تَعَالَى.

(الجواب الساجد لمن بدل دين المسيح: ۱۱۵، ۱۱۶)

یعنی روم اور یونان کے مشرکین لوگ غیر اللہ اور بتوں وغیرہ کی پرستش اور پوجا کیا کرتے تھے۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے نائب مبلغ بھیجے کہ وہ لوگوں کو دین الہی کی طرف دعوت دیں۔ پس بعض تو حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی میں گئے (یعنی جب وہ زمین پر زندہ موجود تھے) اور بعض آپ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد گئے۔ پس انہوں نے لوگوں کو دین الہی کی طرف بلایا۔ مندرجہ بالا عبارت میں حضرت امام موصوف کتنے صاف اور صریح الفاظ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات کا اقرار کر رہے ہیں۔

اسی طرح امام صاحب رحمہ اللہ علیہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:-

☆ وَيَقَالُ إِنَّ انطاكيا أول المدن الكبار الذين آمنوا بالمسيح عليه السلام

و ذلك بعد رفعه الى السماء.

(الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح جلد ۱ ص ۲۸۷)

یعنی کہا جاتا ہے کہ اٹھا کیا ان بڑے شہروں میں سے پہلا شہر ہے کہ جس کے باشندے حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لائے اور یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد تھا۔

۴ ظہرین کرام! مذکورہ بالا ہر دو حوالہ جات سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت ہے۔ کیا ان حوالہ جات کی موجودگی میں کوئی کہہ سکتا ہے حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ علیہ وفات مسیح کے قائل تھے؟ ہرگز نہیں۔

مرزا نیاں! ہرگز ان دین پر بہتان طرازی اور افتراء پروازی سے کام نہیں چل سکتا۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ غایہ اپنے فتاویٰ الکبریٰ میں لکھتے ہیں:-

**سئل رحمه الله تعالى:**

عن رجلين تنازعا على امر نبي الله عيسى ابن مريم عليهما السلام فقال احدهما: ان عيسى ابن مريم توفاه الله ثم رفعه اليه. وقال الآخر: بل رفعه الله اليه حيا. فما الصواب في ذلك. وهل رفعه

بجسده اور وحہ ام لا؟ ومن الدليل على هذا وهذا؟ وما تفسير قوله تعالى (اني متوفيك ورافعك الي)؟

**فاجاب:**

الحمد لله. عيسى عليه السلام حي، وقد ثبت في الصحيح عن النبي ﷺ انه قال: ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا رافعا مقسطا فيكسر الصليب

ویقتل الخنزیر 'ویضع الحجرية' ویت فی الصبح عنه "انہ یترزل علی المنارة  
الیضاء شرقی دمشق' وانه یقتل الدجال" ومن فارقت روحه جسده لم یترزل  
جسده من السماء' واذا احی ثمانه یقوم من قبره.

واما قوله تعالی: (انی متوفیک ورافعک الی ومطهرک من اللین کفروا)  
فهذا دلیل علی انه لم یمن بذلك الموت' اذ یواراد بذلك الموت لکان  
عیسی فی ذلك کاتر المومنین' فان الله یقبض ارواحهم یمرج بها الی  
السماء' فعنهم ان لیس فی ذلك خاصية' وكذلك قوله: (ومطهرک من  
الذین کفروا) ولو کان قد فارقت روحه جسده لکان یفسد فی الارض کیدن  
سائر النبیاء او غیره من الانبیاء.

وقد قال تعالی فی الایة الاخری: (وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان  
الذین اختلغوا فیہ لفی شک منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه  
یقینا بل رفعه الله الیه) فقوله ههنا: (بل رفعه الله الیه) یمین انه رفع بدنه وروحه  
كما ثبت فی الصحيح انه یترزل بدنه وروحہ اذلوا رید موته لقال: وما قتلوه  
وما صلبوه بل مات فقوله: (بل رفعه الله الیه) یمین انه رفع بدنه وروحہ كما  
ثبت فی الصحيح انه یترزل بدنه وروحہ.

ولهذا قال من العلماء: انی متوفیک: ای قابضک: ای قابض روحک  
وبدنک' یقال: توفیت الحساب واستوفیت' ولفظ التوفی لا یتضمن نفسه  
توفی الروح دون البدن' ولا توفیهما جمیعاً الا بقرینة مفصلة وقدر اذ به  
توفی النور کقوله تعالی: (الله یتوفی الانفس حین موتها) وقوله: (وهو الذی  
یتوفاکم باللیل ویعلم ما جرحتم بالنهار) وقوله: (حتى اذا جاء احدکم الموت

توفیقہ رسلنا) وقد ذکرُوا فی صفة توفی المسیح ما هو مذکور فی موضعہ.  
والله تعالیٰ اعلم.

(فتاویٰ الکبریٰ از امام ابن تیمیہ جلد ۲ ص ۳۲۲-۳۲۳)

ترجمہ: آپ سے سوا کیا گیا:

کہ دواوی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں درج ذیل اختلافِ رائے رکھنے کی بناء پر  
جھگڑتے ہیں۔ ایک کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فوت ہونے کے بعد  
آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ جب کہ دوسرے کا کہنا ہے کہ نہیں بلکہ آپ کو زندہ ہی اٹھایا  
گیا۔ پس ان دونوں کی کون سی بات درست ہے۔ کیا آپ کو جسم سمیت آسمان پر اٹھایا گیا  
ہے یا بغیر جسم کے یا کہ مطلق آپ کو اٹھایا ہی نہیں گیا۔ بہر صورت دلیل کیا ہوگی؟ اور اللہ تعالیٰ  
کے فرمان ”انسی متوفیک و رد الہک الی“ کا کیا مطلب اور مراد ہے؟

جواب:

تمام صفات کا رسازی واسطے اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ اس کا  
ثبوت صحیح حدیث میں موجود ہے ”آپ ﷺ نے فرمایا تم میں ابن مریم عادل حاکم منصف  
امام بن کر آئیں گے۔ صیب کو توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ کو ہٹا دیں  
گے۔“

ایک دوسری حدیث میں یوں آ رہا ہے کہ ”دمشق کے سفید مشرقی مینار پر اتریں گے اور دجال کو  
قتل کر دیں گے۔“ اور جس جسم سے روح نکل چکی ہو وہ جسم آسمان سے اتر نہیں سکتا۔ بلکہ  
جب اس کو زندہ کیا جائے گا تو وہ اپنی قبر سے اٹھے گا۔

باقی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ”انسی متوفیک و رد الہک الی و مظهرک من الذین

کفر و ایمان کی تفسیر:-

یہ آیت مبارکہ موت کے نہ سنے کی دہش ہے۔ اگر اس سے ان کی موت مراد ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معاملہ بھی باقی ایمانداروں کی طرح ہوگا۔ ”کہ اللہ تعالیٰ ان کی ریحوں کو قبض کر کے آسمان کی طرف پہنچاتے ہیں۔“ تو اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی اور ایسا ہی اس آیت مبارکہ کا معنی درست نہیں رہتا۔ ”کہ میں آپ کو ان کے ہاتھوں سے پاک رکھوں گا۔ جو کفر کے مرکب ہوئے۔“ اگر روح جسم سے نکل گئی ہوتی تو آپ کا جسم باقی نبیوں کی طرح یا غیر انبیاء کی طرح زمین میں مدفون ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا کہ ”انہوں نے نہ قتل کیا نہ سولی دی لیکن انہیں اس میں شبہ ہو گیا اور جو اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ البتہ شک میں مبتلا ہیں۔ جب کہ ان کے پاس کوئی یقینی اور پختہ دلیل نہیں ہے۔ پس وہ اپنے گمانات میں ہیں یقیناً انہیں قتل نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے طرف سے آسمان پر اٹھالیا۔ یہاں آیت مبارکہ کا یہ جملہ بدل دفعہ اللہ علیہ اس بات کی تعین کر رہا ہے کہ آپ کو روح مع الجسد اٹھایا ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ”وہ اپنے بدن اور روح سمیت اتریں گے“ اگر ان کی موت مراد ہوتی تو آیت مبارکہ یوں ہوتی ”کہ نہ انہوں نے قتل کیا نہ ہی سولی دی بلکہ وہ فوت ہوئے۔“ پس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ”ان کو اپنی طرف اٹھالیا“ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا اٹھایا جانا روح اور بدن سمیت ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ان کا روح مع البدن نازل ہونا آیا ہے کہ وہ روح اور بدن سمیت اتریں گے۔“

تہذا علماء میں سے جس نے کہا کہ انہی متوفیک یعنی آپ کو قبض کرنے والا ہوں یعنی روح اور بدن کو کھاجاتا ہے۔ میں نے حساب چکا لیا اور پورا کر دیا۔ اور توفی کے لفظ کا تقاضا نہ تو اکٹھی دونوں کی توفی ہے اور نہ دونوں کو چھوڑ کر روح کی۔ جب کہ کوئی اس کا جدا کرنا نہ پایا

چائے۔

اور کبھی اس سے نیند مراد ہوتی ہے جیسا کہ آیت مبارکہ میں مذکور ہے۔ اللہ بتوفی الانفس  
حسین موتھا۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ هو الذی یسوفکم باللیل ویعلم  
ما جرحتمہ بالنهار۔ یا جیسا کہ یہ قربان الہی ہے حتی اذا جاء احدکم الموت توفیہ  
رسلاً۔ اور علماء نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی کا ذکر کیا ہے۔ وہ یہی ہے جو آج کل  
آیت مبارکہ میں بیان ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا عبارت میں حضرت امام صاحب رحمہ علیہ نے کتنی صراحت کے ساتھ  
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کو بیان فرمایا ہے اور مذکور عبارت میں کئی پیدا ہونے والے  
اعتراضات کا جواب دے دیا ہے۔ اب بھی کوئی مرزائی اگر یہ کہے کہ حضرت امام  
صاحب رحمہ علیہ وفات مسیح کے قائل تھے تو یہ اس کی آنکھ اور سمجھ کا قصور ہے۔ عبارت اور بیان بالکل  
صاف اور واضح ہے۔

نیز آپ اپنے اسی فتاویٰ میں ایک اور مقدم پر فرماتے ہیں:-

سئل رحمہ اللہ:

عن هذه الاحادیث: ان النبی ﷺ رای موسیٰ علیہ السلام وهو یصلی فی فیرہ  
وراه وهو یطوف بالبيت وراه فی السماء: وکلک بعض الانبیاء. وهل  
اذا مات احیق لی عمل؟ والحديث انه ینقطع عمله. وهل ینتفع بهذه الصلوة  
والطواف؟ وهل رای الانبیاء باجسادهم فی هذه الاماکن ام بارواحهم؟  
فاجاب:

الحمد لله رب العالمین. اما روای موسیٰ علیہ السلام فی الطواف فهذا کان

رويا منام لم يكن ليلة المعراج كذلك جاء مفسرا كما رأى المسيح ايضا  
ورأى الدجال وماررته وروية غيره من الانبياء ليلة المعراج في السماء  
لما رأى ادم في السماء الدنيا رأى يحيى وعيسى في السماء الثانية  
ويوسف في الثالثة واثرس في الرابعة وهارون في الخامسة وموسى في  
السادسة وابراهيم في السابعة اوبالعكس فهذا رأى ارواحهم مصورة في  
صور ابدانهم.

وقد قال بعض الناس: لعله رأى نفس الاجساد المدفونة في القبور وهذا  
ليس بشئ. لكن "عيسى" صعد الى السماء بروحه وجسده وكذلك قد  
قيل "في اثرس"

واما ابراهيم وموسى وغيرهما فهم مدفون في الارض.

والمسيح <sup>صلى الله عليه وسلم</sup> وعلى سائر النبيين. لا بد ان ينزل الى الارض على النار  
بيضاء شرقى دمشق فيقتل الدجال يكسر الصليب ويقتل الخنزير.  
كما ثبت ذلك في الاحاديث الصحيحة ولهذا كان في السماء الثانية مع  
انه افضل من يوسف واثرس وهارون؟ لانه يريد النزول الى الارض قبل  
يوم القيامة بخلاف غيره.

وادم كان في سماء الدنيا لان نسمة بنية تعرض عليه: ارواح السعداء  
والاشقياء لا تفتح لهم ابواب السماء ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل  
في سم الخياط فلا بد اذا غرضوا عليه ان يكون قريبا منه واما كونه رأى  
موسى قائما يصلى في قبره وراءه في السماء ايضا فهذا لا منافاة بينهما فان  
امر الارواح من جنس امر الملائكة في اللحظة الواحدة تصعد وتهبط

کالمسک البست فی ذلک کالبدن وقد بطلت الکلام علی الاحکام  
الارواح بعد مغارقه الابد ان فی غیر هذا الموضع و ذکر ت بعض ما فی  
ذلک من الاحادیث والآثار والدلائل.

(فتاویٰ الشہر فی الزمان تیمیہ رحمہ اللہ ج ۳: ۳۲۸-۳۲۹)

ترجمہ۔ آپ سے سوال کیا گیا۔

کہ ان احادیث کی کیا حقیقت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام  
اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کر رہے ہیں اور دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہے ہیں یا پھر آپ کو آسمان  
میں دیکھا اور ایسی ہی بعض اور نبیوں کو بھی۔ کیا مرنے کے بعد بھی عمل باقی رہتا ہے؟ جب کہ  
حدیث میں آیا ہے کہ مرنے کے ساتھ ہی عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ کیا اس نماز اور طواف کا کوئی  
فائدہ ہوتا ہوگا؟ کیا ان مقامات پر انبیاء کو جسمانی طور پر دیکھنا یہ روحانی طور پر؟

آپ نے جواب فرمایا:

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کی۔ جو آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طواف کرتے دیکھا  
یہ خواب کی بات ہے۔ معراج کی رات کا مشاہدہ نہیں ہے۔ جیسا کہ معراج میں آپ ﷺ  
نے حضرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا یا جیسا کہ آپ نے دجال کو دیکھا۔ باقی معراج  
کی رات آسمان پر انبیاء کا دیکھنا مثلاً آدم کو آسمان دنیا میں بھی اور عیسیٰ کو دوسرے آسمان میں  
یوسف کو قیرے میں اور یس کو چوتھے میں ہارون کو پانچویں میں اور موسیٰ کو چھٹے میں اور  
ابراہیم کو ساتویں میں یہ اس کے برعکس۔ تو انبیاء کی روحوں کو ان کی بدنی اشکال میں ڈھالا ہوا  
دیکھا۔

بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ انبیاء کو ان کی قبروں میں مدفون دیکھا۔ اور یہ درست  
نہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ تو جسم سمیت آسمان پر تشریف لے گئے ہیں اور ایسا



ہی اور بس کے بارے میں کہہ سکیا ہے باقی حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور ان دونوں کے علاوہ زمین میں مدفون ہیں۔

”حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ پر اور باقی انبیاء پر سزا تھی ہووہ لازمی طور پر مشق کے بغیر شرقی مینا پر اتریں گے اور وہاں قتل کریں گے صلیب کو توڑیں گے خنزیر قتل کریں گے۔“ جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے وہ اتنی بناء پر دوسرے آسمان میں تشریف فرما ہیں۔ اگرچہ وہ یوسف اور بس اور بارون سے افضل ہیں اور بخلاف دوسروں کے اسلئے کہ انہیں قیامت سے قبل اترتا ہے۔

اور آدم جو آسمان دنیا میں تشریف فرما ہیں وہ اس لیے کہ اولاد آدم کی نیک ارواح ان پر پیش کی جاتی ہیں۔ باقی بدروحمیں ان پر نہ آسمان کھلتا ہے اور نہ ان کو جنت میں داخلہ ملے گا۔ اور ان کو جنت میں داخلہ ملنا ایسا محال ہے جیسا کہ موسیٰ کے سوراخ سے اونٹ کا نرنا۔ اس لیے ضروری ہے کہ وہ آسمان کے قریب ہوں۔ تاکہ ارواح کو پیش کیا جاسکے۔

باقی جو آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور پھر آپ کو آسمان پر بھی دیکھا تو ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ روح فرشتوں کی جنس سے مشابہت رکھتی ہے۔ جو ایک منہ یا سینکڑ میں اوپر نیچے جاسکتے ہیں (عالم برزخ میں پہنچے ہوئے آدمی کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس سرعت انتقال سے نوازا رکھا ہے کہ روح کے احکامات کے سلسلہ میں ہم کافی بحث پہلے کر آئے ہیں اور وہاں احادیث آثار اور دلائل کا ذکر کر دیا ہے۔

تاخرین کرام! اس مذکورہ عبارت میں بھی حضرت امام صاحب رحمہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کو صراحت سے ذکر فرمایا ہے۔ اب ان تمام عبارات کو دیکھ کر بھی کوئی حائل کر سکتا ہے کہ حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ علیہ وفات مسیح کے قائل تھے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ علیہ پر بہتان:

حضرت امام ابن قیم رحمہ اللہ علیہ کے متعلق بھی مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ وہ بھی وفاتِ مسیح کے قائل تھے۔ (کتاب البریہ ص ۲۰۳ روحانی خزائن: ۲۲/۱۱۳) اور دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب ”مدارج السالکین“ میں حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حبیبین الخ نقل کی ہے۔ اس لیے وہ بھی وفاتِ مسیح کے قائل ہیں۔ (جماعت البشری ص ۸۸ حاشیہ روحانی خزائن: ۷/۲۵۴)

الجواب:

کہاں آیات قرآنیہ اور کہاں احادیث صحیحہ کہ جن میں بالصرحت حضرت مسیح علیہ السلام کی حیاتِ دہانی اور نزولِ آسمانی کا ذکر ہے اور کہاں یہ بے سند قول۔ مرزائیوں کو چاہیے کہ پہلے اس کی سند پیش کریں۔ جیسا کہ ”مقدمہ صحیح مسلم شریف“ میں آتا ہے کہ ”لو لا الاسناد لقال من شاء ما شاء“ اگر سند نہ ہوتی تو جو جس کے جی میں آتا کہہ دیتا ”تو یہ سندوں کا کام ہے کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر دینا۔ جس کتاب سے مرزائی حضرات یہ قول پیش کرتے ہیں۔ (یعنی تفسیر ابن کثیر مصری جلد ۸ ص ۲۷۸ سے) وہ تو خود حیاتِ حضرت مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔ اس قول میں حضرت علیہ السلام کا نام تغلیباً آگیا ہے۔ جیسے تغلیباً شمسین، قمرین اور حسین کہہ دیا جاتا ہے۔ ورنہ اصل روایت میں صرف اور صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ہے جیسے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ لو کان موسیٰ حیالما وسعہ الالباعی (ابن کثیر جلد ۸ ص ۷۸ و مشکوٰۃ ص ۳۰ وغیرہ) یعنی اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میرے اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔“ اکثر روایات میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ نیز ابن کثیر میں بھی جہاں یہ قول مذکور ہے اس سے اوپر دو روایتوں میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے اور دونوں روایتوں میں اسناد مذکور ہیں۔

دیگر اگر اس روایت کو صحیح مانا جائے تو پھر اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے۔ حالانکہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام مرزا یوں کے نزدیک زندہ آسمانوں پر موجود ہیں (نور الحق حصہ اول ص ۱۵۰ روحانی خزائن ۶۱/۸۰) حیاتِ انسانی ص ۵۰، روحانی خزائن ۲۲۱/۷۰) پھر ان کے بارے میں کیا جواب دو گے؟ دیگر امام ابنِ قیمر حمہ علیہ نے اس قول کو ہرگز حدیث نہیں لکھا۔ ان کا مقصد اس قول سے حیات اور ممات کا تذکرہ نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہ مقصد ہے کہ اگر آج زمین پر حضرت موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو حضور اکرم ﷺ کی پیروی اور اتباع کرتے۔ یعنی زمین کی زندگی کو فرض مانتے ہوئے نبی پاک ﷺ کی شان اور بزرگی ثابت کرنا مقصود ہے نہ کہ وفات کا اظہار۔ حالانکہ امام موصوف رحمہ اللہ یہی عبارت میں جہاں مرزائی خدائیت اور بددیانتی سے عبارت کو حذف کر بیٹھے ہیں۔ آگے چل کر صریحت سے نزولِ مسیح علیہ السلام کا اقرار کرتے ہیں۔ مکمل حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

و محمد بن عبد اللہ مبعوث الی جمیع الثقلین فرسانہ عامة لجميع الجن والانس فی کل زمان ولو کان موسیٰ و عیسیٰ حسین لکانا من اتباعہ و اذا انزل عیسیٰ ابن مریم فانما یم حکم بشریعة محمد ﷺ.

(عذارج السالکین مغربی جلد ۲ ص ۲۳۳)

یعنی آنحضرت ﷺ کی نبوت تمام مخلوق جن و انسان کے لیے اور ہر زمانے کے لیے ہے۔ باغرض اگر موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام آج زمین پر زندہ موجود ہوتے اور وہ بھی آپ کی ہی پیروی اور اتباع کرتے۔ اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابنِ مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے وہ حضور اکرم ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے۔

مرزا یوں کسی جھوٹی بات کو سچا ثابت کرنے کے لیے کسی بزرگ پر اتہام اور بہتان لگانا اچھا کام نہیں ہے۔ مذکورہ بالا حوالہ میں قلمی صاف اور صریح عبارت موجود ہے۔ جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر دلالت کرتی ہے۔

دیگر اس قول سے وفاتِ مسیح ہی ثابت کرنا چاہتے ہو تو سرِ تمھاری مرزا صاحب کی نبوت کا ذیہ سے

بھی ہاتھ دھواؤ۔ کیونکہ وہ حیات میسوی کے قائل ہیں۔ (نور الحق جلد ۱ ص ۶۹) حالانکہ اس قول میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات مذکور ہے۔

اغرض امام ابن قیم رحمہ علیہ کی کتابوں میں حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت بعبارة النص ثابت اور موجود ہے۔ جس سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب علیہ السلام کا عقیدہ حیات کا تھا یا وفات کا۔ ملاحظہ فرمائیں:-

ولهذا المسيح ابن مريم عليه السلام حي لم يموت وغذاءه من جنس غذاء الملائكة. (اتبيان لابن قيم: ۳۸۳ فصل نمبر ۱۱۹)

یعنی حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں ہرگز فوت نہیں ہوئے اور ان کی خوراک وہی ہے جو فرشتوں کی ہے۔ چونکہ ملائکہ کی غذا اور خوراک تسبیح اور تحلیل ہے اس لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوراک بھی تسبیح و تحلیل ہے۔

ناظرین کرام! امام صاحب علیہ السلام نے کتنے صاف اور صریح الفاظ میں جہارت انص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا اقرار کیا ہے اور ساتھ ہی آپ کی خوراک کو بھی درج فرمادیا ہے۔ مستند ہے۔

پھر امام صاحب علیہ السلام اپنی کتاب میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:-

وانه رفع المسيح اليه. (اتبيان لابن قيم ص ۵۹ مصری)

یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا۔

نیز امام موصوف اپنی ایک اور کتاب میں فرماتے ہیں:-

فهذا هو الذي يتظره المسلمون وهو نازل على المنارة الشرقية بدمشق

واضعاً يديه على منكبي ملكين. يراه الناس عينا ببصارهم. نازلان من

السماء. فيحكم كتاب الله سنة رسول الله ﷺ. (بدایۃ النبیاری/ ۵۸۶)

یعنی یہ ذات جس کا مسلمانوں کو انتظار ہے وہ مشرق کے مشرقی مینار سے دو فرشتوں کے

کندھوں پر ہاتھ دھرنے اترے گا۔ لوگ اسے اپنی آنکھوں سے اترتے ہوئے دیکھیں گے  
 وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔  
 ناظرین کرام! اتنی صریح اور واضح عبارات کے ہوتے ہوئے بھی کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت  
 علامہ امام ابن قیم رحمہ علیہ وفات مسیح کے قائل تھے؟

علامہ ابن عربی رحمہ اللہ علیہ پر بہتان:

حضرت علامہ ابن عربی رحمہ علیہ پر بھی بہتان لگایا جاتا ہے کہ یہ بزرگ بھی وفات مسیح کے قائل تھے  
 حالانکہ یہ بات محض افتراء اور جھوٹ ہے۔ امام موصوف رحمہ علیہ تو حیات مسیح کے اس قدر قائل تھے کہ  
 ایک منکر انسان بھی انہیں غوث تک پہنچا ہوا تصور کرے گا اور اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں اس مسئلہ پر بے شمار  
 عبارات لائے ہیں ملاحظہ فرمادیں۔

ان عیسیٰ علیہ السلام یزول فی هذه الامة فی اخر الزمان ویحکم بشریعة  
 محمد ﷺ (فتوحات مکیہ جلد ۲ ص ۱۲۵)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت میں آخری زمانے میں نازل ہوں گے اور حضور ﷺ  
 کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں گے۔

پھر اسی کتاب میں ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:-

انه لم یعت الی الان بل رفعہ اللہ الی هذه السماء واسکنہ فیہا۔

(فتوحات مکیہ جلد ۳ ص ۳۴۱ باب ۳۶۷)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک فوت نہیں ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس آسمان کی  
 طرف اٹھالیا ہے اور وہ آسمان میں سکونت پذیر ہیں۔

نیز حضرت امام ابن عربی رحمہ اللہ علیہ نے اپنی اسی کتاب فتوحات مکیہ میں مندرجہ ذیل مقامات پر

حیاتِ حضرت مسیح علیہ السلام کا تذکرہ کیا ہے۔

(جلد ۱ ص ۱۳۵ ص ۱۴۲ ص ۱۸۵ ص ۲۲۲ جلد ۲ ص ۲ ص ۲۹ ص ۱۳۵ جلد ۳ ص ۵۱۳)

تاظرینِ کرام! اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ امام موصوف رحمہ اللہ علیہ کو وفاتِ مسیح کا قائل بتانا کہاں کا انصاف ہے۔ فتوحاتِ مکہ حیاتِ حضرت مسیح علیہ السلام کے اثبات میں بھری پڑی ہے۔ باقی جو تفسیرِ عرائس البیان کا حوالہ دے کر کہاں جاتا ہے کہ وہ وفاتِ مسیح کے قائل تھے۔ تو جو بابرِ عرش ہے کہ مرزائی حضرات پہلے اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ یہ تفسیر ان کی ہے بھی یا نہیں۔ اور پھر جو عبادت پیش کرتے ہیں۔ اس میں کیا کوئی ایسا لفظ ہے جو وفاتِ مسیح پر دلالت کرے؟ جب کوئی نہیں تو خواہ مخواہ غلط بیانی کرنا کوئی طریقِ شرافت نہیں ہے اور اس قسم کی دھوکہ بازی سے قادیانوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

فقط اقرار محمد ابراہیم

خادمِ ادارہ مرکزی دعوتِ دارشادِ ضیوتِ ضلع جھنگ

ابنِ مریم علیہ السلام زندہ ہیں رب تعالیٰ کی قسم  
اور ہیں افلاک پر وہ محترم  
زندہ کہتا ہے انہیں قرآن پاک  
ماننے میں ہم کو اب کس کا ہے پاک  
وہ نہیں شامل ابھی اصوات میں  
ذکر اس کا ہے کئی آیات میں  
جس کو چاہے رب رکھے زندہ عام  
بندہ کر سکتا ہے اس میں کیا کلام

☆ وداء الضد لیس له دواء

☆ ولو كان المسيح له طيبا

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

## حقیقی مسیح اور جعلی مسیح میں تقابل

اوں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بعض برکتوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور چونکہ مرزا جی بھی مدعی مسیحیت ہیں۔ اس لیے مناسب ہے کہ آپ کے ظہور پر جو کچھ برکتیں ظاہر ہوئیں ان کا بھی ذکر کیا جائے تاکہ ایک سوچنے والے کے لیے دونوں میں مبانیات بلکہ ضدیت کی نسبت ظاہر ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکتیں:

(۱) دشمنی۔ حسد اور بغض کا دور ہو جاتا۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں مروی ہے کہ وَلَنَفْعِلَنَ الشَّعْنَاءَ وَلَنَبَاغِضَ وَالْحَسَادَ۔

(صحیح مسلم مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ص ۳۸۰)

مرزا غلام احمد کی شائستگی:

(۱) ہندو یا ستان کے عام باشندوں خصوصاً مسلمانوں میں دشمنی۔ حسد اور بغض کی آگ لگ جانی اور ایسی عداوت کا پیدا ہو جانا کہ جس سے ایک دوسرے سے جدائی اور قطع تعلقی بلکہ قطع رحمی جیسے نتائج نکل رہے ہیں۔

(۲) مال کا کثرت سے ہو جانا۔ حتیٰ کہ زکوٰۃ کے قبول کرنے والے نہیں ملیں گے جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ص ۳۷۹)

(۲) مسلمانوں کا سخت محتاجی اور فقرائی حالت میں ہونا اگر ایک شخص خیرات کا دروازہ کھولے تو اس کثرت سے فقراء کا جمع ہونا کہ اس سے دروازہ بند کر دے اور بعض کا افلاس کے مارے بے دینی کی طرف مائل ہو جانا۔

(۳) دونوں میں آخرت کی تیاری کی فکر اور بے رغبتی کا پیدا ہو جانا۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں مروی

تہا۔ حتیٰ تكون المسجدة الواحدة حبرا من النضيا وما فيها

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ ص ۷۹)

(۳) لالچ اور طمع نفسانی کا بڑھ جانا۔ حتیٰ کہ حلال اور حرام میں تمیز نہ رہنا۔ رشوت ستانی۔ خبیثت۔ بددیانتی۔ فراڈ اور غبن کا کثرت سے وقوع میں آنا اور بعض کا لالچ کے مارے سب دینی اختیار کر لینا۔ ناقبت کو بھلا دینا اور دنیوی فائدوں کو پیش نظر رکھنا۔

(۴) کثرت سے پارش کا ہونا۔ دودھ۔ پھلوں اور دوسری اجناس کا معمول سے زیادہ ہونا اور جو امر عام خلق اللہ کے حق میں مضر ہوں ان کا رک جانا۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف)

(۴) خشک سالی اور ہرجس کی گرائی خصوصاً گھی دودھ اور دوسری کئی چیزوں کا کم ہو جانا اور آئے دن نئی بیماریاں اور وباں۔ طاعون۔ زلزلے اور بہت سی مصیبتیں اور دنیا میں عام طور پر جادوئی اور بے آرائی ہونا۔

(۵) سانپوں کا نہ ڈسنا اور شیر اور بکری کا ایک گھاٹ پانی پینا۔

(سنن ابن ماجہ جلد ۲ ص ۳۰۸)

(۵) مرزا غلام احمد کے دعویٰ مسیحیت کے بعد قادیان اور برصغیر پاک و ہند اور ربوہ میں اور پھر پوری دنیا میں کتنے لوگ سانپ ڈسنے سے مرے ہیں یہ آپ سوچ سکیں۔

بہت تک وہ حالت سامنے نہ آئیں جو حضور خاتم النبیین ﷺ نے مسیح کی آمد ثانی کے بیان کر رکھے ہیں اور ساری دنیائے اسلام ایک نہ ہو جائے اس وقت تک کسی شخص کے دعویٰ مسیحیت پر غور نہیں کیا سنا۔

بندہ پر تقصیر

محمد ابراہیم

## قادیانیوں کی خدمت میں توبہ کی دردمندانہ اپیل

مرزا غلام احمد نے چودھویں صدی میں مسیح ہونے کا دعویٰ بین اس وقت کیا جب لوگوں میں یہ افواہ رُوم تھی کہ قیامت چودھویں صدی میں آئے گی اور لوگ بڑی شدت سے قیامت کے منتظر ہیں۔



مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات پہلے سے تھی کہ حضرت یحییٰ بن مریم قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور وہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک بڑا نشان ہوں گے۔

حکم الانبیاء کے بعد اس امت میں مجدد دین کا سلسلہ قائم ہوا اور قیامت چودھویں صدی میں آنے کی صورت میں یہی خیال تھا کہ انے کی وہ مسیح موعود چودھویں کا مجدد ہوگا۔ مرزا غلام احمد نے لوگوں میں مشہور کر رکھا تھا:

احادیث صحیحہ نہ یہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔ پس کیا اس عاجز کا دعویٰ اس وقت میں اپنے بچل اور اپنے (وقت پر نہیں ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۰ روحانی خزائن: ۱/۵۰۳۲۰)

احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود ہمدی کے سر پر آنے کا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا سو یہ تمام علامات بھی اس زمانہ میں پوری ہو گئیں۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۸۸ حصہ ۵ روحانی خزائن: ۱/۳۵۹)

جب یہ علامات پوری ہو گئیں تو قیامت ضرور آنی چاہیے تھی لیکن قیامت نہ آنی اور چودھویں صدی بھی ختم ہو گئی اب چودھویں صدی پر بھی چندہ سال ہونے کو ہیں اور ابھی تک قیامت کی جی علامات سامنے نہیں آئیں نہ تمام دنیا کے مسلمان ایک ہوئے ہیں اور نہ دوسری غیر مسلم ملتوں کا خاتمہ ہوا ہے۔

مرزاجی کے مسیح موعود بننے پر جب تقریباً ایک صدی گزر گئی ہے اور ابھی تک قیامت سامنے نظر نہیں آ رہی ہے۔ دنیا میں جنگیں بھی برپا رہی ہیں جہادِ ہند نہیں ہوا اور افغانستان اور کشمیر میں یہ بربادی ہے تو یہاں علامتِ صاف نہیں بتا رہی ہے کہ دنیا کی آخری صدی چودھویں تھی اور مرزاجی کی جہادِ ہندی غلط تھی۔

جو لوگ اس جہادِ بازی میں قادیانیت میں داخل ہوئے ان کے لیے اب موقع ہے کہ علامات پر پھر سے غور کریں اور قادیانیت سے جو کہ سلام میں داخل ہو جائیں۔ یہ پاکستانی موقع ہے پھر نہ بہن میں خبر نہ ہوئی۔

خالد محمود عظمیٰ اللہ من

مرزا جی کے دعوے مسیحیت پر

ان کی خدمت میں

نذرانہ عقیدت

جھوٹ ہیں باطل ہیں دعوے قادیانی آپ کے  
 بات چیں ایسے بھی ہم نے نہ چکے آپ کی  
 وحیت اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے میں گھر  
 سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

تصویر کے دورخ

مرزا صاحب کی تہذیب و شائستگی کے نادر نمونے مرصع گالیاں غیر محرم  
 عورتوں سے اختلاط و دروغ باقیاں تضاد بیابانیاں بددیانتی اور  
 مرزا صاحب کی حقیقت مرزا صاحب کے اپنے قلم سے

بسم الله الرحمن الرحيم

## تصویر کے دورخ

اس سفلٹ میں انگریزی نبی مرزا انعام احمد قادیانی کی اپنی تحریرات سے ان کی تصویر کے دورخ پیش کئے گئے ہیں تاکہ قارئین کرام ان کو پڑھ کر خود فیصلہ کریں کہ مرزا جی کی تحریرات سے ان کی سیرت کا جو نقشہ مرتب ہوتا ہے اور ان کے اپنے اقوال سے ان کی جو تصویر بنتی ہے اس کی روشنی میں ایسا شخص نبی و مجدد مسیح و محدث عالم و مصلح تو کجا کیا ایک عام قسم کا مہذب اور شریف انسان بھی ثابت ہو سکتا ہے؟

مرزا جی کی اپنی کتابوں سے نہایت صحیح حوالہ جات کے تحت مختلف عنوان سے ان کی دشنام طرازی، بدزبانی یا وہ گوئی اور کذب بیانی، افتراء، پروازی، تضاد بیانی، غیر محرم محورتوں سے اختلاط، بی حیائی اور بددیانتی کے چند واقعات اور حقائق مشے نمونہ از خروارے کے طور پر درج ذیل کئے گئے ہیں حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ فی حوالہ انعام دینا جائے گا۔

## مرزا جی کی تہذیب و شائستگی

### تصویر کا ایک رخ

- ۱۔ بدترہر ایک بدستہ ہے جو بدزبان ہے جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا بھی ہے۔ (روحین صفحہ ۷۷)
- ۲۔ گالیاں دینا اور بدزبانی طریق شرافت نہیں۔ (اربعین نمبر ۴۵، روحانی خزائن: ۱۱/۱۸۱)
- ۳۔ کسی کو گالی مت دو۔ گو وہ گالی دیتا ہو۔ (کشتی نوح صفحہ نمبر ۱۸، روحانی خزائن: ۱۱/۱۸۹)
- ۴۔ خود اپنے متعلق لکھا ہے میں نے جو ابلی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی۔

(مواہب الرحمن صفحہ نمبر ۱۸، روحانی خزائن: ۲۳۶/۱۸۹)

۵۔ گالیاں سن کر عادی پائے دکھ آ رہا ہوں۔

کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ افسار

(درشمن صفحہ نمبر ۱۱۳، ایم این احمدیہ صفحہ نمبر ۱۱۲، روحانی خزائن: ۱۲۱/۱۳۳)

## مرصع گالیاں

### تصویر کا دوسرا رخ

۱۔ اے بد ذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیہ نہ خصلت کو چھوڑو گے اے ظالم مولویو تم پر نفوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پتہ لہ پلوی ہو اوام کا لانا عام کو بھی پلایا۔  
(انجام آتھم صفحہ ۲۱، روحانی خزائن: ۱۱۱/۲۱)

۲۔ مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے ہر گز نہیں کیونکہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔  
(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۵، روحانی خزائن: ۱۱۱/۳۰۹)

۳۔ بعض جاہل سجادہ نشین اور مولویت کے شتر مرغ

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۸، روحانی خزائن: ۱۱۱/۳۰۹)

(۴) ان العدى صارو خنازیر ونساء هم من دونهن الا کلب الضلا

ترجمہ: میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ کر ہیں۔

(مجم الہدی صفحہ ۱۸، روحانی خزائن: ۱۱۱/۵۳)

۵۔ مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

ومن النام اری رجیلا فاسقا غیولا لعمنانطفہ الفہانیہ

اور انہیوں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون سے سلیبوں کا لطفہ

شکس خبیث مفسد و مزور نحس بسمی المہد فی الجہلاء  
 بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو طمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام چاہلوں  
 نے سعد اللہ رکھا ہے۔ (روحانی خزائن: ۲۳/۳۲۶، ۳۳۵)

اذینتی خبیث فلیست بصادق ان لم تبت بالبحری یا ابن البلاء  
 تو اے اپنی خبیثت سے مجھے بہت دکھ پہنچایا ہے بس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ  
 تیری موت نہ ہو۔ (اے نسل بدکاراں) تو حقیقت میں صوفی ۱۵۱، روحانی خزائن: ۳۳۶، ۳۳۵)

۶۔ تلک کتب ینظر الہا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ ینضع من معارفہا و  
 یقبلنی و یصدق دعونی الا ذریۃ البغایا

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷، روحانی خزائن: ۵/۵۴۷)

ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا  
 ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہے سوائے کنجریوں کی اولاد کے  
 فیصلہ الخ:

ذریۃ البغایا کا ترجمہ خود مرزا جی نے خراب عورتوں کی نسل بازاری عورتیں اور کنجریوں کا بیٹا کہا  
 ہے۔ (دیکھو نور الحق حصہ اول صفحہ ۱۸۰/۱۶۳، خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۶۶/۱۶۹)

## غیر محرم عورتوں سے اختلاط اور ان سے خدمت

### تصویر کا ایک رخ

(۱)..... ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء غیر الاحفیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے  
 ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے۔ جو پاک دامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کے لئے آتی

تھیں بلکہ درہی بٹھا کر صرف تلقین تو یہ کرتے تھے۔ (نور القرآن نمبر ۷ صفحہ ۷۳، روحانی خزائن ۱۳۹۹/۹)

(۲)..... بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفا خانہ میں ایک انگریز لیڈی کام کرتی ہے وہ ایک بوڑھی عورت ہے وہ کبھی کبھی بھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں ہے۔ آپ کو غدر کروانا چاہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں ہے۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۶۷، روحانی خزائن روایت نمبر ۳۰۶)

(۳)..... عورتوں کو چاہیے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چے اوئیں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں اور یاد رکھنا چاہیے کہ بغیر خاوند اور لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ نمبر ۴۴، مجموعہ اشہارات: ۴/۱)

(۴)..... یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو یہ بد نظری کا پیش خیمہ ہے۔ (نور القرآن نمبر ۲ صفحہ نمبر ۷۲، مطبوعہ النشرۃ الاسلامیہ ربوہ، روحانی خزائن ۱۳۷۷/۱۹)

## گول منہ اور لمبے منہ والی دو کنواری لڑکیاں

### تصویر کا دوسرا رخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد صاحب کپور تلوئی کی پہلی بیوی فوت ہوئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ ان کو میں لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو۔ ان سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔

چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرے کے باہر بٹھڑا کر دیا۔ اور پھر اندر آ کر کہا کہ دو باہر کھڑی ہیں آپ کر کے چمک کے اندر سے دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان (دو لڑکیوں) کو درخواست کر دیا اور اس کے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کی کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں دوسری لڑکی بہتر ہے۔ جس کا منہ گول ہے پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بہ نما ہو جاتا ہے لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہیں تھا نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی حسن حریق سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا۔ (سیرۃ امجدی حصہ اول صفحہ ۲۵۹ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے، روایت نمبر ۲۶۸)

## رات کے بارہ بجے

بسم الله الرحمن الرحيم

مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب جسٹ مولوی تفضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کے وقت میں میں اور اہلیہ بابوشادہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دیا کرو۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے ہوئے سنے اور آپ کو جگا دیا اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔

ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فخر عثمانی اہلیہ فخر عثمانی محمد دین گوہر انوالہ اور اہلیہ بابوشادہ دین ہوتی تھیں۔ (سیرۃ امجدی حصہ سوم صفحہ ۲۱۳، روایت نمبر ۷۸۶)

## نہنب کو سرور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی نہنب نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام (مرزا جی) کی خدمت میں رہی ہوں۔ گھر میں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات بیسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ ورنہ ایسا موقع آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور تھکان معلوم ہوتی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔۔۔ حضور نے فرمایا کہ نہنب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ (سیرۃ الہدی حصہ سوم صفحہ ۲۷۲، روایت نمبر ۹۱۰)

## بھانوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت امام المؤمنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانوں تھی وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دہانے بیٹھی چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دہاتی تھی اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دہا رہی ہوں۔ وہ حضور کی ٹائیس نہیں بلکہ پٹنگ کی پٹی ہے تھوڑی دیر کے بعد حضرت جی فرمایا۔ بھانوں آج بڑی سردی ہے بھانوں کہنے لگی ”جی ہاں مہ سے تے تہاؤ کی لٹاں لکڑی وانگر ہو یاں ایں“ یعنی جی ہاں جی تو آپ کی لٹاں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔ (سیرۃ الہدی حصہ سوم صفحہ ۲۱۰، روایت نمبر ۸۰۷)



## عائشہ

حضور مرحومہ کی خدمت (پاؤں دہانے) کی بہت پسند تھی حضور نے ایک دفعہ مرحومہ کو دناوے ر فرمایا اللہ تجھے اولاد دے حضور کی دعا سے مرحومہ کے چھ بچے ہوئے ایک لڑکی اور پانچ لڑکے۔

(الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

نوٹ:- مرحومہ عائشہ نام کی ایک کنواری دوشیزہ تھی جو پندرہ سال کی عمر میں مرزا جی کی خدمت میں بھیجی گئی تقریباً دو سال مرزا جی کی خدمت میں رہی۔ اور انکے پاؤں دبایا کرتی تھی۔ بعد میں مرزا جی نے اس کی شادی کر دی لیکن یہ شرط لگائی کہ اسے قادیان سے باہر نہ لے جایا جائے۔ کیوں؟

اس لئے کہ وہ مرزا جی کی خاص منظور نظر تھی بھانوکے متعلق قادیانی کہتے ہیں کہ وہ بوڑھی عورت اور لطاف کے اوپر سے دہارہی تھی۔ اب کنواری عائشہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں مفتیان قادیان جو حضور کے پاؤں دہاتی تھی؟

(الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۶۸ء)

## مرزا صاحب کے جھوٹ

### تصویر کا ایک رخ

- (۱) جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ (ضمیمہ تحفہ گلزارِ وحشیہ صفحہ ۱۹، روحانی خزائن: ۵۶/۱)
- (۲) جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔

(تمہ حقیقت الوحی صفحہ ۲۶، روحانی خزائن: ۵۵۹/۲۲)

(۳) تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۸، روحانی خزائن: ۳۳۳/۱۱)

(۴) جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ کہ انسان کا۔

(انجام آتھم صفحہ ۴۳، روحانی خزائن: ۳۳/۱۱)

(۵) ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا اور پھر کہتا ہے کہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے ایسا ہذا ذات انسان تو کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہے۔

(ضمیمہ نصرۃ الحق، صفحہ ۱۲۶، طبع اول، ۱۳۷۷ھ روحانی خزائن، ۲۱: ۲۹۴)

(۶) وہ کنجر جو ولد اثرنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۲، روحانی خزائن، ۱۲: ۳۸۲)

(۷) جب ایک بات میں کوئی جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۲۲، روحانی خزائن، ۱۳: ۲۳۶)

## پہلا جھوٹ

## تصویر کا دوسرا رخ

## قرآن شریف پر واضح جھوٹ:

مرزا جی اپنی کتاب ترجمہ تہذیب الوحی صفحہ ۶۸، روحانی خزائن، ۲۲: ۳۹۸ پر قسط ازیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بڑا فتنہ بیسی پرستی کا فتنہ ٹھہرایا ہے..... اور اسی زمانے کی نسبت طاعون اور زلزلوں وغیرہ حوادث کی پیش گوئی بھی کی ہے اور صریح طور پر فرمایا کہ آخری زمانہ میں جب کہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہوں گے وہ بیسی پرستی کی شامت کی وجہ سے ظاہر ہوں گے۔

احمدی دوستو! بتلا سکتے ہو کہ قرآن مجید کے کس پارہ میں لکھا ہے کہ بیسی مسیح کی آمد کے زمانہ میں طاعون زلزلہ وغیرہ جو ظاہر ہوں گے وہ بیسی پرستی کی وجہ سے ہوں گے؟

(مرتب)

## دوسرا جھوٹ

### قرآن پر دوسرا کھلا جھوٹ

مرزا جی اپنے رسالہ موصوفہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۵، روحانی خزائن ۳۱۳/۳۲ پر رقم ہیں کہ ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھا اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے..... الخ۔

مرزا جی نے قرآن شریف پر یہ بھی ایک صریح جھوٹ باندھا ہے ہرگز ہرگز قرآن مجید کے اندر ایسی کوئی آیت نہیں ہے کہ مسیح موعود اسلامی علماء کے ہاتھوں سے دکھا اٹھائے گا وہ اس کو کافر کہیں گے۔ وغیرہ۔

(مرتب)

## تیسرا جھوٹ

مرزا جی نے اپنی کتاب ”اربعین نمبر ۳ حاشیہ صفحہ ۲۵، روحانی خزائن ۳۱۳/۳۲ پر لکھا ہے۔“

صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔ (اربعین نمبر ۳)

صحیح بخاری، مسلم انجیل اور دانی ایل کی کتابوں میں مرزا جی کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد و نزول کے ذکر میں ”صحیح مسلم شریف“ میں ”عیسیٰ نبی اللہ“ کا لفظ آیا ہے۔ باقی رہا ”صحیح بخاری“ ”انجیل“ اور دانی ایل کی کتاب یا دوسرے نبیوں کی کتب۔ ان میں نبی کا لفظ ہرگز ہرگز مذکور نہیں۔ غرض صحیح بخاری شریف وغیرہ پر یہ مرزا جی کا کھلا ہوا افتراء ہے۔

(مرتب)

## چوتھا جھوٹ

”مرزا جی نے اپنی کتاب ”تختہ گزویہ“ صفحہ ۶۲، روحانی خزائن: ۱/۱۵۱ پر سورج گرہن کے ذکر میں لکھتے ہیں کہ خدا کے پاک نبی ابتداء سے فہر دیئے آئے تھے کہ مہدی کے انکار کی وجہ سے یہ مانتی نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔“

خدا کے پاک نبیوں پر یہ سیاہ نہیں سفید افتر ہے۔ قرآن وحدیث میں قطعاً یہ مذکور نہیں ہے کہ مہدی کے انکار کی وجہ سے کسوف وخسوف ہوگا۔ (مرتب)

## پانچواں جھوٹ

مرزا جی اپنی کتاب ”شہادۃ القرآن“ صفحہ نمبر ۴۱، روحانی خزائن: ۱/۳۳ میں لکھتے ہیں کہ ”اگر حدیث کے بیان پر اعتماد ہے تو پیغمبر ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض ظلیلوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ بڑا خلیفہ اللہ مہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو انکی کتاب میں درج ہے جو اس الکتاب اللہ اور کتاب اللہ ہے“

(آئمہ دعوے سے کہتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری شریف میں نہیں ہے۔) (مرتب)

## ایک مناظرہ

موضع کاغذی والا تحصیل چنوت میں ایک مناظرہ ہوا۔ راقم الحروف کے پاس بخاری شریف موجود تھی۔ بندہ نے مبلغ تین صد روپیہ بخاری پر رکھ کر مرزا جی منظر قاضی محمد نذیر کو چیلنج کیا کہ اگر آپ اسی

حدیث جس کو مرزا جی اسی تہدی اور زور سے پیش فرما رہے ہیں بخاری سے نکال دیں تو یہ تین سو روپے آپ کے لئے شیر مادر ہیں لیکن وہ نہ دکھا سکے نہ آئندہ دکھا سکیں گے۔

## پانچ صد روپیہ نقد انعام

یہ پانچ جھوٹ جو مٹے نمونہ از خردارے کے طور پر پیش کیے گئے ہیں۔ اگر کوئی مرزائی قرآن کریم سے عیسیٰ پرستی کی وجہ سے خدائی عذاب کا آنا اور مسیح موعود کا اسلامی علماء کے ہاتھوں دکھانا اور صحیح بخاری انجیل اور دیانی ایل کی کتابوں میں مرزا صاحب کا ذکر اور اس کے ساتھ نبی کا لفظ اور قرآن وحدیث سے مہدی کے انکار پر کسوف و خسوف کا ہونا اور صحیح بخاری میں ہذا خلیفہ اللہ المہدی والی حدیث پیش کر دے تو فی حوالہ پانچ صد روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ بے کوئی مرزائی جو یہ اٹھائی ہزار روپیہ نقد انعام وصول کرے۔

## مرزا غلام احمد کے متضاد اقوال

### تصویر کا ایک رخ

- (۱)..... مرزا غلام احمد اپنی کتب ست بچن صفحہ ۳۹، ۳۰، روحانی خزائن: ۱۴۱/۱۰ کے حاشیہ پر لکھتا ہے کہ جو پر لہر جکا جا مل ہو جو اپنے کلام میں متناقض بیانیوں کو جمع کرے اور اس پر اطلاع نہ رکھے۔
- (۲)..... صاف ظاہر ہے کہ کسی حیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔

(ست بچن صفحہ ۳۰، روحانی خزائن: ۱۴۲/۱۰)

(۳)۔۔۔ اس شخص کی حالت ایک مجبوط الحواس شخص کی حالت ہے جو ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔  
(حقیقت الوحی صفحہ ۱۸۱، روحانی خزائن: ۱۹۱/۳۲)

(۴)۔۔۔ ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔  
(ست یجن صفحہ ۳۱، روحانی خزائن: ۱۳۳/۱۰)

## تناقضات مرزا

### (تصویر کا دوسرا رخ)

(۱) یہ تو ج ہے کہ مسیح اپنے وطن ٹھیل میں جا کر فوت ہو گیا

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۷۳، روحانی خزائن: ۷۳۳/۳)

(۱) بعد اس کے مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف گیا اور وہیں فوت ہوا۔

(کشتی نوح صفحہ ۵۳، روحانی خزائن: ۵۷۱/۱۹)

(۲) قادیان طاغون سے اس لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔

(دافع ابلاء صفحہ ۵، روحانی خزائن: ۲۲۲/۱۸)

(۲) ایک دفعہ کس قدر شدت سے طاغون قادیان میں ہوئی۔

(ہقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۲، روحانی خزائن: ۲۳۲/۲۲)

(۳) حضرت مسیح کی چڑیاں باوجود یکہ تجزوہ کے طور پر انکا پرواز کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے مگر پھر بھی

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۸، روحانی خزائن: ۶۸/۵)

مٹی کی مٹی ہی تھیں۔

(۳) اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

(ازالہ اوہام اول صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷، روحانی خزائن: ۲۵۶، ۲۵۷/۳)

(۴) تمام فرقے نصاریٰ کے اور چاروں انجیلیوں اسی قول پر مختلف ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔  
(ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۵، روحانی خزائن، ۳/۲۴۵)

(۵) اور یہ بیان بھی صحیح نہیں ہے کہ عیسائیوں کا عقیدہ یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں پھر آئیں گے بعض فرقے حضرت مسیح علیہ السلام کے فوت ہو جانے کے قائل ہیں اور حواریوں کی دونوں انجیلوں نے یعنی متی اور یوحنا نے اس بیان کی ہرگز تہمید لی نہیں کی کہ مسیح درحقیقت آسمان پر اٹھایا گیا۔  
(ازالہ اوہام ۲۱۹، روحانی خزائن، ۳/۳۱۹)

## سچے مرزائی کی پہچان

### صرف ایک نقطہ کا فرق

یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے پیارھے طبع ہو چکے ہیں۔ بعد اس کے ہر صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ پنجم نکھاسا۔ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

(دیکھا چہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۷، روحانی خزائن، ۳/۹۱۲)

مرزائی کے اس اصول کے مطابق کسی مرزائی کو پرکھنے کے لئے کہ آیا وہ سچا مرزائی ہے اور دل و جان سے مرزاجی پر ایمان رکھتا ہے یا منافق ہے اس سے پہلے پچاس روپے لے لیں۔ کچھ دنوں بعد پانچ روپے واپس کر کے کہہ دیں کہ چونکہ پانچ اور پچاس میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے ہم واجب الادا رقم سے بری ہو گئے اگر تو اس کو تسلیم کر کے خوشی سے اپنا بقیہ مچھوڑ دے تو سمجھیں کہ یہ بڑا مرزائی ہے اور اگر بغیر رقم کا مطالبہ کرے تو سمجھو کہ منافق ہے۔ (مرتب)

## دو پہیلیاں بوجھو تو جانیں

مرزا جی پر جو ایمان نہیں لائے اور ان کی قصد حق نہیں کی وہ سب کجخیوں کی اولاد ہیں۔

(آئینہ کلمات اسلام صفحہ ۵۴۷، روحانی خزائن: ۲۳۷/۵)

۱۔ مرزا جی کا بڑا بڑا فضل احمد آپ پر ایمان نہیں لایا اور مرزا جی کی زندگی ہی میں مر گیا مرزا جی نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔  
(الفضل ۷ جولائی ۱۹۴۳ء صفحہ ۳)

مرزائی دوستو! ذرا سوچ کر بتائیے کہ فضل احمد کون تھا۔ اس کی ماں کیسی تھی اور جس حضرت کے گھر میں ایسی پاکیزہ عورت تھی وہ حضرت کیسے تھے۔ ماشاء اللہ کیسا مطہر خاندان ہے۔  
۲۔ مرزا جی اپنے متعلق فرماتے ہیں۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں

ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(برائین احمد یہ حصہ پنجم صفحہ ۷۹، روحانی خزائن: ۱۲۷/۱۱، درخشین اردو: ۱۱۶)

مرزائی دوست! ذرا جائے نفرت کی تشریح کرویں کہ وہ بدن انسانی میں کونسا مقام ہے اور اس کا نام کیا ہے؟  
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## قادیانی تصویر کا پہلا رخ

۱۔ اخلاقی معلم کا فریضہ: اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلا دے۔

(چشمہ منکبی صفحہ ۱۱۱/۱۲، روحانی خزائن: ۳۳۶/۳۰)

۲۔ کمال انسانیت: کمال انسانیت یہ ہے کہ ہم حتی الوسع گالیوں کے مقابل پر اعراض اور درگزر کی

خوابتیا د کریں۔ (البلاغ یا فریاد درد صفحہ ۲۳-۲۶، قادیان/طربوہ روحانی خزائن: ۳۹۲/۸۳)



## ۳۔ اندھے کو اندھا کہنا بھی دل دکھانا ہے

خدا تعالیٰ کی کچی اطاعت اور نوع انسان کی حقیقی بھلائی وہی شخص بجا لا سکتا ہے جو وقت شناس ہو ورنہ نہیں مثلاً ایک شخص گوراست کو بے ٹکرا پنی راستی کو حکمت کے ساتھ ملا کر استعمال نہیں کرتا بلکہ انہی کی طرح مارتا ہے اور بدتمیزی سے ایک شریف خلعت کو بے محل کام میں لاتا ہے تو وہ ایک حکم منش کے نزدیک ہرگز قابل تعریف نہیں ٹھہرتا۔ ایسے کو جہاں نیکہ بخت کہیں گے نہ کہ دنیا نیک بخت۔ اگر کوئی اندھے کو اندھا کہہ کر پکارے اور پھر کسی کے منع کرنے پر یہ کہے کہ میاں کیا میں جھوٹ بولتا ہوں؟ تو اسے سبکی کہا جائے گا کہ بے شک تو راست گو ہے مگر اصل یا شریر ہے کہ جس راستے کے اظہار کی تجھے ضرورت ہی نہیں اس کو واجب اظہار سمجھتا ہے اور اپنے بھائی کے دل کو دکھاتا ہے۔

(شخص حق صفحہ ۴۰، روحانی خزائن: ۱۲/۴۰)

۳۔ کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ (کشتی نور صفحہ ۱۱۰، روحانی خزائن: ۱۱۰/۱۱۰)

۵۔ مختلف فرقوں کے ہادیوں کو بڑی اور بے ادبی سے یاد کرنے پر لے کر جے کی خیانت اور شرارت سمجھتے ہیں۔ (مقدمہ: براہین احمدیہ قادیان صفحہ ۱۰۲ اور بوجہ صفحہ ۶۲، روحانی خزائن: ۱۱/۱۰۲)

۶۔ حکم خدا تعالیٰ: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف صاف فرمادیا ہے لا تنسوا ابواللقاب یعنی لوگوں کے ایسے نام مت رکھو جو ان کو برے معلوم ہوں۔ پھر برخلاف اس آیت کے نہ کہ لوگوں کا کام ہے۔ (تحد غزنویہ صفحہ ۱۱، روحانی خزائن: ۵۴۱/۱۵)

۷۔ اہانت بازی صدیقیوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔ (ازالہ ابہام: ۶۹، روحانی خزائن: ۲۵/۶۹)

۸۔ مسلمانوں کا قابل فخر اصول: بذریعہ قرآن شریف مسلمانوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ وہ دنیا کے کسی حصہ کے ایسے تہائی کسر شان نہ کریں جو ایک کثیر قوم نے اس کو قبول کر لیا تھا۔ یہ اصول نہایت ہی پیارا اور دلکش اصول ہے اور مسلمان اس کے ساتھ جس قدر فخر کریں وہ بجا ہے۔

(ضمیمہ چشمہ مدنت صفحہ ۱۱، روحانی خزائن: ۳۸۲/۲۳)

۹۔ ایک شخص جو کسی کے باپ کو گندی گالیاں دیتا ہے اور پھر چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا اس سے خوش ہو۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔  
(چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰ روحانی خزائن: ۳۹۰/۲۳)

۱۰۔ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا نکتہ معصیت ہے اور موجب نزول غضب الہی۔

(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰ روحانی خزائن: ۳۹۰/۲۳)

۱۱۔ وید کی رو سے دوسرے نبیوں کی توہین کرنا شائد ثواب میں داخل ہے۔ شائد کسی صاحب کے دل میں یہ بھی خیال آئے کہ مسلمان بھی مباحثہ کے وقت نامناسب الفاظ دوسری قوموں کے بزرگوں کی نسبت استعمال کرتے ہیں پس یاد رہے کہ وہ قرآنی تعظیم سے باہر چلے جاتے ہیں۔

(ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰ روحانی خزائن: ۳۹۰/۲۳)

۱۲۔ منہیت ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاموں اور راست بازوں پر ناپاؤں دراز کرتا ہے۔

(انجازی احمدی نمبر ۳۰ روحانی خزائن: ۱۳۰/۸۹)

۱۳۔ گالی دینا بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ (ضمیمہ اربعین نمبر ۳۳ صفحہ ۵)

۱۴۔ وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے کہ جو بے وجہ بھونکتا ہے۔ (انجازی احمدی صفحہ ۳۳ روحانی خزائن: ۱۳۲/۸۹)

۱۵۔ امام الزمان کی صفات:۔ اُن قوت اخلاق چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان میں طیش نفس اور بخونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابلِ شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رزیلہ میں گرفتار ہو اور درست بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے جو نام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ اپنی اپنی بات میں منہ میں جھاگ آتی ہے۔

آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام زمان نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس پر آیت انک لم علی خلق عظیم کا پورے طور پر صادق آجنا ضروری ہے۔ (ضرورت الامام صفحہ ۸۰ روحانی خزائن: ۳۷۸/۱۳)

۱۶۔ ہمیں اس صریح سے سخت نفرت ہے کہ کوئی تم کو اور تا گوار غلط استعمال کیا جائے۔

(پیشہ معارف صفحہ ۳۵۵، روحانی خزائن: ۲۳/۲۷۰)

۱۷۔ ہم ایسے مستور اٹھان اور مفقود اظہر رشیوں کو گالیاں کیونکر دے سکتے ہیں اور اسلام کا طریق گالیاں دینا نہیں۔  
(ذوالقرآن نمبر ۲، صفحہ ۷۱، روحانی خزائن: ۳۹۸، ۹۹/۹)

۱۸۔ اے داؤد (مرزا جی) لوگوں سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کرو۔

(انجام آتھم صفحہ ۵۶، روحانی خزائن: ۲۰/۸۱)

۱۹۔ اس کتاب براہین احمدیہ میں کوئی غلط ایسا نہیں کہ جن میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقے کی سرشتان لازم آوے اور ہم خود ایسے الفاظ کو سرحد یا کنایہ اختیار کرنا بحث غصیم سمجھتے ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پر لے درجے کا شریعہ النفس خیال کرتے ہیں۔

(مقدمہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۰۱، روحانی خزائن: ۹۰/۸)

۲۰۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ نرمی اور آہستگی اور نرم اور غربت کے ساتھ اس خدا کی طرف لوگوں کو توجہ دلاؤ جو سچے خدا اور قدیم کو غیر متغیر ہے۔

(صبح ہندوستان میں صفحہ ۱۳، روحانی خزائن: ۱۳/۱۵)

۲۱۔ خدا تعالیٰ نے اس عابر کو (مرزا کو) تہذیب اخلاق کے ساتھ بھجا۔

(اربعین نمبر ۳۰، صفحہ ۲۶، روحانی خزائن: ۳۲/۶۱)

۲۲۔ مریدوں کو نصیحت:

گالیاں سنو اور چپ رہو۔ باریک حیاؤ اور صبر کرو۔ اور حتی المقدور جدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو۔

تاکہ آسان پر تمہاری مقبولیت نکھی جاوے۔ (تذکرۃ الشہداء میں صفحہ ۵۲، روحانی خزائن: ۳۸/۲۰)

(نوٹ از مؤلف) مرزا جی کے منظور کلام سے مندرجہ بالا حوالوں کی تائید میں چند اشعار نقل کئے

ہوتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۲۳۔ ان آریوں کا پیشہ ہر دم ہے ہد بزبانی ویدوں میں آریوں نے شاید پڑھا ہی ہے

یا ان کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی پر ان سیاہ دلوں کا شیوہ سدائیک ہے

نیوں کی جگہ کرنا اور گالیاں بھی دینا کتوں سا کھونا منہ ختم فنا ہی ہے

(درشمن اردو طبع ربوہ صفحہ ۶۴)

۲۴۔ ہم کو نہیں سکھا تا وہ پاک ہد بزبانی تقویٰ کی جڑی ہے صدق و صفا ہی ہے

ہم بد نہیں ہیں کہتے ان کے مقدسوں کو تعلیم میں ہماری حکم خدا ہی ہے

(درشمن اردو صفحہ ۶۵ طر بوہ)

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھا آرام دو تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی

کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار چھوڑ دو انکو کہ وہ چھوٹے ایسے اشتہار

چپ رہو تم دیکھ کر ان کے رسولوں میں ستم دم نہ مارو اگر وہ ماریں اور کر دیں حال زار

(درشمن اردو صفحہ ۱۱۳، براہین احمدیہ ۱۱۴، روحانی خزائن: ۱۳۱/۱۳۲)

۲۶۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین رضی اللہ عنہ جیسے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے راست باز

پر ہد بزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وعید من عادی دلیا دست بدست اس کو پکڑ لیتا ہے۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۲۸، روحانی خزائن: ۱۳۹/۱۴۰)

۲۷۔ مرزا جی کا ہد بزبان کے بارے میں آخری فتویٰ

بدتر ایک بد سے بد ہے جو ہد بزبان ہے جس دلی میں یہ نہاست بیت الخلاء ہی ہے

(درشمن اردو صفحہ ۴۷)

## تصویر کا دوسرا رخ

### (عام مسلمان جو مرزا غلام احمد کو نہیں مانتے)

۱۔ مرزا کا دشمن جنہی ہے۔۔۔ اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور۔ خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جنہی ہے۔ (انجام آتھم صفحہ ۵۸، روحانی خزائن: ۱۶/۲۲) مرزا کا دشمن اور ان کی عورتیں کتیاں ہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳، روحانی خزائن: ۶۲/۱)

۲۔ ان العداء صلو و اختا زیر الفلاء ونساء ہم من دونہن الا کلب

ترجمہ: دشمن اور سے بیلیا نوں کے خنزیر جو گھسے اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ گئیں۔

(جو مرزا کو نہ مانے وہ زانیہ عورتوں کی اولاد ہیں) (تجملہ ص ۱۳۳، روحانی خزائن: ۵۳/۱۳)

۳۔ فکلک کتب ينظرو اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة و يتفجع من معارفها و يقبلنى و يصدق دعوتى الا فرينة البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون.

(آئینہ کلمات اسلام ۵۴-۵۴۸، روحانی خزائن: ۵۳/۵)

نوٹ: اس عربی عبارت سے قبل مرزا صاحب نے اپنی چند کتابوں کا نام لکھ کر پھر انہیں کی طرف اشارہ کر کے لکھتے ہیں۔

ترجمہ: ”یہ کتابیں ہیں ان کی طرف دیکھتا ہے ہر مسلمان محبت اور دوستی کی آنکھ سے اور ان کتابوں کے معارف اور حقائق سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے۔“ مرزا کا ر عورتوں کی اولاد جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے پس وہ قبول نہیں کرتے۔“

۴۔ بعض کتوں کی طرح۔ بعض بھینروں کی طرح۔ بعض سوروں کی طرح اور بعض سانپوں کی طرح  
 ذنگ مارتے ہیں۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۵۵، روحانی خزائن: ۲۳۸/۱۶)

## ”توہین علماء کرام و سجادہ نشینان“

۵۔ اے بد ذات! فرق مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آنے کا کہ تم یہ سودیانہ فصلت کو  
 چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر انسوؤں کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کا انعام کو بھی  
 پلایا۔ (انجامِ آتھم صفحہ ۱۹-۲۰، حاشیہ، روحانی خزائن: ۱۲/۱۱)

۶۔ نالائق مولوی۔ یہودی سیرت مولوی (انجامِ آتھم حاشیہ صفحہ ۲۲، روحانی خزائن: ۲۳/۱۱)  
 ۷۔ دیکھیں بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ۔ شیاطین الانس ۱۲  
 (ضمیمہ انجامِ آتھم صفحہ ۶۷۷/۷، روحانی خزائن: ۳۰۲/۱۱)

۸۔ بعض غیبت طبع مولوی جو یہودیت کا ضمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔

۹۔ دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید  
 وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار خوار  
 مولویوں! اور گندی روحو! اے اندھیرے کے کیڑو! اے ایمان اور انصاف سے دور بھاگنے والو۔

(ضمیمہ انجامِ آتھم صفحہ ۲۸۹/۲۰، روحانی خزائن: ۳۰۵/۱۱)

۹۔ بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور غیبت طبع عیسائی۔

(ضمیمہ انجامِ آتھم صفحہ ۲۲۲، روحانی خزائن: ۳۰۶/۱۱)

۱۰۔ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم و حیا سے کام نہیں لیتا پارہیوں اور مخالف مولویوں کا

(ضمیمہ انجامِ آتھم صفحہ ۵۸، روحانی خزائن: ۳۰۶/۱۱)

منہ کا ۱۱۔

## اکابرین اسلام کو نام بنام گالیاں

مولانا شام اللہ مرحوم: بھینر چنچن تھا۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۴۱، روحانی خزائن: ۱۵۲/۱۹)

دس لکھتیس مونی شام اللہ پر بالخصوص (اعجاز احمدی صفحہ ۳۸، روحانی خزائن: ۱۴۹/۱۹)

مولانا محمد حسین بنالوی: بخبوط الحواس (استفتاء صفحہ ۲۰، روحانی خزائن: ۱۲۸/۱۲) ۱۷ ژ خواہ یہ بودہ گو

(تریاق مقلوب صفحہ ۱۸۳، روحانی خزائن: ۳۲۷/۱۵) بد زبان بے ادب بے حیاء۔ وریہ دامن (تریاق

مقلوب صفحہ ۱۷۴) جس جگہ فرعون سے مراد محمد حسین۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۶، روحانی خزائن: ۳۳۰/۱۲)

مولانا سعد اللہ لدھیانوی:

اے شیخ ارض خبیث۔ ارض بظالمہ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء ۱۹۱، روحانی خزائن: ۷۱۹/۲۳)

لنیم بدکار شیطان ملعون نطفہ سفہا بد گوہ خبیث مفسد دروغ گو منحوس۔

(انجام آتھم صفحہ ۲۸۱، روحانی خزائن: ۱۸۲/۲۸۲/۱۱)

ہامان سے مراد تو مسلم سعد اللہ ہے۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۶، روحانی خزائن: ۳۳۱/۱۱)

تو نے مجھے اپنی نباہت سے دکھایا ہے میں جھوٹا ہوں اگر تو ذلت سے نہ مرے اے نسل بدکاراں

(انجام آتھم صفحہ ۲۸۱، روحانی خزائن: ۲۸۲/۱۱)

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہ اللہ:

یہ صرف گوہ کھاتا ہے۔ اے جاں بے حیا۔ (نزول المسح صفحہ ۶۲، روحانی خزائن: ۳۳۱/۱۸)

صرف زبان کی یک یک حجت ہو سکتی ہے۔ (نزول المسح صفحہ ۶۳، روحانی خزائن: ۳۳۱/۱۸)

مجھ ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ ایک خبیث کی کتاب ہے بچھو کی طرح پیش

زن ہے۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑوی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی ہے۔

(اعجاز احمدی صفحہ ۷۵، روحانی خزائن: ۱۸۸/۱۹)

## توہین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

اور مجھے خدا کی قسم حضرت حسین کو مجھ سے کچھ فضیلت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو اور میں خدا کا کشتہ ہوں اور لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔  
(عجاز احمدی صفحہ ۸۱، روحانی خزائن: ۱۹۳/۱۸)

کر بلا نیست سیر ہر آنم

صد حسین رضی اللہ عنہ است در گریبانم

میری بروقت کی یہ کر بلا ہے اور سو حسین رضی اللہ عنہ میری جیب میں ہیں۔ (زہد کج صفحہ ۹۹)

اے تو مشیخہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین رضی اللہ عنہ تمہارا منجی ہے تم میں ایک ہے جو اس حسین رضی اللہ عنہ بڑھ کر ہے۔ (دافع البلاء صفحہ ۲۶)

## (توہین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین)

مرزا قادیانی نے تحریر کیا ہے کہ جو شخص میری جماعت میں داخل ہوا وہ درحقیقت سردار خیر المصلین کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں داخل ہوا۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱، روحانی خزائن: ۲۵۸/۱۲)  
بعض نادان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا۔  
(نصرت الحق صفحہ ۲۸۵، روحانی خزائن: ۲۸۵/۲۱)

## توہین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ ابوبکر کے درجے پر ہے تو  
نبیوں نے جواب دیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔

(اشتہار معیار الانبیاء صفحہ ۱۰، تبلیغ رسالت صفحہ ۳۰، مجموعہ اشتہارات: ۲۷۸/۱۳)



## توہین حضرت علی رضی اللہ عنہ

پرائی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی رضی اللہ عنہ کی تلاش کرتے ہو۔ (ملفوظات احمدیہ: ۱۳/۲۰۰)

## توہین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی۔ جیسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور وہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کی پیش گوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی آجائیں گے۔ (حقیقۃ الوحی: ۳۲)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی درایت پر محمد ثنین کو اعتراض ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور گہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔

(براین احمدیہ صفحہ ۲۳۳ ج ۵، روحانی خزائن: ۱۲۱/۴۱۰)

## (توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام)

جنت... ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(دافع البلاء صفحہ ۱۳، روحانی خزائن: ۱۸۸/۳۳۰)

جنت... یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی آپ سانبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مسجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی

کچھ پروا کا نہیں رکھے گا (حقیقۃ النوحی صفحہ ۳۹، روحانی خزائن: ۳۱/۳۲)

۶۵۔۔۔ خدا نے اس امت میں سے کج موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے کج کا موعود: امام احمد رکھا ہے۔

(دافع البلاء صفحہ ۱۳، روحانی خزائن: ۲۳۳/۱۸)

۶۶۔۔۔ خدا تو پناہ بندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے۔ لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لے سکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ (دافع البلاء صفحہ ۱۰، روحانی خزائن: ۲۳۰/۱۸)

۶۷۔۔۔ آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔۔۔ آپ کو کسی قدر جھوڑ بولنے کی بھی عادت تھی (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۵، روحانی خزائن: ۲۸۹/۱۱)

۶۸۔۔۔ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لیے تیار بھی ہو گئے تھے۔۔۔ حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۶، روحانی خزائن: ۲۹۰/۱۱)

۶۹۔۔۔ آپ کے ہاتھ میں سوا کمر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔۔۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (نعوذ باللہ)۔۔۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور محبت بھی شاندار سی

وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطرا اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۷، روحانی خزائن: ۲۹۱/۱۱)

۷۰۔۔۔ ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی قرار نہیں دے

سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۸، روحانی خزائن: ۸۱: ۲۹۳)

## (تو بہن حضور سرور کائنات خاتم الانبیاء ﷺ)

نہ خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد ﷺ کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا ہے۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ اب ہم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے یعنی جمالی طور کی خدمت کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔ (اربعین نمبر ۱۵ صفحہ ۱۵ روحانی خزائن: ۷: ۴۲۵)

مرزا کا ایک الہام: رب انی مغلوب فانصر لحسنہم تحقیقا۔

اے میرے خدا! میں مغلوب ہوں میرا انتقام دشمنوں سے لے پس ان کو پس ڈال۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۴ روحانی خزائن: ۱۰۷: ۱۲۲)

تبصرہ از مولف: مرزا صاحب کے مندرجہ بالا حوالہ جات آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ اس وقت سورج کی کرنوں کی ضرورت نہیں بلکہ چاند کی ٹھنڈک کی ضرورت ہے یعنی ابھی تو جو کچھ مرزا صاحب نے تحریر کیا ہے یہ جمالی رنگ ہے اگر جلالی رنگ ہوتا تو پھر یہ نہیں کیا ہوتا۔

.....☆☆☆.....

# ختم نبوت زندہ باد

انگریزی نبی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انگریزی نمبر:

## خود فیصلہ کیجئے

حاجدا ومصلىٰ

انگریز ہندوستان میں تجارت کا عیار اتر رہا تھا اور انہوں نے ہندو مت کی حکمت عملی اور سرزشاہت پالیسی کے تحت بڑی وسیع کاریوں اور حیلہ بازیوں سے اپنا استیلاء و تسلط قائم کیا۔ مسلمانوں کی آخری تلوار سلطان ٹیپو کی شہادت کے بعد انگریزوں کے قدم جم گئے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حریت پرور مسلمانوں نے آخری سنبھالا لینے کی بھرپور کوشش کی۔ لیکن انگریزوں نے پنجاب کے خاندان ازلہ (جن میں غلام احمد قادیانی کا خاندان سرفہرست تھا) کی وساطت سے اس شعلہ مستعجلہ کو ظلم و ستم کی صرصر سے بجھا دیا اور سلطنت مغلیہ کا آخری ٹھکانا ہوا چراغ بھی دھنوں کی سرزمین میں گل ہو گیا۔

تخریک آزادی تو ختم ہو کر رہ گئی لیکن انگریزوں کا ظلم و ستم اور بھیانک سفاکی و عیاری قلوب ملت اسلامیہ میں ناسور بن گئے۔ انگریزوں کی عیارات نگاہیں ان چنگاریوں سے غافل نہ تھیں جو ان کی خاکستر میں سلگ رہی تھیں۔ وہ جانتے تھے کہ کسی وقت بھی یہ شرر شعلہ جوالہ بن سکتا ہے۔

بنابریں انگریزوں نے ”تقسیم کرو اور حکومت کرو“ کی منافقانہ پالیسی وضع کی۔ انگریز جانتا تھا کہ جب تک ملت اسلامیہ سے جذبہ جہاد و وحدت ملی ایمان و یقین کا دل کتاب و سنت سے والہانہ شفق اور عقیدہ ختم نبوت ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ہمارا سامراجی نظام دیہ پا اور مستحکم نہیں ہو سکتا۔

ان اغراض مشومہ اور مقصد ملعونہ کی تکمیل کے لیے انہوں نے ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت سرکاری ولی اور سرکاری نبی پیدا کیے اپنے وفادارانہ قیدیہ کے ایک قادیانی خاندان سے ایک آدمی چنا

جسے مذکورۃ الصدر مقاصد کی تکمیل کے لیے آلہ کار بنایا گیا تھا کہ وہ ملت میں انتراق و انتشار پیدا کرے اور جذبہ جہاد کے فنا کرنے کے لیے الہامات وضع کرے۔ نیز اس ملک میں انگریزوں کی جابھوسی کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ان تمام مجاہدین ملت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے جو انگریزی حکومت کے لیے کسی وقت بھی خطرہ ہو سکتے ہیں۔

قارئین کرام!..... مرزا غلام احمد قادیانی نے محدثیت، مہدویت، مسیحیت اور نبوت کے حسین و دیز پر دے اوزہ کر انگریز کی دغا داری، خوشامد کار، لیسٹی ملت اسلامیہ سے غداری، حرمت جہاد جیسے اغراض قاصدہ کی تکمیل کی اور اس دور میں جب کہ پورے ہندوستان میں سامراجی تسلط کے خلاف نفرت اور بیزاری کی لہریں اٹھ رہی تھیں اور برطانوی سنگھاسن ڈول رہا تھا۔ مرزا غلام احمد آنجمنی انگریزوں کی حمایت و تائید میں پچاس ہزار کتابیں جن سے پچاس الماریاں بھر جائیں شائع کر رہے تھے۔ انہی غباریوں کی داستان اور مرزا قادیانی کی انگریزی نبوت کی روئیدار مولانا منظور احمد چٹوٹی صاحب رحمہ اللہ نے مرزا قادیانی کی مستند کتابوں سے بقیہ صفحات ان کے اپنے الفاظ میں بڑی دیدہ ریزی اور کاوش سے مرتب کی ہے تاکہ امت مسلمہ پر مرزا قادیانی کی اصل حقیقت منکشف ہو جائے۔ دراصل مولانا موصوف نے ان کے چہرے سے منافقت کا نقاب مہر کا دیا ہے تاکہ آپ مرزا قادیانی کو اصلی روپ میں ملاحظہ فرمائیں۔ شاید اس کو پڑھ کر امت مرزائیہ میں کوئی سعید روح چمک پڑے اور دائرہ اسلام میں آجائے۔

انگریزوں کی اسلام دشمنی ممالک اسلامیہ میں ان کی سازشیں اور ریشہ دوانیاں مقامات مقدسہ کی بے حرمتی، ملت اسلامیہ کے ساتھ ان کے سفاکانہ طرز عمل کو سامنے رکھتے ہوئے ذرا اس انگریزی نبی کی خوشامد کار، لیسٹی، شکرانے ان کے استحکام کے لیے عاجزانہ دعائیں اور انگریزی اقتدار کے مخالفین کو مرصع گالیاں ملاحظہ فرما کر خود فیصلہ کریں کہ ایسا شخص جو ملت اسلامیہ کا غدار اعظم ہو نبی تو نبی رہا ایک معقول آدمی بھی ہو سکتا ہے؟

گزشتہ سالانہ جلسہ کے موقع پر اس پمفلٹ کے فاضل مرتب مولانا منظور احمد چینیڈی صاحب نے ”خود فیصلہ کیجیے“ پمفلٹ شائع کیا تھا جس میں مرزا جی کے اکاذیب باطلہ مسلمانوں کو مرصع گالیاں غیر محرم عورتوں سے اختلاط کے عجیب و غریب مستند حوالے مرزا جی کی اپنی کتابوں سے مرتب کر کے پیش کیے تھے اس کا جواب ماحال امت مرزا یہ نہیں دے سکی۔

اب یہ پمفلٹ چینج بن کر پھر نمودار ہو رہا ہے۔ اگر کوئی مرزائی اس کے ایک حوالہ کو غلط ثابت کر دے تو فی حوالہ ایک ہزار روپیہ انعام حاصل کرے گا۔

ہاتوا برہانکم ان کسم ضلّین ☆

اشیاء ج شعبیہ نشر و اشاعت

ادارہ مرکزی دعوت و ارشاد چنیوٹ

## ارشادِ ربانی اور مرزا قادیانی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَرَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فإِنَّهُ مِنَهُمْ ۝

”اے ایمان والو! مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے دوستی کرے ان سے تو وہ ان ہی میں سے ہے۔ (پ ۶-ع ۱۱)  
اب مرزا کی کہانی پڑھیے پھر ارشادِ ربانی کی روشنی میں سوچئے کہ کیا مرزا ”انگریزی نبی“ نہیں تھا؟  
مرزا کی کہانی خود اس کی زبانی:

### (۱)..... میں کس کی تحریک سے آیا؟

”اے بابرکت قیصر ہند (ملکہ وکٹوریہ) تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے۔ جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تاکہ پرہیزگاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔“

(ستارہ قیصر، صفحہ ۹، روحانی خزائن: ۱۳۰/۱۵)

### (۲)..... میں کس کا لگایا ہوا پودا ہوں؟

”یہ اتنا س ہے کہ سرکارِ دولتِ ہند اراپے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وقادار جان شار خاندان ثابت کر چکی اور جس کی نسبت گورنمنٹِ عالیہ (برطانیہ) کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی پوشیدہ بات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکارِ انگریزی کے خیر خواہ



اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتنے پودے کی نسبت نہایت حزم و احتیاط سے اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عزت و مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔“

(تبلیغ رسالت، جلد ۷، صفحہ ۱۹، مجموعہ اشاعت بروہانی خزائن: ۱۱۱۳)

### (۳)..... میں کس مقصد کے لئے آیا؟

”اس (خدا تعالیٰ) نے اپنے تہذیب و تمدن کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔

آسمان سے مجھے بھیجا تا کہ میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت الہم میں پیدا ہوا اور ناصرۃ میں پرورش پائی۔ حضورِ مملکتِ مظفر (وکنوریہ) کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں۔ اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ پھولا اور اپنا مسیح بنایا تا کہ وہ مملکتِ مظفر (وکنوریہ) کے پاک اغراض کو خود آسمان سے دے۔“

(ستارہ قیصرہ، صفحہ ۵، روحانی خزائن: ۱۱۳۸۰)

### (۴)..... دونوں۔ (نور نور کو کھینچتا ہے)

”اے مملکتِ مظفر (وکنوریہ) تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔ اس لئے تیری عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لیے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور (مرزا جی) نازل کیا کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔“

(ستارہ قیصرہ، صفحہ ۹، روحانی خزائن: ۱۱۷۸۵)

## (۵)..... میرا مذہب

”سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومتِ برطانیہ ہے۔“

(شہادتِ اقرآن صفحہ ۸۲، روحانی خزائن: ۶۹-۷۸)

## خاندانی خدمات..... والد صاحب:

## (۶)..... گورنری دربار میں کرسی

”والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممتاز زمینداروں میں شمار کیے جاتے تھے۔ گورنری دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے وہ سچے شکر گزار اور خیر خواہ تھے۔“

(ازالہ کوہام صفحہ ۳۳، روحانی خزائن: ۱۲۳/۳۴)

## (۷) انگریزوں سے وفاداری اور خدمات

”میرے والد مرحوم کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ ہو نہیں سکتیں جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجالائے انہوں نے اپنی حیثیت اور قدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ (برطانیہ) کی خدمت گزاری میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھائی کہ جب تک انسان سچے دل اور تہ دل سے کسی کا خیر خواہ ہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔“

(شہادتِ اقرآن صفحہ ۸۲، روحانی خزائن: ۷۸-۸۳)

## (۸) چونسٹھ گھوڑے اور چونسٹھ سوار

”۵۷ء سن ستاون کے مفدہ (جنگ آزادی) میں جب کہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ (برطانیہ) کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرو سے خرید کر کے اور پچاس سوار بم بچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کیے اور پھر ایک دفعہ چودہ سوار سے خدمت گزاری کی اور انہی مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر لحاظ پر ہو گئے۔ چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزت اور دلجوئی سے پیش آتے تھے۔“ (شہادت القرآن، صفحہ ۸۲، روحانی خزائن، ۳۷۸/۲)

## (۹).....اپنی تمام عمر

”اور انہوں (والد صاحب) نے میرے بھائی کو صرف گورنمنٹ کی خدمت گزاری کے لیے بعض لڑائیوں پر بھیجا اور ہر ایک باب میں گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی اور اپنی تمام عمر نیک نامی کے ساتھ بسر کر کے اس ناپائیدار دنیا سے گزر گئے۔“ (شہادت القرآن، صفحہ ۸۲، روحانی خزائن، ۳۷۸/۲)

بڑا بھائی:

## (۱۰).....گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت

”اس عاجز کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم ۱۸ اور گورنمنٹ (برطانیہ) کی مخلصانہ خدمت میں بدل و جان معروف رہا۔ پھر وہ بھی اس مسافر خانہ سے گزر گیا۔“ (شہادت القرآن، صفحہ ۸۲)

حکومت برطانیہ کی خدمات اور وفاداری:

## (۱۱)..... بیس برس

”میں بیس (۲۰) برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔“ (تریاق القلوب/۲۶۔ روحانی خزائن: ۱۵۶/۱۵)

## (۱۲)..... ساٹھ برس کی عمر تک اہم کام

”دوسرا امر قابل گزارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قربا ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔“  
(تبلیغ رسالت: ۱۰/۷)

## (۱۳)..... میری کوشش

”میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت (برطانیہ) کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو حقوق کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“  
(تریاق القلوب، صفحہ ۱۰۷ روحانی خزائن: ۱۵۵، ۱۵۶/۱۵)

## (۱۴)۔۔۔۔۔ پچاس الماریاں

اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار

شائع کئے ہیں اگر وہ رسائل اور کتابیں اسٹمپی کی جائیں تو پچاس لاکھ روپے ان سے بھر سکتی ہیں۔  
(تریاق القلوب ص ۲۵ بروہانی خزائن: ۱۵۶/۱۵)

## (۱۵)..... پچاس ہزار کتابیں

”مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دلی سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو فارسی عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو انہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برائے خدا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھائیں نہ سکے۔“ (ستارہ قیصرہ صفحہ ۶ بروہانی خزائن: ۱۵۶/۱۵)

## (۱۶)..... عمر کا اکثر حصہ

”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے۔“

(تریاق القلوب صفحہ ۱۵ بروہانی خزائن: ۱۵۵/۱۵)

فکریوں کی خاطر حرمت جہاد:

## (۱۷)..... خدا اور رسول کا نافرمان

”آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔“  
(اشہار چھ منارۃ المسیح، روحانی خزائن، ۱۷: ۱۷۶، صفحہ ۱۷۶، تفسیر خطبہ الہامیہ)

## (۱۸)..... ہرگز جہاد درست نہیں

میں نے بیسیوں کتابیں عربی فارسی اور اردو میں اس فرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محنت (برطانیہ) سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرہ زکیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس ملک پر بھی پڑا ہے۔“

(تبلیغ رسالت، جلد ششم، صفحہ ۶۵، مجموعہ اشتہارات، ۱۷: ۱۷۶، ۱۷۷)

## (۱۹)..... جہاد قطعاً حرام ہے

”آج کی تاریخ تک میں ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر شخص جو میرے بیعت کرتا ہے اور مجھے کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے کیوں کہ مسیح آچکا ہے۔ خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ کو بننا پڑتا ہے۔“

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، تفسیر صفحہ ۷، روحانی خزائن، ۱۷: ۱۷۶، ۱۷۷)

(۲۰)..... دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال  
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال  
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے  
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے  
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے  
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے  
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد  
مکرم نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ کلزویہ صفحہ ۲۶ روحانی خزائن: ۱/۷۷۱)

انگریزوں کے مخالف مسلمانوں کو نازیبا گالیاں:

(۲۱)..... بعض احمق

”بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔“ (شہادت القرآن صفحہ ۸۴ روحانی خزائن: ۲/۳۸)

(۲۲)..... شریر اور بد ذات

”حیرے (و کٹوریہ) عدل کے لطیف بخارات ہا دلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں تاکہ تمام ملک کو رشک

بہار بنادیں۔ شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کی قدر نہیں کرتا اور بد ذات ہے وہ نفیس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔“

(ستارہ قیصرہ صفحہ ۹، روحانی خزائن: ۱۱۹/۵)

### (۲۳)..... ایک حرامی اور بدکار

”میں جج کہتا ہوں کہ محسن (گورنمنٹ برطانیہ) کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔“

(شہادت القرآن صفحہ ۸۴، روحانی خزائن: ۱۵۶/۱۰)

### (۲۴)..... سخت بد ذاتی!!

”ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے تم جاہل و بول میں مجھے کچھ کہو گاٹیاں نکالو یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے۔ سخت بد ذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔“

(تزیان القلوب صفحہ ۱۵، روحانی خزائن: ۱۵۶/۱۵)

### (۲۵)..... سخت نادان بد قسمت اور ظالم

”اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بد خیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں غفلت رکھتے ہیں میں ان کو سخت نادان بد قسمت ظالم سمجھتا ہوں۔“

(تزیان القلوب صفحہ ۱۵، روحانی خزائن: ۱۵۶/۱۵)

### (۲۶)..... سخت جاہل اور سخت نالائق!

”سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ (برطانیہ) سے کینہ رکھے۔“

(ازالہ وہام صفحہ ۲۱، روحانی خزائن: ۲۷۳/۳)



(۲۷)..... انگریزوں کی خوشامد اور کاسہ لیس:

## خدا اور فرشتے ملکہ کی تائید میں

”اے ملکہ مغطرہ قیصرہ ہند خدا تجھے اقبال اور خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد

حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایہ اور خلیفہ نئی کی راہوں کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔“

(ستارہ قیصرہ صفحہ ۸/۱۱۹۸۵) (تقدیم جدید روحانی خزائن: ۱۱۹/۸۵)

## (۲۸)..... میں انگریزی حکومت کا قلعہ اور تعویذ ہوں

”پس میں یہ دیکھ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں کیٹا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ (قلعہ) کے ہوں جو آفتوں سے بچا سکتا ہے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچا دے اور تو ان میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر پور نہیں اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی اگر مرموشناسی کا اس میں مادہ ہے۔

(اور الحق) حصہ اول صفحات ۳۳-۳۴، روحانی خزائن: ۱۸/۸۵ (صفحہ نہیں لکھا)

## (۲۹)..... میری اور میری جماعت کی پناہ

خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت (برطانیہ) کو بنا دیا ہے یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن کہہ مغطرہ میں مل سکتا ہے اور نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں“ (تزیین القلوب صفحہ ۱۰، روحانی خزائن: ۱۵۶/۸۵)

### (۳۰)..... ہرگز ممکن نہ تھا

”اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکرو واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں

کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہا ہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے

اگرچہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی“

(تحفہ قیصریہ صفحہ ۳۲، ۳۱، روحانی خزائن: ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴)

### (۳۱)..... انگریزوں کا شکر خدا تعالیٰ کا شکر ہے

”خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اس

محسن گورنمنٹ (برطانیہ) کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کر دے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کو چھوڑنے سے دوسری چیز کا چھوڑنا لازم آ جاتا ہے۔“

(شہادت القرآن صفحہ ۸۶، روحانی خزائن: ۲۸۰، ۲۸۱)

### (۳۲)..... ہمارا اور ہماری ذریت کا فرض

اور ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار

رہیں۔

(ازالہ ابہام صفحہ ۵۸، روحانی خزائن: ۱۶۶، ۱۶۷)

### (۳۳)..... میرے رگ وریشہ میں

یہ عاجز صاف اور مختصر لفظوں میں گزارش کرتا ہے کہ باعث اس کے کہ گورنمنٹ انگریزی کے احسانات میرے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم کے وقت سے آج تک اس خاندان کے شامل حال ہیں اس لئے نہ کسی تکلف سے بلکہ میرے رگ وریشہ میں شکرگزاری اس معزز گورنمنٹ کی سہائی ہوئی ہے۔

(شہادت القرآن، صفحہ ۸۲، روحانی خزائن: ۳۷۸۶)

### جیسا نبی ویسی امت

### (۳۴)..... میری جماعت

”اور جو لوگ میری ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لہا لب ہیں ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لیے ولی جان نثار ہیں۔“

(تبلیغ رسالت، جلد ۶، صفحہ ۶۵، مجموعہ اشتہارات: ۱۹/۶)

### (۳۵)..... میرے مرید

”میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے متقدم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرتا ہے“

(تبلیغ رسالت، جلد ۷، صفحہ ۱۷، مجموعہ اشتہارات: ۱۹/۳)

## (۳۶)..... میرا گروہ!

اور میرا گروہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا ہے جو برٹش انڈیا میں سب سے اون درجہ پر  
بوش امانت رکھتے ہیں جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔

(ستارہ قیصرہ صفحہ ۴، روحانی خزائن: ۱۵/۱۲۳)

## (۳۷)..... جیسی روح ویسے فرشتے

انگریز خدا:

”ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں یہ الہام ہوا۔ ”آئی لو یو“ یعنی میں تم سے محبت رکھتا  
ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا ”آئی ایم یو“ یعنی میں تمہارے ساتھ ہوں پھر الہام ہوا ”آئی شیل ہیپ یو“ یعنی  
میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا ”آئی کین ویٹ آئی ول ڈو“ یعنی میں کر سکتا ہوں جو آپ ہوسا گا پھر  
اس کے بعد بہت ہی زور سے جس سے بدن کا تپ گیا یہ الہام ہوا ”آئی کین ویٹ آئی ول ڈو“ یعنی ہم  
کر سکتے ہیں جو چاہیں گے اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا  
ہوا بول رہا ہے۔“

(براہین احمدیہ صفحہ ۳۸، روحانی خزائن: ۱۱/۵۷، ۵۷۱)

## (۳۸)..... انگریز فرشتے

”ایک فرشتہ کو میں نے نہیں دیکھا جو ان کی شکل میں دیکھا صورت اس کی مثل انگریزوں کے  
تھی۔ اور میز کرچی لگانے بیٹھا ہے میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اس نے کہا کہ  
بال میں درشنی ہوں“

(تذکرہ صفحہ ۳۱)

## (۳۹)..... عجیب و غریب انگریزی الہامات

”ہاں میں خوش ہوں“ (ہیس آئی ایم ہپی) Yes I am happy

”زندگی دکھ کی“ (ان لف از چین)

(گماڈ از کنگ بائی ہیر آری)

خدا تمہاری طرف سے ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے

(ہی تروو ہینوکل اشمی)

وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے؟

(5) The days shall come when God shall help you.

(6) Glory be to the lord.

وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ (دی ڈیز شیل کم وین گاڈ شیل ہیپ یو)

(گلوری بی تو لارڈ) (خدا کے ذوالجلال)

(7) God maker of earth and heaven.

”آفرینندہ زمین و آسمان“ (گاڈ میکرف ایتھ اینڈ ہیون)

(حقیقت انومی صفحہ ۳۰۳، روحانی خزائن ۳۱۶/۲۲)

(8) You have to go to amritsar.

یو ہاؤ تو گونا امرتسر (تمہیں امرتسر جانا پڑے گا۔)

(البشری صفحہ ۲)

(9) He halts in the Zila peshawar.

وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے۔ (ہی ہالٹس ان دی ضلع پشاور) (البشری صفحہ ۴)

(فرشتہ اور نبی دونوں کی جہالت ”ضلع“ کو انگریزی میں ڈسٹرکٹ کہتے ہیں۔)

(10) Word and Two girls.

(ورڈ اینڈ ٹو گرلز) ”ایک کلام اور دو لڑکیاں۔“ (البشری صفحہ ۱۰۶)

(11) Fair man.

”معتول آدمی“ (ضمیر مین)

(البشری۔ جلد دوم، مجموعہ انہامات صفحہ ۸۴)

(12) Though all men should be angry, but God is with you. He shall help you, Words of God cannot exchange.

”وآل میں بخڈ بی انگری ڈٹ گاڈ ازوریو۔ ہی شیل ہیپ یو ورڈز آف گاڈ ڈین ٹاٹ ایکسچینج۔  
اگر تمام آدمی ہزاروں ہوں گئے مگر خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہاری ضرورت کرے گا خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔“ (براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۵۵۴، روحانی خزائن: ۶۱۸، ۶۶۰)  
”اس کے بعد دو فقرے انگریزی میں جن کے الفاظ کی معنی باعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں ہو رہے ہیں۔“

(13) I shall give you a large party of Islam.

(آئی شیل گو یو اے لارج پارٹی آف اسلام)

”چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہیں اور نہ اس کے پورے معنی کلمے ہیں۔ اس لئے بغیر معنوں کے لکھا گیا۔“

(براہین احمدیہ حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۵۵۶، روحانی خزائن: ۶۶۴)

## (۴۰).....غیر معقول اور بیہودہ امر

اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۰۹ حصہ دوم، روحانی خزائن: ۳۱۸/۲۳)

انگریزی نبی کی انگریزوں کے لیے عاجزانہ دعائیں جو منظور ہو سکیں۔

## (۴۱).....ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے کیا ہے؟

”ہم نے اس گورنمنٹ (برطانیہ) کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں۔ اس لیے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔“

(شہادت القرآن، صفحہ ۸۴، روحانی خزائن: ۳۸۰/۲۱)

## (۴۲).....سو، ہم دعا کرتے ہیں!

”سو، ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ (برطانیہ) کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن (مسلمانوں) کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔“

(شہادت القرآن، صفحہ ۸۶)

تاج و تخت ہند قیصر کو مبارک ہو مدام

ان کی شاہی میں میں پاتا ہوں رفاہ روزگار

اے بسا آرزوہا کہ خاک شد

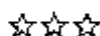
(براجین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ ۱۱۱، روحانی خزائن: ۱۴۲۶)

## وفاداری کا اعتراف

آئندہ صفحات میں سرکار انگریزی کی ان چٹھیا کاٹکس ہے جو اس وفادار خاندان کو لکھی گئیں۔ نیز ان کتب و رسائل کا نام بعد صفحہ نمبر درج ہے۔ جن میں بقول مرزا غلام احمد قادیانی سرکار کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

ملاحظہ ہو۔ (کتاب البریہ صفحہ ۹۷۲، روحانی خزائن: ۱۳/۹۷۲)

معذرت نہ۔ تلفظ سپیٹنگ اور معنی کی غلطی سے ہمیں معذور سمجھا جائے کیونکہ یہ نقل برطانیہ اصل ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا فرشتہ بھی غلّ غلّ تھا۔





کی نہیں مجھے، افسوس ہے کہ بہت سی باتیں ہیں مگر جو نہیں عورتیں چھپاتیں جو عورت سے  
چھپ چکی ہیں، انکی نقلیں ماشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

نقل مراد

(زین العابدین علیہ السلام)

۲۰۲۲

جمہوریہ شجاعت و مسیحیہ عزائم م تعلق  
رئیس قادیان محفل

عزیز شامشیر، دیوانی خدمات و قلم

خود و قاتل آن فرد بکلیت محسوس و اینجاست که ما

داقوب میرزا قزاق کہ چلے شکستہ خانہ میں شام اترتا ہے

دغل و حوک: سرکار انگریزی کا نام ہے۔

وفیکیشن ثابت قدم اندر دیدہ

حقوق مشجور اصل قابل قدر اند۔

پہنچا تسلی و شوق داریہ بیکر انگریز

حقوق و خدمات حساسه تیران کشفه مارا

پیرز فراموشش نخوا کرد۔ یہ تہ

مناسب بر حقوق و خدمات شما

فوری و توجہ کر (70) ہر شے پر باید مگر ہمیشہ

بمعاذہ و جان منشاء سرکار اگر چہ کی ہاں

کہ دریں امر خوشنودی سرکار دہلی دہلی

مستور است. خط

فرقہ: جوینستند و مقام: دہلی

Grant's of Cortez, Colo. 1882

2

Mirza Gulam Nurajan

Chair chief of Indian.

I have perused your application.

live reminding us of your and

your family's past services and

rights will arise that since the

introduction of the British

Get you and your family home

certainly remained devoted to

ful and steady subjects that

your night are really worthy.

of regard. In every respect you

may not assured and satisfied

that the British Govt. will recover

for get your family's rights and

services which all actions of the

consideration where a favor  
" " " " " " " "

... opportunity offers itself.

کے بعد میرا راجہ جتنی سیرز انعام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تمہوں کے  
گڈ پرفمنسنگ کا سرکار انگریزی کی فوج سے مفاد بنواؤ وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں

You must continue to be faith-  
ful and devoted subjects as  
in it lies the satisfaction of  
the Govt. and you well know.

11-6-1942 Lahore

### نقل مراسلہ

وزارت کسٹ صاحب بہادر کشنہ پور  
تبرہ و خدمات دستگاہ مرزا نظام مرثقی  
پیشکش و ایوان معارفہ۔

آج کا کام تمام منہ بند مستان ہو تو  
مشتہ اور ان نیا ہے رفاقت وغیرہ  
وہ دہری سرکار و تہہ انگلیہ صاحب  
نگاہداشت سواران بہر سانی اسپان  
خوبی ہند پور پیر پٹی اور شریا منہ  
سے آجک آپ دیل ۱۲ خود سرکار  
ہے اور بافت خوشنودی سرکار  
ہند پور دی اس خبر غامی اور غیر سنگل  
کی غامت مبلغ ۱۵ روپہ سرکار  
آپ کو عطا ہوئے اور بے نشانہ پیشکش

Translation of Mr Robert  
cust's Certificate.

To

Muzafghulam Murtaza  
Khan Chief of Khadass.

As you rendered great help in  
enlisting soldiers & supplying  
horses to Govt in the meeting  
of 1931 and maintained loyalty  
since its beginning up to  
date and thereby gained the  
favor of Govt a Kh. list with  
Proof is presented to you in  
recognition of good services

شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا تاہم  
سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

صاحب چیف کمشنر ہمدرد نیری ۷۷  
مورخہ ۱۸ اگست ۱۸۷۷ء پر روانہ ہوا  
باجلار خوشنودی سرکار کیلئے وفاداری  
بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔  
مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۷۷ء

نقل مراسلہ کا نشانہ شریف

مشفق ہریان دوستان مرزا غلام محمد  
رئیس رشتہ داران غفلت

بیک فضا ۱۲۰۲ء حال کا لکھا ہوا جو حضرت  
ابو سب میں گندار غلام محمد صاحب آپ کے  
والد کی وفات سے حکومت نسو بہار مرزا  
غلام محمد مرزا گھریز کا چچا خیر خواہ اور دانا  
برہمن ہیں جو آپ کی نانا کی لکھی ہوئی عزت و  
میں مع برتہا رہا ہے اور ان کی کمال حق جو کمال ہو  
داتو کے لکھے پر تباہی خاندان کی پیروی  
اور بھائی کا خیال ہے گا۔

المورخہ ۲۹ ستمبر ۱۸۷۷ء

مرزا مرزا برٹ: بھٹن صاحب ہمدرد  
نشانہ شریف

and as a reward for your loyalty  
It is given in accordance with  
the wish of Chief Commissioner  
as conveyed in his no. ۱۹۰۱  
August ۱۸ this person is ad-  
dressed to you as a token of satis-  
faction of Govt for your fidelity  
and repulse

In revelation of our Beloved Syer  
Law Financial Commr Murad

dy ۱۹ June ۱۸۷۸

My dear friend Ghalam Qadir  
I have perused your letter of the  
2nd instant deeply regret the  
death of your father Muzafar  
Muzlag who was a great well so-  
ber and faithful chief of Govt.  
In consideration of your family  
services, I will reward you with  
the same respect not that best wish  
on your loyal father I will keep in  
mind the restoration & welfare  
of your family when a favorable  
opportunity occurs.

برس کی مدت میں یہ قدرینے کتابیں تالیف کیں اُن سب میں سرکار انگریزی کی خدمت اور ہندوؤں کے لئے لوگوں کو ترغیب دہی اور جہاد کی ممانعت سکھانے میں نہایت بڑی تقریریں لکھیں۔ اور پھر نئے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جنکی چھپوائی اور اشاعت پر ہزاروں روپیہ خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عربی اور بلاد شام اور روم اور مصر اور ہندو اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں انہیں لکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت اُن کا اثر ہوگا کیا استدرازی کارروائی اور استدرد و روار مدت تک ایسے ضمن سے ضمن بنے جو ہمیں ہندوؤں کا دواور رکھنا ہو پھر میں پوچھتا ہوں کہ تو کچھ جتنے سرکار انگریزی کی امداد اور مدد سے جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترو سال تک پورے جوش سے پوری ہمت سے کام لیا کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسائل میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ اگر میں یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی بنی غیر خا سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں حرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ ہزار سترہ سال تک اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں بیٹھے یہ تحریریں لکھی ہیں اُن کتابوں کے نام سوائے نمبر صلوں کے یہ ہیں جنہیں سرکار انگریزی کی غیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے

| نمبر | نام کتاب                      | تاریخ طبع   | نمبر صفحہ   |
|------|-------------------------------|-------------|-------------|
| ۱    | برائین احمدیہ جلد سوم         | ستمبر ۱۸۸۰ء | الف سے ب تک |
| ۲    | برائین احمدیہ جلد چہارم       | ستمبر ۱۸۸۰ء | الف سے د تک |
| ۳    | آریہ دھرم دھرم دھرم دھرم دھرم | ستمبر ۱۸۸۰ء | ۵۷ سے ۶۰ تک |
| ۴    | اتھاس شالی آریہ دھرم          | ستمبر ۱۸۸۰ء | ۱ سے ۴ تک   |
| ۵    | درخواست شامل آریہ دھرم        | ستمبر ۱۸۸۰ء | ۶۱ سے ۶۲ تک |
| ۶    | خط دربارہ تو بیع دفعہ ۲۹۸     | دسمبر ۱۸۸۰ء | ۱ سے ۱۰ تک  |
| ۷    | آئینہ کنکلات اسلام            | فروری ۱۸۸۱ء | ۱ سے ۵۱ تک  |

|    |   |      |             |
|----|---|------|-------------|
| ۸  | فہرست حصہ اول (اعلان)                           | ۱۱۳۱ | ۲۳ سے ۵۴ تک |
| ۹  | شہادۃ القرآن (مؤلفین کے بعد کے متن)             | ۱۱۳۲ | ۲۳ سے ۵۴ تک |
| ۱۰ | نورالحی حصہ دوم                                 | ۱۱۳۱ | ۲۴ سے ۵۰ تک |
| ۱۱ | سر الخلافہ                                      | ۱۱۳۲ | ۵۱ سے ۷۲ تک |
| ۱۲ | اتمام الحج                                      | ۱۱۳۳ | ۲۵ سے ۲۷ تک |
| ۱۳ | تخاریج الشریعہ                                  | ۱۱۳۴ | ۲۸ سے ۴۲ تک |
| ۱۴ | تحفہ تبصرہ                                      | ۱۱۳۵ | ۴۳ سے ۵۴ تک |
| ۱۵ | ست سخن  | ۱۱۳۶ | ۵۵ سے ۵۷ تک |
| ۱۶ | انجامِ انتم                                     | ۱۱۳۷ | ۵۸ سے ۶۰ تک |
| ۱۷ | سراج منیر                                       | ۱۱۳۸ | ۶۱ سے ۷۲ تک |
| ۱۸ | تکمیل تہذیب معہ شرائط سعادت                     | ۱۱۳۹ | ۷۳ سے ۷۴ تک |
| ۱۹ | اشہار قابلِ توجہ نوینٹ او عام اعلیٰ کیلئے       | ۱۱۴۰ | ۷۵ سے ۷۶ تک |
| ۲۰ | اشہار دربارہ سفیر سلطانِ روم                    | ۱۱۴۱ | ۷۷ سے ۷۸ تک |
| ۲۱ | اشہار علیہ بابِ روشن جوئی بمقامِ قلوبین         | ۱۱۴۲ | ۷۹ سے ۸۰ تک |
| ۲۲ | اشہار علیہ فکرِ روشن جوئی حضرت قیصرِ عالمِ غنیا | ۱۱۴۳ | ۸۱ سے ۸۲ تک |
| ۲۳ | اشہار متعلق بزرگ                                | ۱۱۴۴ | ۸۳ سے ۸۴ تک |
| ۲۴ | اشہار لائقِ توجہ گورنمنٹ مسجدِ انگریزی          | ۱۱۴۵ | ۸۵ سے ۸۶ تک |

حرف ناقدانہ

بجواب

اک حرف ناصحانہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبی بعده. اما بعد!

قدیمی جماعت مذہب کے لبادہ میں ایک خالص سیاسی جماعت ہے اور اس ”پودے“ کو برطانوی استعمار نے اپنے مذموم مقاصد کی خاطر کاشت کیا تھا۔ اس جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی خاندانی روایت کے مطابق انگریز کی اطاعت کو فرض قرار دیا اور انگریزوں کی خوشنودی کی خاطر جہاد کو تمام قرار دیا۔ اور اس پر اس قدر استہزائیں تصنیف کیں کہ بقول اس کے پیاس انہاریاں ان سے بھر سکتی ہیں مرزا صاحب ان ”خدمات“ کے لیے تدریجاً مختلف مذہبی روپ دھارتے رہے۔ مبلغ اسلام مجددی مہدی مسیح موعود غلطی بروزی نبی اوتی نبی تشریحی نبی خود محمد رسول اللہ ﷺ ہونے بلکہ تمام انبیاء حتیٰ کہ محمد مصطفیٰ ﷺ سے بھی افضل ہونے اور تمام انبیاء کا بھی دعویٰ کر دیا اور اپنے نہ ماننے والوں کو نہ صرف کافرو جہنمی بلکہ کھریوں کی اولاد قرار دیا۔ اپنے مخالف مردوں کو خنزیر اور عورتوں کو کتوں جیسے ذریعہ القابات و خطبات سے نوازا۔ (حوالہ جات آئندہ صفحہ ۲ پر آ رہے ہیں)

غلام اسلام نے اولیٰ دن سے ہی ان کا تعاقب اور محاسبہ شروع کر دیا تھا اور انشاء اللہ یہ محاسبہ اس وقت تک جاری رہے گا۔ جب تک یہ تابع نہیں ہو جاتے۔ یا اپنے منطقی انجام کو نہیں پہنچ جاتے۔ ملک تقسیم ہونے کے بعد یہ اپنا مرکز ”قادیان“ جسے یہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے زیادہ مقدس سمجھتے ہیں چھوڑ کر پاکستان آ گئے اور ”ریوہ“ کے نام سے ایک علیحدہ مرکز قائم کر لیا۔ قادیانی جماعت کی کھلم کھانا ملک دشمنی اور اسلام سے بغاوت کے پیش نظر علماء نے سختی سے نوٹس لینا شروع کیا اور اس سلسلہ میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کی مشفقہ جدوجہد سے ۵۳ء اور ۵۴ء میں دو عظیم تحریکیں چاہوئیں جن کے نتیجہ میں ۷ ستمبر ۵۷ء کو قومی اسمبلی نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ غلام اسلام کے فترے اور فیصلہ کے مطابق

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ لیکن قادیانیوں نے اس آئینی فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا۔ اور مسلسل انیس سال سے وہ عمل طور پر کھلم کھلا قانون شکنی اور پاکستان سے اعلانیہ غداری اور بغاوت کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے مبنی برحق احتجاج اور دواویلا کے باوجود حکومت نہ صرف اپنے فرض منصبی سے غفلت برت کر خاموش تماشا بنی کا کردار ادا کر رہی ہے۔ بلکہ ان کو مزید ڈھیل دے رہی ہے۔

نوبل انعام یافتہ قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی بے حد بدیرائی اس سلسلہ میں سب سے زیادہ ٹھیکین جسارت ہے (جو اس حکومت کے ماتھے پر کلک ٹیکہ ہے) چنانچہ قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے بیانگ دہل کہا ہے کہ ہم اس فیصلہ کو تسلیم نہیں کرتے اور ۳۷ء کے آئین کے منسوخ کرانے کے درپے ہیں۔

قادیانیوں کا موجودہ سربراہ مرزا طاہر جب سے برسرِ اقتدار آیا ہے وہ اپنے اس ناپاک منصوبہ کی تکمیل کے لیے ملک میں مسلسل تحریکی کارروائیاں کروا رہا ہے۔ جس کی داستان طویل بھی ہے اور دردناک بھی۔ ان حالات کے پیش نظر علماء کرام متحد ہو کر میدان میں آئے اور حکومت کے سامنے مندرجہ ذیل مطالبے رکھے۔

(۱) ... قادیانیوں سے آئین کی پابندی کرائی جائے جب وہ غیر مسلم ہیں تو ان کے لیے مسلمانوں والی اصطلاحات اور سلامی اشعار کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے اور قادیانیوں کو گلی دی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

(۲) ... اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات جن میں مرتد کی شرعی سزا کا نفاذ بھی ہے پر عمل کیا جائے۔ علماء کرام کی اس تحریک سے قادیانیوں کی بوکھلاہٹ ایک فطری عمل تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایک پمفلٹ "اک حرف ناصحانہ" کے نام سے چھپوا کر راتوں رات لاکھوں کی تعداد میں پورے ملک میں تقسیم کیا۔ جس میں اپنے آپ کو بڑا مظلوم ظاہر کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو کئی طرح سے مغالطے دینے کی کوشش کی گئی اور بڑی جرات و جسارت سے آنکھنی ترسیم کے خلاف اپنے مسلمان ہونے پر اصرار کیا۔ اور



اسلام کی وہ مقدس اصطلاحات جو دس ستمبر ۱۹۸۰ء کو ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے ممنوع ہو چکی ہیں ان کو نہ صرف استعمال کر کے قانون شکنی کا مظاہرہ کیا بلکہ ان پر اصرار بھی کیا کہ یہ ہمارا حق ہے اور ہمیں اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔

اس پمفلٹ سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہوئے اور ان کا خطرہ اب و بے چینی کی ایک لہر دوڑ گئی جگہ جگہ ان کے خلاف احتجاج ہوا۔ اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کی قانون شکنی اور آئین سے بغاوت کا فوری نوٹس لے۔ امید ہے کہ حکومت اسے ضبط کر کے فوری طور پر ان کے خلاف قانونی کارروائی کرے گی۔

ان کے دجل و فریب کا پردہ چاک کرنے کے لیے یہ چند سطور ”حرفِ باقدانہ“ کے نام سے اسی ”ایک حرفِ باصحانہ“ کا مختصر جواب ہے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں پر اصل حقیقت واضح ہو جائے۔ مرزائیوں کے اس پمفلٹ کا مقصد اور لب لباب یہ ہے کہ علماء اسلام نے اپنے جائز مطالبات منظور نہ ہونے کی صورت میں ۳۰ اپریل کو مرزائیوں کی عبادت گاہوں کو گرا دینے کا سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق جو فیصلہ کیا ہے اس کے خلاف اویلا مچا کر مسلمانوں کی غیرت کو سلا دینے کی کوشش کی جائے۔ اور علماء کا ساتھ دینے سے باز رکھا جائے۔

”اک حرفِ باصحانہ“ جس کے مصنف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے سید عبدالحی صاحب نے شائع کیا ہے ظاہر ہے کہ جب ان کے مرکز سے شائع ہوا ہے اور مصنف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا تو یہ پمفلٹ ان کی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی طرف سے ہے اور اس کی تمام مندرجات کا وہی ذمہ دار ہے۔ حکومت پاکستان جو آئے دن مرزائیوں کے متعلق مختلف بیانات دے رہی ہے۔ اس کی طرف سے اس پمفلٹ کو اب تک ضبط نہ کرنا اور اس کے ذمہ داروں کو قانون کے شکنجے میں نہ کسنا بہترین قسم کی ڈھٹائی ہے جس کے لیے کوئی وجہ جواز پیش نہیں کی جاسکتی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

## گزارش احوال واقعی

حرف ناقدانہ:-

قادیانیوں کے پمفلٹ ”آک حرف ناصحانہ“ کے جواب میں انتہائی غلٹ میں اس وقت سپرد قلم کیا گیا تھا جب ۸۴ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران قادیانیوں نے ایک منصوبے کے تحت پورے ملک میں ایک ہی رات میں لاکھوں کی تعداد میں ”ایک حرف ناصحانہ“ نامی پمفلٹ تقسیم کر کے پورے ملک میں بے چینی پیدا کردی تھی ان کا یہ زعم باطل تھا کہ وہ اس پمفلٹ کے ذریعہ مسلمانوں کو گمراہ کر کے تحریک ختم نبوت کو سبب اثر کر دیں گے۔ اس لیے ضروری تھا کہ فوری طور پر اس کا فوٹس لیا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی مسلمان ان کے گمراہ کن پروپیگنڈ سے متاثر نہ ہو۔ لہذا راتوں بیچ ”حرف ناقدانہ“ کے نام پر یہ مختصر جواب تحریر کر کے شائع کر دیا گیا۔ ورنہ اس پر تفصیلاً بہت کچھ لکھنے کی گنجائش تھی۔ الحمد للہ کہ تحریک کامیاب ہوئی اور اسی تحریک کے نتیجے میں الٹی میٹم سے تین دن قبل ۲۷۔ اپریل ۱۹۸۴ء کو جنرل محمد ضیاء الحق شہید مرحوم نے امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کر کے قادیانیت کے تابوت میں ایک اور کیل ٹھونک دی۔ جس کے بعد قادیانی سربراہ مرزا طاہر ملک سے بھاگ کر لندن اپنے اصلی شہر میں جا کر پناہ گزریں ہو اور ایسا گیا کہ اب اس کا جنازہ بھی انشاء اللہ پاکستان نہیں آئے گا۔ اس نے خود ایک خطبہ میں یہ اعلان کیا کہ جب تک یہ آرڈیننس موجود ہے میں یا ہماری جماعت کا کوئی سربراہ پاکستان میں نہیں رہ سکتا۔ پاکستان کی کوئی بھی حکومت اس آرڈیننس کو ختم کرنے یا اس میں قادیانیوں کے حق میں کسی قسم کی ترمیم کرنے کی جرات نہیں کر سکتی۔ اس آرڈیننس کے ذریعہ ہمارے بہت سے مطالبات مانے گئے۔ اب چند ایک ہاتی ہیں وہ بھی انشاء اللہ دیگر مطالبات کی طرح پورے ہو کر رہیں گے اور قادیانی فتنہ اپنے انجام کو پہنچ کر رہے گا

آرڈیننس کے نفاذ کے بعد بھی پمفلٹ کی افادیت اپنی جگہ پر باقی ہے کیونکہ قادیانی آرڈیننس کے نفاذ سے قبل جو مخالفے اور صو سے پیدا کر رہے تھے وہی آرڈیننس کے نفاذ کے بعد بھی وہ پیش کرتے رہتے ہیں اسی فائدہ کے پیش نظر اس رسالہ کو بھی مستقل اشاعت میں شامل کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں اور ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

منظور احمد چشتی

پرنسپل ادارہ مرکز یہ دعوت و ارشاد چشتی پاکستان

”اک حرف ناصحانہ“ کا علمی و تحقیقی جائزہ

صفحہ نمبر ۳ پیش لفظ کی ابتداء:-

”یہ ایک حیران کن نوادر ہے کہ وطن عزیز پاکستان کو جب بھی سیاسی عدم استحکام اور اندرونی و بیرونی خطرات کا سامنا ہوتا ہے تو ایک مخصوص طبقہ علماء جو زیادہ تر جمعیت علماء پاکستان (پاکستان نہیں) ”اسلام“ (ناقل) احزابی گروپ سے تعلق رکھتا ہے ملک کی توجہ حاصل اور حقیقی خطرات سے ہٹا کر جماعت احمدیہ کی طرف منعطف کرنے کی بھرپور کوشش شروع کر دیتا ہے۔“ اور صفحہ ۵ پر ہے:-

”احمدیوں کو قوم وطن اور اسلام کا غدار قرار دیا جا رہا ہے۔“

الجواب:- وطن عزیز کا جب بھی اندرونی و بیرونی خطرات کا سامنا ہو تو ہر محب وطن کا فرض ہے کہ حکومت کو ان خطرناک دشمنوں سے خبردار کرے جو ملک و ملت کے غدار ہوں۔

قادیانی جماعت ملک اور اسلام دونوں کی غدار ہے (علامہ اقبال)

ان کی ملک دشمنی اسلام دشمنی سے بھی زیادہ واضح ہے اسلام کے بدترین دشمن اسرائیل سے ان کے مراسم و روابط ڈھکے چھپے نہیں۔ پاکستان کے بدترین دشمن انڈیا کے یہ سب سے بڑے جاسوس ہیں۔

پاکستان کی نسبت ان کی تمام تر عقیدت و محبت انڈیا کے ساتھ ہے کیونکہ اس میں ان کے ”عینی“ امام احمد قادیانی کا مولد و دفن قادیان موجود ہے جو ان کے نزدیک مکہ اور مدینہ سے زیادہ مقدس ہے پھر مرزا بشیر الدین محمود کی پیش گوئی ”اکھنڈ ہندوستان“ اور یہ کہ پاکستان کا وجود عارضی ہے اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد اکھنڈ ہندوستان بنے (الفصل ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

تمام قادیانی اپنے امام کی پیش گوئی کو پورا کرنے کے لیے سر دھڑکی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ پاکستان کو انہوں نے اپنا ملک ہی نہیں تسلیم کیا۔ اسی لیے تو ربوہ کے قبرستان میں اپنی نعشیں بطور امانت دفن کراتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بننے پر ان کو قادیان منتقل کیا جائے گا۔ ”بہشتی مقبرہ ربوہ“ میں مرزا بشیر الدین محمود کی یہ وصیت آج بھی لکھی ہوئی موجود ہے کیا کسی اور پاکستانی کو بھی ایسی وصیت ہے کہ ہمیں ہندوستان لے جا کر دفن کیا جائے؟ اس لیے ہر محب وطن کا فرض ہے کہ وطن عزیز کو جب خطرات کا سامنا ہو تو ان مارا ستیم لوگوں سے حکومت کو خبردار کرے۔ اس میں احراری علماء کو اگرچہ اولیت کا شرف حاصل ہے۔ لیکن علماء کی مجلس عمل میں ہر مکتب فکر کے علماء شامل ہوتے ہیں پوری قوم ملک و ملت کے ان عداروں کے خلاف کھڑی ہو جاتی ہے۔

صفحہ نمبر ۶۵ پر تحریر کرتے ہیں۔

”اہماریوں کے خلاف کھلم کھلا قتل و غارت کی تلقین کی جا رہی ہے۔ ان کے اموال لوٹنے کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ ان کے شہری حقوق اور مذہبی آزادی کو سلب کرنے کے مشورے دیے جا رہے ہیں“

الجواب:- یہ جھوٹ اور بہتان عظیم ہے صرف حکومت سے مطالبہ ہے کہ قادیانی اگر پاکستان کے باشندے ہیں تو ان سے آئین پاکستان کی پابندی کرائیں۔ یہ آئین کی رو سے غیر مسلم ہیں۔ یہ اپنے آپ کو مسلمان نہ کہیں۔ اسلامی اصطلاحات استعمال نہ کریں۔ اگر ۳۰ اپریل تک مجلس عمل کے جائز مطالبات تسلیم نہ کئے گئے۔ تو سنت نبوی ﷺ کے مطابق ان غیر مسلموں (مرزائیوں) کی عبادت گاہیں جو مسجدوں کے نام سے دھوکہ کا سبب بنتی ہیں وہ مسمار کر دی جائیں گی۔ قتل و غارت کی نہ ترغیب

ہے اور نہ ہی کوئی پروگرام۔ (صفحہ نمبر ۸ پر ہے۔)

”اسلام شرف انسانیت اور آزادیِ ضمیر کا علمبردار ہے۔ اسلام آزادیِ ضمیر، حریتِ فکر اور مذہبی رواداری کا اس شدت سے داعی ہے کہ اس کی نظیر دیگر مذاہب میں نہیں ملتی۔ پس زیرِ نظر مطالبہ اسلام کے نام پر پیش کرنا یقیناً اسلام کی تعلیم کے صریحاً خلاف ہے“

الجواب:- بلاشبہ اسلام آزادیِ ضمیر اور حریتِ فکر کا داعی ہے کسی غیر مسلم کو جبر واکراہ کے ذریعے زبردستی اسلام میں داخل کرنے کی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے لا اکراه فی الدین اسے اپنے مذہب کے مطابق اپنی مذہبی رسومات ادا کرنے میں مکمل آزادی ہے۔ لیکن جو شخص اپنی پسند اور خوشی سے اسلام قبول کرے گا یا اسلام کا دعوے کرے گا۔ اسے اسلام کے تمام نظریات و عقائد اور احکام کی پوری پابندی کرنا پڑے گی۔ وہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنی من مانی نہیں کر سکتا۔ چوری کرے گا تو ہاتھ کنٹیں گے زنا کرے گا تو سنگسار ہوگا۔ آزادیِ ضمیر کی بنا پر کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام سمجھے گا۔ مثلاً آزادیِ ضمیر کی بنا پر ماں بہن بیٹی سے نکاح کو حلال سمجھے گا تو اسے مرتد قرار دے کر قتل کر دیں گے۔

ضروریاتِ دین اور اسلامی عقائد میں سے کسی کا انکار کرے گا۔ تو مرتد ہو جائے گا اور واجبِ القتل ہوگا۔ آزادیِ ضمیر کا یہ مطلب آپ نے کہاں سے لے لیا کہ اسلام کا دعویدار جو چاہے کرتا پھرے اس کو کچھ نہ کہا جائے۔ اس سے اسلامی احکام کی پابندی کرائی جائے گی خلافِ ورزی کی صورت میں اس کے مطابق سزا ملے گی اگر آزادیِ ضمیر کا مطلب آپ یہی لیتے ہیں تو آزادیِ ضمیر کے علمبردار غیبر اسلام رحمۃ الماحلین علیہ کے پہلے رحیم و کریم نرم و خلیفہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمہ کذاب اور اس کے بانیس ہزار متبعین کو کیوں قتل کیا؟

پھر آزادیِ ضمیر کے اسی علمبردار غیبر علیہ السلام نے منافقوں کی مسجد ضرار کو آگ لگا کر کیوں مسمار کرایا؟ اس مسجد کا نام مسجد ضرار خود اللہ تعالیٰ نے رکھا۔ (سورۃ توبہ) اور نبی کریم ﷺ نے تفریقِ بین المسلمین اور

کفر و نفاق کے اس اڈے کو نیست و نابود کر دیا۔ حالانکہ وہ بھی مرزائیوں کی طرح کلمہ شہادت پڑھتے تھے۔ نمازیں ادا کرتے تھے اور مسلمان ہونے کے مدعی تھے۔ علماء اسلام کا مطالبہ اسلام کی تعلیم و سنت نبوی کے عین مطابق ہے۔

صفحہ ۸ پر چند سوال ہیں:-

(الف) احمدی اگر غیر مسلم ہیں تو پھر احمدی کا مذہب آخر کیا ہے؟ (ب) احمدی کا مذہب جمہوری اکثریت تجویز کرے گی یا احمدی کو خود اپنے مذہب کی تعیین کا حق ہے؟

(ج) اگر احمدی کا مذہب کسی غیر احمدی مذہب نے تجویز کرنا ہے تو کیا احمدی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس مجوزہ مذہب کو تسلیم کرنے سے انکار کر دے؟

الجواب:- (قرآن و حدیث کی روشنی میں)

حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کسی کذاب کو نبی ماننے والے غیر مسلم و مرتد ہوتے ہیں۔ ”احمدی“ کوئی مذہب نہیں۔ یہ مرتدوں اور باغیوں کا ایک گروہ ہے۔ جب تک جی تو بہ نہ کریں اس وقت تک کسی اسلامی ملک میں رہنے کے مستحق نہیں ہیں ہم آپ کے مذہب کا نام ہرگز ہرگز تجویز نہیں کرتے ہمارا تو بس اتنا مطالبہ ہے کہ آپ اپنے مذہب کا نام اسلام نہیں رکھ سکتے۔ یہ ہمارے مذہب کا نام ہے جس طرح یہودی یا عیسائی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہا سکتے اسی طرح آپ بھی مسلمان نہیں کہا سکتے اپنے مذہب کا نام اسلام کے علاوہ جو چاہے رکھ لیجیے۔ قادیانی صرف پاکستان کی موجودہ جمہوری اکثریت کے نزدیک ہی کافر نہیں بلکہ پوری امت مسلمہ اقلیت و اجماع سے ان کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کی جا چکی ہے اور حکومت پاکستان پوری بحث و تحقیق کے بعد علماء اسلام کے فیصلہ کے مطابق انہیں آئینی اور قانونی طور پر کافر قرار دے چکی ہے اب اس فیصلہ سے انکار ملکی آئین کی سرینجا بخلوت ہے۔ اور اس کی مرزا بھی قتل ہے۔

صفحہ ۱۱

آئین پاکستان میں آرٹیکل نمبر ۲۰ کو شامل کیا گیا ہے۔ اس آرٹیکل کی رو سے ہر پاکستانی شہری کو یہ

حق حاصل ہے کہ وہ جو بھی عقیدہ دہرندہ ہب رکھے اس کا پر ملا اظہار کرے اور اس کی تبلیغ کرے! الجواب :- بلاشبہ اس آئینہ کی رو سے ہر مذہب والے کو آزادی ہے۔ لیکن آئین نے جو اس کا مذہب متعین کیا ہے اسی کے مطابق اسے آزادی ہوگی۔ آپ آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم کافر ہیں۔ آپ اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے پیش نہیں کر سکتے ورنہ تو مسلمان اپنے حقوق کا یہ دستمال اور شعار اسلام کی یہ بے حرمتی کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے اور یہ تلکی آئین سے کھلم کھلا بغاوت ہے۔

ہندو عیسائی پارسی ان تینوں کے عقائد بلاشبہ اسلام کے خلاف ہیں۔ اور یہ غیر مسلم ہیں لیکن وہ اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہتے اور نہ ہی اسلامی اصطلاحات استعمال کر کے کسی قسم کے دھوکے اور تلبیس کا باعث بنتے ہیں۔ لہذا انہیں اپنے آئینی مذہب کے مطابق ہر قسم کی آزادی ہے۔ اگر اسلامی تعلیمات پسند ہوں تو بے شک ان پر عمل کریں لیکن جب تک وہ اسلام میں پورے پورے داخل نہ ہو جائیں اس وقت تک ان کو بعض اسلامی اعمال اختیار کرنے کی وجہ سے مسلمان کہلانے کی ہرگز اجازت نہیں ہوگی۔

صفحہ ۲۲

”خواہ آپ کسی کو مسلم کہیں یا غیر مسلم کافر کہیں یا غیر کافر۔ قرآن کریم پر ایمان لانے سے تو آپ کسی قیمت پر استے روک نہیں سکتے۔ خود قرآن کریم یہ حق استے دیتا ہے جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے۔“

الجواب :- ہم تو ساری دنیا کو قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں کسی کو کون روک سکتا ہے۔ ہاں اگر روکتے ہیں تو اس سے کہ قرآن پاک کی من مانی تحریف کی جائے۔

جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو اس کے معانی و مفہوم وہی لینے ہوں گے جس پر چودہ سو سال سے امت متفق چلی آتی ہے۔ ”خاتم النبیین“ کا معنی ”نبوت جاری ہے“ اور مرزا غلام احمد حضور کے بعد نبی ہیں۔ رفع اور حیات مسیح کا یہ معنی کہ وہ دن ہو کر کشمیر میں فوت ہو چکے ہیں۔ عیسیٰ بن مریم جو بغیر

باپ اللہ تعالیٰ کے کی قدرت سے پیدا ہوئے۔ اس کا معنی کہ ان کا باپ یوسف نجار تھا اور اہل عبادۃ باللہ ملی مریم کی مشقی یوسف نجار سے ہوئی تھی اور قبل از نکاح وہ مشقی کے دوران حاملہ ہو گئی تھیں۔ ان تحریفات و کفریات کی کسی کو اجازت نہیں دی جاسکتی۔

صفحہ ۲۳۳

اسلامی شعائر اگر غیر بھی اپنائیں تو کسی مسلمان کی دل آزاری نہیں ہو سکتی اگر ایک مذہب کے شعائر دوسرے مذہب والوں کے اپنانے سے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکے گا احتمال ہو تو سب سے پہلے اس قسم کا مطالبہ یہودی پیش کرتے جو مسلمانوں کے دل و جان سے دشمن ہیں۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ختنہ کرنا حلال گوشت کھانا، واژمی رکھنا یہ یہودی مذہب کے شعائر تھے اور ہیں جنہیں مسلمانوں نے بھی اپنایا ہے۔ کیا اسی قسم کا مطالبہ یہودی نہیں کر سکتے؟

الجواب:- ”ہر عقل و دانش بایہ گریست“۔۔۔ افسوس قادیانیوں کے علم و دانش پر کہ مرزا قادیانی مراقی کی محبت میں اس قدر مغلوب ہیں کہ نہ تو وہ شعائر کو جانتے ہیں کہ شعائر کسے کہتے ہیں اور نہ یہ خبر کہ ختنہ کرنا حلال گوشت کھانا، واژمی رکھنا یہ یہودی مذہب کے شعائر میں سے نہیں۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی سنتوں میں سے ہیں جن پر ابراہیم رضی اللہ عنہ کے تمام ماننے والے عمل پیرا ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل مشرکین مکہ جو اپنے آپ کو مذہب ابراہیمی پر کہتے ہیں۔ ان سنتوں پر وہ عمل کرتے تھے۔ یہ یہودی مذہب کے مختص شعائر میں سے نہیں۔

شعائر و شعائر جو کسی قوم یا مذہب کے مختص علامات ہوتے ہیں جیسے عیسائیوں کی صلیب۔ گرجا ان کا مذہبی شعار ہے۔ ہندوؤں کے مندر ان کے سر پر چوٹی۔ سکھوں کے گوراوارے، کیسے، سڑا وغیرہ۔ بہر حال اسلام اپنے مختص شعائر کے استعمال کی غیر مسلموں کو اجازت نہیں دیتا۔ تاکہ مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز قائم رہے۔ آخر میں ”حرف نامہ سماعت“ کے مؤلف نے اسلام کی بعض خاص اصطلاحات کو اپنے لیے استعمال کرنے کے جواز میں بڑے عم خود چند دلائل پیش کیے ہیں۔ جس میں اپنی روایتی بددیانتی اور نالیس



سے پورا پورا کام لیا ہے۔

صفحہ ۴۴

نبی اور رسول:-

”نبی اور رسول کی اصطلاحات عیسائی عام استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ نہ مسلمان ہیں اور نہ اسلام کو چاند بھبھو تصور کرتے ہیں لیکن احمدی تو قرآن و سنت کے سوا کسی اور شریعت پر ایمان ہی نہیں رکھتے۔

الجواب:-

عیسائی غیر مسلم اور باطل پر ہونے کے باوجود نبی اور رسول کا استعمال اللہ تعالیٰ کے سچے نبیوں اور رسولوں پر کرتے ہیں جو حضور محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہو چکے ہیں جیسے حضرت موسیٰ، حضرت یحییٰ، حضرت زکریا، حضرت شعیب، حضرت صالح، حضرت ہود، حضرت اسماعیل، حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ۔

لیکن تم حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کو جو حضور اکرم ﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق کذاب و جال کافر مرتد اور واجب القتل ہے اس پر نبی و رسول کا پاکیزہ و مقدس لفظ استعمال کر کے تو جن رسالت کا ارتکاب کرتے ہو۔ عیسائیوں میں اور تم میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ وہ بچوں کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں جو حقیقتاً نبی اور رسول ہیں تم ایک کذاب و جال کے لیے استعمال کرتے ہو۔

صفحہ ۴۵

علیہ السلام:-

علیہ السلام ایک دعا ہے اور یہ کہنا کہ یہ صرف انبیاء کرام کے لیے ہی مختص ہے۔ اس لیے درست

نہیں کہ نماز کے اندر بے عمل مسلمان اقلیت میں بیٹھ کر السلام علیک ایہا النبی... السلام علینا پڑھتا ہے۔ شیعہ غیر نبی آمد کے لیے پڑھتے ہیں۔ اسی طرح اسلامی کتب میں غیر انبیاء پر رضی اللہ عنہ کہا گیا۔ جیسا کہ فتویٰ عزیزیہ وغیرہ۔

الجواب:- غیر انبیاء پر "رضی اللہ عنہ" کے استعمال میں اگرچہ سلف میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض حضرات غائب کے صیغہ کے ساتھ غیر انبیاء پر بھی جائز سمجھتے ہیں اور بعض ناجائز سمجھتے ہیں۔ لیکن "عالیہ الصلوٰۃ والسلام" یہ دونوں لفظ اصالتاً صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔ آپ کے تابع ہو کر تو کسی پر بولا جاسکتا ہے۔ جیسے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم لیکن غیر نبی پر مستقلاً یہ دونوں لفظ استعمال نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر جلد ۳ صفحہ ۵۱۶ پر اس کو تصریح کی دی ہے۔

آپ اوف۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے "عالیہ الصلوٰۃ والسلام" دونوں لفظ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ سیراج الحق نعمانی مرزا قادیانی کے مرید نے اپنی کتاب تذکرۃ المہدی ص ۴ کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان کے نام کے ساتھ "صلوٰۃ والسلام" دونوں لفظ کہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے ہیں کہاں "عالیہ السلام" کا کسی ایک مسلمان بزرگ پر بولا جاتا ہے اور کہاں ایک کذاب و جال مرتد جو شرعاً واجب القتل ہو اس پر "عالیہ الصلوٰۃ والسلام" کی مقدس اصطلاح جو صرف اور صرف حضور خاتم الانبیاء ﷺ پر بولی جاسکتی ہو اس کا استعمال کرتا۔

"پس تقویٰ راہ از کجاست تا نیکیا"

اگر علیہ السلام محض دعا ہے اور ہر ایک پر بولا جاسکتا ہے تو آپ بھی علیہ السلام کا استعمال مرزا قادیانی کے علاوہ بشیر اللہ بن محمود مرزا نصریہ مرزا طاہر یا سرفکر اللہ وغیرہ کسی کے نام کے ساتھ کیوں نہیں کرتے۔ اگر یہ محض دعا ہے اور نبی کے ساتھ خاص نہیں تو آپ غلام احمد قادیانی کے علاوہ اس کا استعمال دوسروں پر کیوں نہیں کرتے؟

## صحابی

”لفظ صحابی کا جہاں تک تعلق ہے۔ یہ لفظ صحابی یا اصحاب بلاشبہ ان خوش بخت بزرگان کے متعلق بھی دلا جاتا ہے جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی بابرکت صحبت پائی۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ لفظ صرف اس معنی تک محدود ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ”عیسیٰ بنی اللہ و اصحابہ“ کہا۔ قرآن پاک نے اصحاب الدہف، اصحاب الفیل، اصحاب الیمین، اصحاب الشمال، بہت سے مقامات پر اضافت کے ساتھ ہی اس کراؤ بوتا ہے۔ ہماری چونکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی جی کی آمد کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد غنی تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھیوں کے لیے صحابہ کا لفظ استعمال کرنا اسلامی تعلیمات اور احمدیہ عقیدے کے مطابق ان کے لیے لازمی ہے اور انہیں ہرگز اپنے عقیدے کے خلاف عمل پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔“

## الجواب: لفظ صحابی اور صحابہ کی تحقیق:

اصحاب اور صحابہ دونوں صاحب کی جمع ہیں۔ صاحب سہمی کو کہتے ہیں لیکن صحابہ صرف آنحضرت ﷺ کے ساتھیوں کے ساتھ خاص ہو گیا ہے۔ جنہوں نے آپ کو ایمان کی حالت میں دیکھا اور اسی حالت پر وفات پائی وہ صحابہ کہلاتے ہیں۔

صحابی: اس کا واحد ہے جو صحابہ کی طرف منسوب ہے۔۔۔۔۔ اور یہ لفظ ہر کسی کے ساتھی پر نہیں بولا جاتا۔ صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھی پر بولا جاتا ہے اور کسی کے ساتھی کو صحابی نہیں کہا جاسکتا۔ حتیٰ کہ صحابی کے ساتھی کے لیے مخصوص اصطلاح تابعی کی ہے۔

صحابہ کے معنی پر ہمیت غالب آچکی ہے۔ اب یہ لفظ حضور ﷺ کے رفقاء کے لیے بطور علم اور نام بولا جاتا ہے جو اور کسی پر استعمال نہیں ہو سکتا۔

اصحاب کا لفظ عام ہے۔ اس کا معنی اپنے مضامین الیہ سے متعین ہوگا جیسا کہ قرآن و حدیث کے

استعمال سے اس کی وضاحت ہو رہی ہے۔ اصحاب الجنہ بھی ہیں اور اصحاب النار بھی۔ اصحاب الرسول بھی ہیں اور اصحاب الاخلود بھی اور اصحاب الشیاطین بھی جیسے اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطان۔

”حرف نامحانہ“ کا مولف ویدہ دانستہ تلمیذ سے کام لیتے ہوئے صحابی یا اصحاب لکھ کر دونوں کو ہم معنی بنا کر دجل سے کام لیتا ہے کہ صحابی یا اصحاب کے لفظ کو مکمل مفہوم اپنے مضاف الیہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ کہا جاتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے یوں فرمایا۔ ایک صحابی جار ہے تھے انہوں نے یوں فرمایا۔ ابنت صحابہ اور اصحاب کا مفہوم بغیر مضاف الیہ متعین نہیں ہوتا۔ کہنا پڑے گا کہ اصحاب رسول ﷺ نے یوں فرمایا۔ صحابی اور صحابہ کا لفظ رسول کریم ﷺ کے ”ان خوش بخت ساتھیوں پر بھی نہیں“ بلکہ ان ہی پر بولا جائے گا۔ جنہوں نے حالت ایمان میں آپ کی محبت پائی۔ اہل لغت نے اسی کے مطابق تصریح کی ہے دیکھیے لغت کی مشہور کتاب ”المتجدد“ ص ۵۵۷

الصحابہ وہ بزرگ حضرات جن کو آنحضرت ﷺ کا دیدار اور آپ کی صحبت نصیب ہوئی اور ایمان لائے اور پھر ایمان ہی پر ان کا خاتمہ بھی ہوا۔

الصحابی صحابہ کی طرف منسوب۔ ایک صحابی

الصحابہ بالفتح۔ اصحاب النبی وقد غلبت علیہم حتی صارت کالعلم لہم۔

یعنی زیر کے ساتھ نبی ﷺ کے ساتھیوں کو کہتے ہیں۔ ان پر وصفی نام غالب آچکا ہے۔ اب یہ نبی ﷺ کے ساتھیوں کا علم یعنی نامین چکا ہے۔

الصحابی: منسوب الی الصحابہ مصدر او جمعا و انما نسب الیہ وهو

جمع لانہ صار کلہم، وعند مسلمین من رای بنیہم وطالت صحبہ معہ

وان لم یرو عنہ وقیل وانما لم تطل صحبہ اقرب الموارد ص نمبر ۲۳۳

یعنی لفظ صحابی لفظ صحابہ کی طرف منسوب ہے جو مصدر جمع ہے اور یہ نسبت اس لیے کی گئی

ہے کہ یہ علم بن چکا ہے۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کا نام) اور مسلمانوں کے نزدیک صحابی اسے کہتے ہیں جس نے ان کے نبی کو دیکھا ہو اور آپ کے ساتھ لمبا عرصہ رہا ہو۔ اگرچہ آپ سے کوئی روایت نہ کی ہو اور بعض نے کہا کہ لمبی صحبت کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔

بہر حال یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ صحابی نبی کے ساتھی کو کہا جاتا ہے۔ آپ لوگ خود مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کو صحابہ اور صحابی اور پھر ان کے ساتھیوں کو تابعی کہتے ہیں۔ مرزا بشیر اللہ مین اور مرزا ناصر کے ساتھیوں کو صحابی نہیں کہتے بلکہ تابعی کہتے ہیں جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ صحابی نبی کا ساتھی ہوتا ہے ہر کسی کے ساتھی کو صحابی اور صحابہ نہیں کہا جاسکتا۔ اصحابِ مہربان کے ہو سکتے ہیں۔ صفحہ ۲

## ام المؤمنین

”اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ اصطلاح آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ لیکن بایں ہمہ اس لفظ کا استعمال دیگر بزرگِ نواہین کے لیے بھی اس اسلامی لٹریچر سے ثابت ہوتا ہے۔“

اجواب: آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے لیے امہات المؤمنین کی اصطلاح قرآن کریم کی نص قطعی ہے۔ اور یہ لفظ حضور اکرم ﷺ کی ازواج کے علاوہ کسی دیگر خاتون پر نہیں بونا جاسکتا۔ اگر کہیں کسی نے استعمال کیا ہے تو وہ غلط ہے۔ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو ہا اتفاق امت میں افضل ہیں اور حضور اکرم ﷺ کے پہلے جانشین ہیں۔ ان کی بیوی کو امت میں کسی نے ام المؤمنین نہیں کہا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیوی فاطمہ الزہرا جو حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کی ماں ہے۔ جنت کی عورتوں کی سردار ہے انہیں کسی نے ام المؤمنین کا خطاب نہیں دیا۔ تو حضرت حیران پیر کی والدہ یا کسی کی خادمہ کے لیے ام المؤمنین کہا کہاں صحیح ہوگا؟ اگر نبی کی بیوی کے علاوہ بھی کسی اور کو ام المؤمنین کہا جائز ہوتا تو

قادیانی بھی حکیم نور الدین مرزا قادیانی کے پہلے جانشین یا مرزا بشیر الدین مرزا کے بیٹے یا کسی اور قادیانی کی بیوی یا بیٹی کو ام المومنین کا خطاب دیتے۔ حالانکہ قادیانی بھی صرف مرزا قادیانی کی بیوی ہی کو ام المومنین کہتے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو وہ نبی مانتے ہیں۔ نبی امت کا روحانی باپ اور نبی کی بیوی امت کی روحانی ماں ہوتی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ام المومنین نبی کی بیوی ہی کو کہا جاسکتا ہے کسی اور عورت کو نہیں۔

حرفِ ناصحانہ کے مؤلف نے ”گلدستہ کرامات“ ترجمہ ”تذکرہ غوثیہ“ کا حوالہ دیا ہے۔ گلِ دستہ کرامات ہمیں دستیاب نہیں ہوئی تاکہ قادیانی دیانت کا پتہ چلا یا جاتا البتہ ”تذکرہ غوثیہ“ میں تلاش کے باوجود ہمیں حوالہ نہیں ملا۔ کتاب سیر الاولیاء مصنف حضرت محمد بن مبارک کرمانی میں خواجہ فرید شکر خج سے اپنے خلیفہ جمال الدین ہانسوی کی خادمہ کے لیے ”ام المومنین“ کا خطاب نہیں ہے۔ البتہ اس میں ”مادر مومنین“ کا لفظ آیا ہے۔ جس کا اک ”حرفِ ناصحانہ“ کے مؤلف نے بڑی چالاکی سے اپنے پاس سے ”ام المومنین“ ترجمہ کر لیا ہے۔

”ام المومنین“ ایک خاص اصطلاحی لقب ہے۔ بھلا آپ اردو عبارت میں مرزا قادیانی کی بیوی کے لیے ”مومنین کی ماں“ کیوں نہیں لکھتے۔ ”ام المومنین“ عربی لفظ کیوں استعمال کرتے ہو۔ اسی طرح ”مادر ملت“ اور ام المومنین میں بھی یہی فرق ہے۔ پھر مرزا قادیانی کا فردِ مرتد ہے۔ اس کے تمام قہمین قانوناً اور شرعاً کا فردِ مرتد ہیں۔ اس کی بیوی ام المومنین کیسے ہو سکتی ہے؟ وہ تو ام الکافرین یا ام المرتدین یا ام المرتدین کہلا سکتی ہے۔

جب آپ مرزا قادیانی کی بیوی کے لیے ”ام المومنین“ کا خطاب استعمال کریں گے تو وہ تمام مومنین کہلانے والوں کی ماں سمجھی جائے گی۔ یہ عجیب منطق ہے کہ اس سے مراد صرف مرزائی ہیں۔ اس کا تو صاف معنی یہ ہے۔ مرزائی اپنے علاوہ کسی کو مومن تسلیم نہیں کرتے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ان کے نزدیک تو مومن اور مسلم صرف وہ ہیں جو مرزا قادیانی پر ایمان لائے باقی تمام مسلمان خواہ انہوں نے



میں ایک مسجد کی تعمیر کی تھی لیکن شریعت اسلامیہ نے اسے مسجد تسلیم نہیں کیا اور نہ اسے باقی رہنے دیا بلکہ حضور تاجدار انبیاء علیہ السلام نے اسے آگ لگوائی اور اسے مسمار کرا کر اس کا نام و نشان مٹا دیا تاکہ کسی مسلمان کو منافقین اور کفار کی بتائی ہوئی اس مسجد سے انحراف نہ ہو۔ رہا اذان کا مسئلہ تو اذان بھی اسلامی شعار میں سے ہے۔ کوئی کافر مسلمانوں کی اذان اپنے مذہبی شعار کے طور پر ادا نہیں کرتا اور نہ کر سکتا ہے۔ ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ یوں ہے کہ آنحضرت ﷺ غزوہ حنین سے واپس تشریف لارہے تھے۔ مؤذن نے اذان دی۔ ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے۔ وہ بچوں کے ساتھ مؤذن کی نقل اتارنے لگے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان بچوں کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ اونچی آواز کس کی تھی۔ بچوں نے ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے اسے محبت سے بلایا۔ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور اس سے خود اذان کہلوائی۔ جب اشہد ان محمد رسول اللہ پڑھا تو آواز آہستہ نکالی۔ حضور اکرم ﷺ نے دوبارہ اونچی آواز سے کلمہ شہادت کہلوایا۔ (اسی لیے حضرت ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کے بعد جب مکہ مکرمہ میں مؤذن مقرر کیا گیا تو وہ اپنی اذان میں کلمہ شہادت اسی طرح تکرار سے کہنا کرتے تھے جس طرح حضور اکرم ﷺ نے دو مرتبہ تکرار سے کہلوایا تھا) حضور اکرم ﷺ نے ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ کو چاندی کی تھیلی بھی دی۔ ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد جو مخالفانہ جذبہ ان کے دل میں موجود تھا۔ وہ محبت میں بدل گیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اس کم سن بچہ کو اسی خصوصیت کی بناء پر حضور اکرم ﷺ نے مکہ معظمہ کا مؤذن مقرر فرما دیا۔ اس واقعہ سے کفار کے لیے اذان دینے کا جواز تلاش کرنا یہ قادیانوں کی عقل و دانش کی کوڑیا ہے۔

تاریخ اسلام کا صرف یہ ایک واقعہ ہے جس سے "اک حرف" صحابہ کے مؤلف نے کافر سے اذان دینے کا ثبوت پیش کیا ہے۔ قارئین کرام قادیانوں کی بے بسی ملاحظہ فرمائیے۔

کہتے ہیں: "ڈوہتے کو تنکے کا سہارا" پر یہ تو تنکے کا سہارا بھی ثابت نہ ہوا۔ ابو محمد ورہ رضی اللہ عنہ تو اذان سیکھنے کے بعد اسی وقت مسلمان ہو گئے اور اپنے باطل عقیدہ سے توبہ کر لی۔ آپ بھی پہلے تو خود کو کافر



تسلیم کریں۔ پھر سچے دل سے توبہ کریں۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر اُفت بھیجیں۔ اس کے کذاب دجال کافر اور مرتد ہونے کا اعلان کریں تو پھر بے شک اذانیں دیں، مسجدیں بنائیں۔ آپ ہمارے بھائی ہوں گے۔ اگر آپ مرزا قادیانی دجال، کذاب، کوسج موعود اور سچا نبی سمجھتے رہیں اور پھر کہیں کہ ہمیں اسلامی اصطلاحات اور شعائر کے استعمال کرنے کی اجازت بھی ہو۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

اسلامی اصطلاحات کا استعمال تو کبنا اسلام تو آپ جیسے مرتد دل اور باغیوں کے وجود کو ہی اسلامی ملک میں برداشت نہیں کرتا اور دنیا میں کوئی حکومت بھی اپنے ملک میں باغی کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتی۔ لہذا اسلامی مملکت میں بھی اسلام کے باغی (مرتد) کو برداشت نہیں کیا جاتا۔

پیکرِ عقود در گذر رحمتِ دو عالم آزادی ضمیر کے سب سے بڑے علمبردار پیغمبرِ محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کے پیسے خلیفہ جو حماءِ بیہم کے بنیادی مصداق اور علمبردارِ دہاری کے مجسم تھے۔ مسلمہ کذاب مدعی نبوت اور اس کے تبعین سے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اکرم ﷺ کی ہدایات کی روشنی میں جو عمل کیا تھا جب تک آپ ٹوٹ توبہ نہ کریں اسی سلوک کے مستحق ہیں اور جو علماء اسلام کا حکومت سے مطالبہ ہے کہ سنتِ صدیقی جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا پہلا اجماع ہوا ہے اسی پر عمل کریں۔ مسلمہ کذاب اور اس کے تبعین بھی مسلمانوں کو ان اذانیں دیتے تھے یہی کلمہ اور یہی قرآن پڑھتے تھے۔ تمہاری طرح مساجد میں نمازیں قبۃ کی طرف منہ کر کے پڑھتے تھے لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں کسی چیز کی اجازت نہیں دی بلکہ حکم دیا کہ ان کو قتل کروان کے باغات کا جاذو۔ ان کے گھروں کو مسہر کر دو۔ چنانچہ آپ جیسے باتیں ہزار کلمہ اور نمازیں پڑھنے والے مرتدین جو حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے تھے ان کو قتل کیا گیا اور اس محرکہ میں بارہ صد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ جن میں بہت اونچی شان اور بڑے مرتبہ والے بدرنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی تھے اور سات صد کے قریب قرآن کریم کے حفاظ اور قاری شہید ہو گئے۔ اگر آپ لوگوں کو مسجدیں بنانے اذانیں دینے نمازیں پڑھنے پر اصرار

ہے تو بڑے شوق سے کریں لیکن مرزا قادیانی کی تکذیب اور قادیانیت سے ہرگز توجہ نہ کر کے بعد۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ پاکستان میں رہتے ہوئے جس کا سرکاری مذہب اسلام ہے اور قادیانی غیر مسلم ہیں آپ اپنے آپ کو غیر مسلم بھی تسلیم نہ کریں۔

دیکھیں ص ۲۹ (حرف، ناصحانہ)

اور اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو جہنمی کافر اور کفریوں کی اولاد بھی ٹھہرتے رہیں اور صرف مرزا قادیانی کے قبیعین ہی کو مسلمان سمجھیں۔۔۔ پھر آپ کو اسلامی اصطلاحات اور شعائر کی اس ملک میں اجازت بھی مل جائے۔ آخر خود ہی سوچئے کہ مسلمان بھی مسجد بنائے اور بالکل اسی شکل و صورت میں ایک غیر مسلم بھی مسجد بنائے۔ مسلمان بھی اس مسجد میں اذان دے اور غیر مسلم بھی اپنی ”مسجد“ میں بالکل ویسے ہی اذان دے۔ مسلمان امام اپنی مسجد میں نماز پڑھائے اور وہ غیر مسلم بھی بالکل اسی طرح محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو حق اور باطل کفر اور اسلام۔ اصل اور نقل میں کیا فرق رہے گا۔ اک اجنبی اور تاواقف دھوکے سے کیسے بچ سکے گا۔ اب فریقین کے نزدیک دونوں جماعتوں میں ایک مسلمان ہے ایک کافر ہے۔ نہ دونوں مسلمان ہیں نہ دونوں کافر۔ ایک اصلی مسلمان ہوں گے ان کی ہر چیز مسجد نماز و اذان وغیرہ اصلی۔ ایک نقلی جعلی مسلمان ہوں گے ان کی ہر چیز نقلی و جعلی ہوگی وہ دراصل غیر مسلم کافر ہونگے انہوں نے دھوکہ دینے کے لئے مسلمانوں کا لہادہ بوڑھ رکھا ہوگا کسی ملک میں صدر مملکت تو کبھی ایک تحصیلدار یا پٹواری ایک جعلی تھانیدار یا سپاہی فوج کا ایک جعلی کیمپن یا صوبیدار بھی برداشت نہیں کیا جاتا۔ چہ جائیکہ ایک اسلامی حکومت میں ایک جھوٹا نبی اس کی امت اور ان کا تمام جھوٹ کا کاروبار قبول کر لیا جائے اور آزادی ضمیر کی بناء پر انہیں مناوت اور جعل سازی کی کھلی چھٹی دے جائے!۔۔۔ ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے گا۔

”حرف، ناصحانہ“ کے معلوم مولف پیش لفظ کے صفحہ پر رقم طراز ہیں۔

”جماعت احمدیہ کے مقدس امام اور دیگر بزرگان کے خلاف ایسی زبان استعمال کی جا رہی ہے کہ

اسے نقل کرتے بھی کسی شریف انسان کا قلم گوارا نہیں کرتا۔

الجواب:

مثلاً مشہور ہے ”الشاہور کو قول کوڑا نئے۔“

کاش ”معلوم مؤلف“ نے علماء کی فحش کلامی کا کچھ نمونہ پیش کیا ہوتا، کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کوثر و تسنیم سے دہلی ہوئی مہذب و شستہ زبان کا اس سے موازنہ کیا جاتا۔ مرزا قادیانی کی کتابوں سے اس کی تہذیب و شرافت کے چند نمونے پیش کیے جاتے ہیں جس سے قارئین کرام کو معلوم ہوگا کہ مرزا کے تیراشر سب و شتم اور فحش کلامی سے کوئی مسلمان حتیٰ کہ صدر مملکت بھی محفوظ نہیں۔ دوسروں کو تہذیب و شرافت کا درس دینے والے ذرا پہلے اپنے گھر کی خیر لیں۔ ملاحظہ ہو۔

## عام مسلمانوں کے متعلق

۱۔ تِلْكَ كَبِ يَنْظُرُ إِلَيْهَا كُلُّ مُسْلِمٍ بَيْنَ الْمَعْبُورِ الْمُوَدَّةِ وَيَنْتَفِعُ مِنْ مَعَارِفِهَا وَيَقْبَلُهَا وَيَصْدُقُ دَعْوَتِي الْأُزْمَةِ الْبَغَايَا الَّذِينَ خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَقْبَلُونَ۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴، ۵۴۸، روحانی خزائن: ۵/۵۴۷)

میری کتاب کو ہر مسلمان محبت و پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور میں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مجھے قبول کرتا ہے میرے دعوے کی تصدیق کرتا ہے سوائے کٹھڑیوں کی اولاد کے جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دیں ہیں اور مجھے قبول نہیں کرتے۔

۲۔ اِنَّ الْعَدَى صَارُوْا اخْتَارُوْا الْفُلَاوْنَ نِسَاءَهُمْ مِنْ ذَوْنِھِ الْاَكْلَبِ

(تجملہ لہدی ص ۵۳، روحانی خزائن: ۱۳/۵۳)

میرے مخالف جن گلوں کے خنزیر ہیں اور ان کی عورتیں کتوں سے بڑھ کر ہیں۔

عالمِ اسلام کے کروڑوں اور ہوں مسلمان جن میں علماء و مشائخ بھی ہیں اور علمائے جہالت بھی ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے صدر محترم چیف مارشل لا اینڈ انسٹریٹر پاکستان محمد ضیاء الحق وضاحت کر چکے ہیں کہ وہ قادیانی نہیں اور قادیانیوں کو کافروں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں اور ان کے والد مرحوم تمام عمر قادیانیوں کے مخالف رہے اور ان کے خلاف جہاد کرتے رہے سب اس گالی کی زد میں ہیں۔ حتیٰ کہ بہت سے قادیانی بھی ایسے ہوں گے جن کے والدین مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لانے ہوں گے اور ان کے مخالف رہے ہوں گے تو وہ قادیانی مرزاجی کے بقول خزیروں اور کتوں کی بول دیں۔

### ۳..... علماء اسلام کے متعلق:

اے بد ذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانِ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیلا پیا وہی عوام کا لالچہ کو پلایا۔ (انجامِ آتھم ص ۲۱، روحانی خزائن: ۲۱/۱۱)

۴..... مگر کیا کہ یہ لوگ قسم کھاتے ہیں کہ یہ گڑبگڑ نہیں۔ کیونکہ یہ جموں نے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔ بعض خبیث طبع سونوی جو یہودیت کا ضمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ (ضمیمہ انجامِ آتھم ص ۲۵، روحانی خزائن: ۳۰۹/۱۱)

۵..... سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خزیر ہے مگر خزیر سے زیادہ پلیدہ لوگ ہیں۔

اے مردار خور مولویو! اور گندی روحو! اے ناندھیرے کے کیڑو۔

(ضمیمہ انجامِ آتھم ص ۲۱، روحانی خزائن: ۳۰۹/۱۱)

### ۶..... مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم اہل حدیث کے متعلق:

ابو جہل، کنفہ، قرویش، کتا، نذاری وغیرہ۔

۷..... مولانا علی الحائری مجتہد شیعہ کے متعلق:

چل تڑ حسین کی عبادت کرنے والا دبو کھوئی آنکھ والا ایک چشم شمع ضال

۸..... مولانا سعد اللہ لدھیانوی نو مسلم مرحوم خفی کے متعلق:

ہندو زادیہ کج بخت بد بخت دین فروش شیطانی فطرت کینہ فاسق شیطان ملعون بے وقوفوں کا نطفہ

ضیث منفسد مزور منحوس بکجری کا بیٹا۔

۹..... پیر مہر علی شاہ گلوڑوی مرحوم کے متعلق:

خبیث صبیح کذاب دروغ گو مزور خبیث بکھوئی طرح بغض زن فرومایہ کینہ گمراہی کے شیخ دیو

بد بخت میرے مقابل بیٹھ جاتے تاک دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی سماعت میں سیاہ ہو جاتا۔ اے

گیزرونی زمین تجھ پر خدا کی امانت تو ایک ملعون کے سبب سے معون ہو گئی۔

۱۰..... مولانا رشید احمد گنگوہی، دیوبندی کے متعلق:

اندھا شیطان گمراہ دیوبند بخت بد بختی ملعون۔

مٹے نمونہ از خروارے کے طور پر یہ چند گالیاں پیش قارئین ہیں۔ دیکھو مرزا قادیانی کی کتابیں.....

انجام آتھم اعجاز احمدی نزوں مسیح نصیاء الحق حقیقت الوحی وغیرہ۔

چیلنج..... ایک ہزار روپیہ نقد انعام:

ہم قادیانی امت کو چیلنج دیتے ہیں کہ اس صدی میں مرزا غلام احمد قادیانی سے بڑا بد زبان اور گالی

دینے والا اُمران کے علم میں کوئی اور شخص ہو تو پیش کریں۔ ہم فریقین کے مسلمہ کسی جج کے سامنے مرزا کی

بد زبانیاں اور گالیاں اس کی کتابوں سے پیش کریں گے اگر قادیانیوں کا پیش کردہ شخص بڑھ چکے تو ہم

مبلغ ایک ہزار روپیہ اس وقت نقد انعام پیش کریں گے۔

”اک حرفِ ناصحان“ کے نامعلوم المسموع و لفظ نے مرزا قادیانی کے عقائد تحریر کرتے ہوئے صفحہ ۱۹ پر مرزا قادیانی کی درج ذیل رباعی نقل کی ہے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا  
نام اس کا ہے محمد دہر میرا یہی ہے  
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا  
وہ جس نے حق دکھایا وہ راہ نما یہی ہے

الجواب:

مرزا قادیانی کی یہ رباعی اور دیگر تحریریں اس کے پہلے دور کی ہیں لیکن جب اس نے خود خاتم الانبیاء اور محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو پھر اپنے مرتبہ اور شان کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اونچا اور افضل قرار دیا۔ اس پر بہت سے حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں لیکن خوفِ طوالت سے مرزا قادیانی کے ایک مرید جو ضلع گجرات گوبلی کی کارہنچہ والا تھا۔ اس نے مرزا کی شان میں جو قصیدہ لکھ کر فریم کر کے پیش کیا تھا، اور مرزا نے اسے داد دی اور اس قصیدہ کو اپنی زندگی میں اپنے روزنامہ ”خبر“ پر ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۶ء یعنی اپنی وفات سے تقریباً دو سال قبل (کیونکہ مرزا صاحب کی وفات ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوتی ہے) شائع کر لیا۔

اس قصیدہ سے چند اشعار ہدیناظرین کیے جاتے ہیں:

|                             |                                   |
|-----------------------------|-----------------------------------|
| انام اپنا عزیزو اس زمان میں | غلام احمد ہوا دارالامان میں       |
| غلام احمد ہے عرش رب اکرم    | مکان اس کا ہے گویا لامکان میں     |
| غلام احمد رسول اللہ ہے برحق | شرف پایا ہے فروع انس و جان میں    |
| محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں | در آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں |

|                                  |                                |
|----------------------------------|--------------------------------|
| محمد دیکھتے ہوں جس نے کہیں       | غلام احمد کو دیکھے قادیان میں  |
| تیری مدحت سرائی مجھ سے کیا ہو    | کہ سب کچھ لکھ دیا راز نہاں میں |
| خدا سے ہے تو خدا تجھ سے ہے واللہ | تیرا رتبہ نہیں آتا عیاں میں    |

(العیاذ باللہ)

## حرف آخر!

”اک حرف نامہ خانہ“ کا مختصر جواب ہم یہ قارئین ہے۔

اب فیصلہ قارئین کرام پر ہے کہ دونوں کو پڑھ کر حق و باطل میں فیصلہ کریں۔ آخر میں قادیانی احباب کی خدمت میں ”نامہ خانہ“ اور ہمدردانہ گزارش ہے کہ اگر انہیں ملک پاکستان میں رہنا ہے تو مرزائیت سے تائب ہو کر سچا مذہب اسلام قبول کر لیں یا پاکستانی آئین کے مطابق اپنی آئینی حیثیت تسلیم کریں اور غیر مسلم بن کر رہیں اور اگر انہیں یہ منظور نہیں تو پھر کسی ایسے ملک میں چلے جائیں جہاں ان پر کسی قسم کی پابندی نہ ہو تاکہ امت مسلمہ کو حکومت سے احتجاج کرنے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے بصورت دیگر اور تمام مسلمانوں کا حکومت سے احتجاج اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ان کے مطالبات منظور نہیں ہو جاتے۔

## حکومت سے مطالبات

- ۱۔ قادیانیوں کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات منظور کی جائیں۔
- ۲۔ قادیانیوں کو نگلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔
- ۳۔ شناختی کارڈ، شہریت اور تعلیمی سندس وغیرہ میں مذہب کا خانہ بڑھا کر قادیانیوں کو بطور غیر مسلم درج کیا جائے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے سخت سزا مقرر کی جائے۔

۴۔ قادیانوں کی مسلح تنظیموں پر پابندی عائد کی جائے۔

۵۔ قادیانی اہمت کے عالمی ہیڈ کوارٹر ”ربوہ“ کا منہ ہٹا دیا جائے۔

۶۔ قادیانوں کے تراجم و تفاسیر اور خلاف اسلام لٹریچر کو ضبط کیا جائے اور ان کی آئندہ اشاعت پر پابندی عائد کی جائے۔

۷۔ اردو کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

۸۔ قادیانی اوقاف جن کی کروڑوں روپے کی آمدنی اسلام اور پاکستان کے خلاف استعمال ہو رہی ہے۔ مسلم اور غیر مسلم اوقاف کی طرح ان کو بھی حکومت فوری طور پر اپنی تحویل میں لے تاکہ ایک مدت سے سردار کئے گئے ترہنجی سلوک کا سدباب ہو سکے۔

نوٹ: الحمد للہ ان مطالبات میں سے کچھ منظور ہو چکے ہیں۔

الحاج جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدر مملکت پاکستان کا:

زریں کارنامہ

آرڈیننس

۱۲ اپریل ۱۹۸۳ء کو صدر پاکستان نے مندرجہ ذیل آرڈیننس نافذ کیا:

قادیانی گروہ لاہوری گروہ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں کے ارتکاب سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کرنے کا آرڈیننس:

برگاہ کہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ قادیانی گروہ لاہوری گروہ اور احمدیوں کے خلاف اسلام سرگرمیوں کے ارتکاب سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کر لی جائے۔

برگاہ کہ صدر پاکستان کو اطمینان ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جو فوری کارروائی کے متقاضی ہیں



ابتداءً پانچ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کی تعطیل میں اور ان تمام اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے جو اس سلسلے میں انہیں حاصل ہیں، صدر پاکستان حسب ذیل آرڈیننس وضع اور نافذ کرتے ہیں:

۱۔ مختصر عنوان اور آغاز:

الف۔ اس آرڈیننس کا نام ”قادیانی گروہ والاہوری گروہ اور احمدیوں کا خلاف اسلام سرگرمیوں کا ارتکاب (سماعت و سزا) آرڈیننس ۱۹۸۲ء“ ہوگا۔

ب۔ یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

۲۔ عدالتوں کے احکام اور فیصلوں کے استرداد کا آرڈیننس:

اس آرڈیننس کی دفعات/عدالتوں کے احکام اور فیصلوں کے عملی اثر نافذ ہوں گے۔

حصہ دوم:

۳۔ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی ترمیم (قانون نمبر ۱۳ بابت ۱۸۶۰)

مجموعہ تعزیرات پاکستان (قانون نمبر ۱۳ بابت ۱۸۶۰) میں نئی دفعات ۲۹۸ ب اور ۲۹۸ ج کا اضافہ۔

مجموعہ تعزیرات پاکستان (قانون نمبر ۱۳ بابت ۱۸۶۰) کے باب چہرہ میں دفعہ ۲۹۸ کے بعد حسب ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔

۲۹۸ ب۔ بعض مقدس ہستیوں اور متبرک مقامات کے لیے مخصوص القاب

و آداب صفات وغیرہ کا غلط استعمال

۱۔ قادیانی گروہ والاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا جو شخص کسی تقریر، تحریر یا واضح علامت کے ذریعے ہے۔

الف۔ رسول پاک ﷺ حضرت محمد ﷺ کے کسی خلیفہ یا صحابی کے سوا کسی اور شخص کو ”اہلِ المؤمنین“  
”تغیثِ المسلمین“ ”صحابی“ ”رضی اللہ عنہ“

ب۔ رسول پاک ﷺ حضرت محمد ﷺ کے افرادِ خاندان (اہل بیت) کے سوا کسی اور کو اہل بیت یا۔

ج۔ اپنی عبادت گاہ کو ”مسجد“ کے نام سے اُنکارے گا یا اس کا حوالہ دے گا وہ تین سال تک کی قید کی قسم اور جرمانے کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

(۲) قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا جو شخص تقریر یا تحریر یا واضح علامت کے ذریعے سے اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کے لیے بلانے کے طریقے یا شکل کو ”اذان“ سے موسوم کرے گا یا مسلمانوں کے طریقے کے مطابق اذان کہے گا وہ تین سال تک کی قید (کسی قسم) کی سزا نیز جرمانے کا مستوجب ہوگا۔

۲۹۸۔ ج۔ قادیانی گروہ وغیرہ کا اپنے آپ کو ”مسلم کہلانے“ اپنے عقیدے کی تبلیغ کرنے یا نشر و اشاعت کرنے والا شخص:

قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا جو شخص اپنے آپ کو بلا واسطہ یا بالواسطہ ”مسلم“ کہنا یا اپنے عقیدے کو اسلام کہنا یا ظاہر کرتا ہے یا دوسروں کو تقریر یا تحریر یا واضح علامت یا کسی بھی اور طریقے سے اپنے عقیدے کی دعوت دینا اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتا ہے وہ تین سال تک کی قید (کسی قسم) کی سزا نیز جرمانے کا مستوجب ہوگا۔

نوٹ: رسالہ ہذا میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کا تعلق موجودہ وقت سے نہیں ہے لیکن چونکہ دلائلِ ماضی کا حصہ ہیں اس لیے اس ایڈیشن میں ہم ان کو حذف نہیں کر رہے۔..... ”انچارج شعبہ تصنیف و تالیف“

کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا  
تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے (تریاق القلوب/۲۰)

# قادیانی اسے اپنی

## ماں

## نہ بنا سکے:

مرزا قادیانی کی محمدی بیگم والی پیش گوئی جو جھوٹی نکلی

## پیش لفظ

محترمہ محمدی بیگم کے متعلق مرزا کذاب کی معرکہ الاراء پیش گوئی جو اپنی تمام تر تفصیل کے ساتھ اس کی دیگر پیش گوئیوں کی طرح جھوٹی ثابت ہو کر مرزا قادیانی کی ذلت و رسوائی میں مزید اضافہ کر چکی ہے۔ محمدی بیگم کی وفات پر راقم نے ایک مختصر رسالہ ”مرزائیوں کی ماں مرگئی“ کے عنوان سے اسی وقت شائع کر دیا تھا۔ اب طبع ثانی میں محمدی بیگم سے راقم کی تاریخی ملاقات اور اس کے بیٹوں اور داماد کے خطوط کی تفصیل بھی شائع کی جا رہی ہے۔

محمدی بیگم کے بیٹوں نے اپنی والدہ محترمہ کی زندگی میں میری پریشانی کے ازالہ کے لیے جو خط تحریر کیا تھا اس کے آخر میں نوٹ دیا تھا کہ ہماری اجازت کے بغیر اسے آپ شائع نہ کریں۔ اب محترمہ کی وفات کے بعد اتنی طویل مدت گزر جانے سے بعد ان خطوط کے شائع نہ کر دینے میں کوئی مانع نہیں ہے۔ یہ خطوط تاریخ کا ایک حصہ ہیں جن کا شائع کرنا تاریخی ریکارڈ کے لیے ضروری ہے۔ اگر محترمہ کے بیٹوں کا کوئی ایڈریس مجھے معلوم ہوتا تو میں اسی لمحہ ان سے اجازت بھی حاصل کر لیتا۔ لیکن اب میرے پاس کسی کا ایڈریس موجود نہیں ہے تاکہ راقم ان سے رابطہ کر سکے لہذا اب میں ان بھائیوں سے معذرت کرتے ہوئے یہ امانت تاریخ کے سپرد کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ انہیں بھی ان کی اشاعت پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

لفظ

راقم۔ منظور احمد چنیوٹی

رکس ہوارہ مرکز یہ دعوت دار شاد چنیوٹ پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## پیش گوئی

قبل از وقت زمانہ آئندہ کے متعلق کسی بات کا تیار نہ پیش گوئی کیا جاتا ہے۔ انبیاءِ رضی اللہ عنہ سے علاوہ اولیاءِ کرام اور نجومی بھی پیش گوئیاں کرتے رہتے ہیں اور لوگوں کی پیش گوئیاں کبھی سچی کبھی جھوٹی نکلتی رہتی ہیں۔ لیکن انبیاءِ رضی اللہ عنہ چونکہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمراہ کر پیش گوئی فرماتے ہیں۔ اسی لیے کسی نبی کی کوئی پیش گوئی جھوٹی نہیں نکلی۔ جس کی ایک پیش گوئی بھی جھوٹی نکلے وہ نبی نہیں ہوتا۔ چاہے اس کی ہزار پیش گوئیاں درست بھی ہوں۔ کیونکہ بقول مرزا جی:

”کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹ نکلتا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔“

(ترجمہ اشعوب صفحہ ۲۵۴ و متحدہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳، روحانی خزائن ۱۵/۲۸۲)

مرزا جی چونکہ مدعی نبوت ہیں اس لیے انہوں نے اپنا صدق و کذب جانچنے کے لیے سب سے بڑا معیار اپنی پیش گوئیوں کو بنایا ہے۔

دیکھو ”آئینہ کمالات اسلام“ صفحہ ۲۸۸، ”روحانی خزائن“ ۱۵/۲۸۸

”بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کے لیے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکمہ (کسوٹی) امتحان نہیں ہو سکتا۔“

”مرزا صاحب کے اس پیش کردہ معیار کے مطابق ان کی ایک معرکہ الراء پیش گوئی جو مسلمان قوم کے لیے گئی تھی۔ مختصر ذیل میں پیش کرتے ہیں جو دوسری پیش گوئیوں کی طرح جھوٹی ثابت ہو کر مرزا جی کی ذات و رسوائی اور کاذب ہونے کا باعث بنی۔“

## ایک عظیم الشان پیش گوئی

”محترمہ محمدی بیگم سے نکاح اور ان کے خلائف کی از حلالی سال کے اندر وفات“

مرزا احمد بیگ (والد محترمہ محمدی بیگم) کی ہمشیرہ اپنی جائیداد اپنے ہتھیجا محمد بیگ کے نام بطور ہبہ منتقل کرنا چاہتی تھی۔ اس ہبہ نامہ پر مرزاجی قادیانی کے دستخط ضروری تھے۔ چنانچہ محترمہ محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ نے مرزاجی سے درخواست کی کہ آپ ہبہ نامہ پر دستخط کر دیں۔ مرزاجی نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے مشورہ کر لوں۔ چند دنوں کے بعد لکھا کہ ہبہ نامہ پر دستخط اس شرط پر کروں گا کہ آپ اپنی دختر کا اس محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔ یہ نکاح تمہارے لئے موجب خیر و برکت ہوگا۔

(مخلص آمینہ کمالیات اسلام صفحہ ۲۸۵ تا ۲۸۸، روحانی خزائن: ۱/۵: ۲۸۵ تا ۲۸۸)

## لڑکی کی رشوت کا غیر شریفانہ مطالبہ

محترمہ محمدی بیگم کی عمر اس وقت تقریباً چودہ برس کی تھی اور مرزا صاحب کی عمر بیچاس کے گنگ بھگ۔ یہ ”لڑکی کی رشوت“ ایک ایسا حیا سوز اور غیر شریفانہ مطالبہ تھا جسے کوئی بھی شریف اور با غیرت انسان ایک لمحہ کے لیے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

مرزا احمد بیگ جیسا ب عزت اور غیور مسلمان بھڑا کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ اس نے صاف انکار کرتے ہوئے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

## دو بے گناہوں کو طلاق اور بیٹے کو عاق

مرزاجی نے نہیں آہ دہ کرنے سے لیے ترغیب دہر ہب کا ہر جہ استعمال کیا۔ حتیٰ کہ اپنی پہلی بیوی (بچھے دی ماں) اور اپنی بیوہ فضل احمد کی بیوی جو محمدی بیگم کی قریبی رشتہ دار تھیں ان سے کہا کہ آپ کوشش کریں اگر محمدی بیگم میرے نکاح میں نہ دی گئی تو جس دن کہیں اور نکاح ہوگا اسی روز تمہیں طلاق ہو جائے گی۔ دوسرے بیٹے سلطان احمد کو عاق کر دینے کی دھمکی دی۔ چنانچہ محمدی بیگم کا نکاح مرزا

سلطان محمد صاحب سے جس دن ہوا اسی روز دو بے گنہ ہوں کو کھڑق ہو گئی اور اپنے بیٹے سلطان احمد کو عاقبت کر دیا گیا۔  
(تبلیغ رسالت بلند دوم صفحہ ۱۱)

اس غیور اور جرات مند انسان نے مرزا صاحب کی ان دھمکیوں کو پرکھ کر یہ بھی حیثیت شدی اور اپنی لڑائی کا نکاح مرزا سلطان محمد سکن پنی شمع راہور سے ۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو کر دیا۔  
مرزا صاحب منہ تکتے رہ گئے: حالانکہ اس زمینی نکاح سے قبل بقول مرزا صاحب ان کا نکاح محترمہ محمدی بیگم سے خود اللہ تعالیٰ نے آسمان پر پڑھا دیا تھا اور الہام ہوا کہ زوجہ نکھا کر اے مرزا! ہمارے تیرا نکاح محمدی بیگم سے پڑھا دیا ہے۔ (فیصلہ آسمانی صفحہ ۴۰)

اس اعتبار سے محترمہ مرزائیوں کی آسمانی ماں ہو گئی کیونکہ نبی کی بیوی اس کی امت کی ماں ہوتی ہے۔ لیکن افسوس کہ مرزا صاحب کے آسمانی اور خدائی نکاح پر زمینی نکاح غالب آ گیا۔ مرزا سلطان محمد مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ محترمہ محمدی بیگم (مرزائیوں کی ماں) کو لے کر اپنے گھر یعنی ضلع لاہور چلے گئے۔ اور مرزا صاحب منہ تکتے رہ گئے۔

## الہامی دھمکیاں

اب مرزا صاحب تخت بدحواس ہوئے اور تازیانہ توڑ الہامات شروع کرنے لگے الہامی دھمکیاں دینے لگے اور کہا کہ اس کا خاندانہ دڑ حائے سال کے اندر مرجائے گا۔ یہ بیوہ ہو کر تمام رشتہ داروں کی مخالفت کے باوجود اپنے باپ کی زندگی ہی میں میرے نکاح میں آ جائے گی اور اللہ تعالیٰ تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا جاکہ حضور ﷺ کی پیش گوئی بسزوج و بولد لہ (کہ بھئی خایہ اسلام شادی کریں گے اور ان کی اس سے اولاد بھی ہوگی) کے مطابقتی مجھے اس سے اولاد بھی ہوگی۔

چھ دعویٰ جو جھوٹے نکلے:

مرزا نے اپنی اس پیش گوئی میں بڑی صراحت سے چھ دعویٰ کیے جو الحمد للہ سارے کے سارے جھوٹے نکلے۔

”مگر میری پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں۔

بول: نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

دوسرا نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

سوم: پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی مرجانا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔

چہارم: اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عمر سے تک مرجانا۔

پنجم: اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

ششم: پھر خریہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے

میرے نکاح میں آجانا۔“ (آئینہ کرامات اسلام، صفحہ ۳۲۵، روحانی خزائن، ۲/۵: ۲۲۵)

اب کیا ہوا؟ ہوا یہ کہ نہ تو احمد بیگ والد محترمہ محمدی بیگم نکاح کے دن تک زندہ رہے بلکہ پیش گوئی

کے چوبہ ماہ بعد ہی فوت ہو گئے اور نہ ہی مرزا سلطان محمد صاحب اڑھائی سال کی مدت میں فوت ہوئے۔

نہ محمدی بیگم صاحب بیوہ ہوئیں۔ نہ مرزا جی کا گھر آباد ہوا۔ مرزا جی دل کی حسرتیں دل ہی میں لیے ۲۶

مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل جو مرزا جی کے نزدیک منحوس دن تھا، بیمار ہو بیٹھ دیا سے چل بسے اور تمام دعاوی از

نمبر ۶۶ جھوٹے نکلے۔

اے بنا آرزو ہا کہ خاک شدہ

**کذب مرزا کے دو عظیم نشان!**

**مرزا سلطان محمد صاحب**

مرزا سلطان محمد صاحب خاوند محترمہ محمدی بیگم جنہیں اڑھائی سال تک مرزا محمد صاحب کے

کذب کا یہ خدائی نشان قادیانیوں کی عبرت کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس پیش گوئی کے

تقریباً ساٹھ سال بعد تک زندہ رہا اور پاکستان بننے کے بعد ۱۹۴۹ء میں مذہب اہل سنت والجماعت پر

وفات پائی۔ الحمد للہ علی ذالک۔



## محترمہ محمدی بیگم صاحبہ

مرزا صاحب کے کذب کا دوسرا خفیہ نشان اور قادیانوں کے لیے نازیباں بھرت محترمہ محمدی بیگم غیور باپ مرزا احمد بیگ کی غیور اور بہادر بیٹی استقامت کا پہاڑ ہے مرزا صاحب کا دینی کی ضد تو پر فریب الہامی ہمسکیاں ہی مرعوب کر سکیں اور نہ ہی اس کی طرف سے دنیاوی لالچ اور طمع اس کے پائے استقامت میں جنبش پیدا کر سکے۔ پیش گوئی سے تقریباً ۷۷ سال بعد تک زندہ سلامت رہی اور ہر طرح کی خوشی راحت اور عیش اللہ تعالیٰ نے اسے نصیب کیا۔ پانچ بیٹے دو بیٹیاں اور ان کی کثیر اولاد چھوڑ کر اب ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ لاہور میں انتقال فرمایا۔ انسا للہ وانا الیہ راجعون۔ کروڑوں رحمتیں ہوں اللہ تعالیٰ کی اس نیک اور غیور مومنہ پر جو اپنے سچے مذہب اہل سنت و جماعت پر آخر دم تک قائم رہی۔ ہم مرحومہ کے پیمانہ گان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں محترمہ کے اس حسن خاتمہ پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

مرزا صاحب اپنے فتوے کی روشنی میں ہر ایک بد سے بدتر:

مرزائی دوست! را خدا کا خوف کر کے از راہ انصاف خود ہی غور کر کے فیصلہ فرمائیں۔ کیا یہ ساری پیش گوئی یا اس کا کوئی جزو بھی پورا ہوا۔ اگر یہ پوری نہیں ہوئی اور یقیناً پوری نہیں ہوئی جیسا کہ روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے۔

تو ہم تمہیں مرزا صاحب کا فتویٰ اور فیصلہ سناتے ہیں اسے پڑھئے اور بار بار پڑھیے اور پھر اس فیصلہ پر عمل کرتے ہوئے آج ہی اس کے جھوٹے ہونے کا اعلان کر کے مذہب حقہ و اہل سنت و جماعت قبول کر لیں۔

”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی امام احمد بیگ کی (یعنی مرزا سلطان محمد صاحب کی وفات) تقدیر بہرم (قطعی) ہے۔ اس کی انتظار کرو۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔“ (انجام آتھم بر حاشیہ صفحہ ۳۱، روحانی خزائن ۱۲: ۳۱)

|                            |                             |
|----------------------------|-----------------------------|
| لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر | کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا |
|----------------------------|-----------------------------|

”یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جزو (یعنی سلطان محمد خاند محمدی بیگم کی وفات اور ان کی وفات کے بعد محمدی بیگم کا مرزا جی سے نکاح اور اس سے اولاد کا ہونا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔“

(ضمیمہ انجامِ آتھم صفحہ ۵۴، روحانی خزائن: ۱۱/۳۲۸)

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا

نارواہی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

## قادیانیوں کی آخری کوشش وہ بھی ناکام ہوگئی

مرزا قادیانی تو پیش گوئی پوری ہونے سے قبل ہی دنیا سے محمدی بیگم کی بجائے حسرت و یاس کو دامن میں سیٹھ ہوئے؛ اُلت و رسوائی کا داغ پیشانی پر بجائے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گیا اور بقول اپنے ”اگر میں جھوٹ ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آ جائے گی“ اپنے

جھوٹے ہونے پر مبر تعذیق ثبت کر گیا۔ اب قادیانیوں کی نجات تو اس خدائی فیصلے کو قبول کرنے میں تھی۔ لیکن بجائے اس کہ وہ اس خدائی فیصلے کو قبول کرتے وہاں سے ہی جھوٹ کوچ بنانے کی تدبیریں کرنے لگے۔ پہلے تو کئی ایک تاویلوں کا سہارا لینے کی کوشش کی لیکن جب کوئی تاویل بھی کار نہ ہوئی اور مرزا کے چہرے سے سراسر جھوٹے ثابت ہو گئے تو آخری کوشش یہ کی کہ محمدی بیگم کی وفات کے بعد اس کی قبر روضہ کے قبرستان میں بنائی جائے تاکہ ہم یہ کہہ سکیں کہ وہ آخر عمر میں مرزا قادیانی پر ایمان لا چکی تھی اور اس کی وصیت کے مطابق اس کی قبر قادیانیوں کے قبرستان روضہ کے قبرستان میں بنائی جائے تاکہ ہم یہ کہہ سکیں کہ وہ آخر عمر میں مرزا قادیانی پر ایمان لا چکی تھی اور اس کی وصیت کے مطابق اس کی قبر قادیانیوں کے قبرستان روضہ میں بنائی گئی ہے۔ اگرچہ مرزا کی زندگی میں تو اس کے گھر آ کر آباد نہ ہوئی اور نہ ہی حدیث کے مطابق مرزا کی اس کے بطن سے کوئی اولاد ہوئی اور نہ وہ مرزا کے مرنے کے بعد

قادیانی یا ربوہ میں آ کر اپنی زندگی میں آباد ہوئی۔ جس کو کھینچ جان کر مرزا کی صداقت کی دلیل بنایا جاتا۔ آخر اس بیچاری کے مرنے کے بعد اس کی میت کو ربوہ لانے کی تدبیر کی گئی لیکن وائے حسرت کہ وہ تدبیر کارگر نہ ہوئی اور وہ قادیانیوں کی تمام تر کوشش کے باوجود مر کر بھی ربوہ نہ آئی اور لاہور کے مشہور قبرستان میانپانی میں دفن ہو کر قادیانیوں کے چہروں پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلت و رسوائی کا سیاہ داغ بجا گئی اللہ تعالیٰ کی اس نیک اور صاحب استقامت بندی پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمادیں اور اسے کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمادیں۔

تفصیل اس اجمال کی یوں ہے:

## محمدی بیگم کی زیارت

### تاریخ ساز شخصیت

جون ۱۹۶۵ء میں مجھے خیال ہوا کہ کہ محترمہ محمدی بیگم جو ابھی تک بقید حیات ہیں ان کی زیارت اور ملاقات کی جائے۔ کیونکہ وہ اسلام کی صداقت اور مرزا قادیانی کے کذب کا ایک زندہ خدائی نشان ہے۔ چنانچہ ادھر ادھر سے پتہ معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ لاہور سے والا کے قریب ”چک شہزادیاں والا“ میں مقیم ہے۔ علاقہ بور والا کے مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی حال خطیب جامع مسجد غلہ منڈی ٹوبہ ٹیک سنگھ جو اس وقت میرے پاس زیر تعلیم تھے ان کو ہمراہ لے کر راقم پورے والا مولانا عبدالرحیم صاحب مہتمم مدرّس عربیہ اسلامیہ کے ہاں پہنچ گیا۔ مولانا عبدالرحیم صاحب سے معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا کہ چک شہزادیاں والا تو معلوم ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہاں پر محمدی بیگم جیسی تاریخ ساز شخصیت بھی مقیم ہے۔ میں نے کہا کہ اگر اس چک کا کوئی طالب علم موجود ہو تو اسے بلائیں اس سے دریافت کرتے ہیں چنانچہ اس چک کا عبدالغفار نامی ایک طالب علم جو درجہ حفظ میں زیر تعلیم تھا اسے بلا یا اس سے معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ ہاں محمدی بیگم نامی ایک بوڑھی عورت ہمارے گاؤں میں رہتی ہے۔ چنانچہ اس طالب علم کو ہمراہ لے کر ہم ان کے گاؤں میں چلے گئے۔ لڑکا بہت سمجھدار اور چالاک تھا اس نے خوب ہماری خدمت تو اضع کی لیکن

کہا کہ محمدی بیگم کی ملاقات کروانا میرے بس کی بات نہیں ہے اس کا بیٹا جس کے پاس وہ رہ رہی ہے وہ رہنا زہد تھا نیدر ہے اور بہت سخت حزان آؤی ہے۔ میری ہمت تو نہیں ہے کہ اس کے پاس آپ کو لے جاؤں البتہ میرے والد صاحب کہیں گئے ہوئے ہیں وہ آجائیں تو شاید آپ کی ملاقات کرا سکیں۔ چنانچہ ہم ان کے گھر اس کے والد صاحب کی انتظار میں بیٹھے رہے بہت دیر کے بعد اس کے والد صاحب آئے ان سے اپنا مدعی بیان کیا۔ وہ کہنے لگے کہ کام تو بہت مشکل ہے۔

مجھے تقریباً بیس سال اس گاؤں میں رہتے ہو گئے ہیں اور میں یہاں کا امام بھی ہوں۔ لیکن میں آج تک محمدی بیگم کی زیارت نہیں کر سکا۔ ان کا پردہ بھی بہت سخت ہے اور ان کا بیٹا جس کے پاس وہ رہ رہی ہے وہ بھی بڑا سخت حزان ہے۔ لیکن آپ اس خاص مقصد کی خاطر اتنا طویل سفر طے کر کے تشریف لائے ہیں۔ اس لیے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں لیکن معاملہ مشکل ہے۔ میں نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ہمیں تو کسی۔ اللہ تعالیٰ کوئی سہیل نکال دیں گے۔ بہر حال وہ امام تھے ہمت کر کے ہمارے ساتھ چل پڑے صبر کے ساتھ ان کا ایک بہت بڑا کھانا ذریعہ تھا وہاں پہنچے تو محمدی بیگم کے بیٹے مرزا اسحاق کے متعلق درجہ فتن کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ اپنی زمین پر گئے ہوئے ہیں۔ محمدی بیگم مرحومہ کے خاوند مرزا سلطان محمد صاحب رہنا زہد بھی تھے انہیں وہاں پر سازھے چار مربع زمین الاٹ ہوئی تھی اس کی کاشت ہو کر فی مرزا اسحاق ہی کرتے تھے۔ مرزا اسحاق محمدی بیگم کا بڑا لڑکا تھا اور بد قسمتی سے وہ ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ ایک عورت کے لالچ میں مرزائی ہو گیا تھا۔ باقی تمام اولاد الحمد للہ اہل سنت والجماعت مسلمان ہیں۔ چک کے مردوں عورتوں سے پتہ چلا کہ محمدی بیگم صاحب اس بیٹے کے قدوائی ہونے کی وجہ سے بڑی نفرت کرتی تھیں اور جب تک وہ خود چلتی پھرتی تھی اور اس کے ہاتھ پاؤں کا مدد دیتے تھے وہ ان کے ہاتھ کا کھانا بھی نہیں کھاتی تھی اب وہ بیچاری معذور ہو گئی تھی اور مردہ بدست زندہ کی مثال بنی ہوئی تھی۔ مرزا اسحاق کے جو عزیز وہاں پر موجود تھے میں ان سے ابتدائی تعارف کر رہا تھا کہ یہ کتنے بھائی ہیں کیا کیا نام ہیں اور کیا کام کرتے ہیں کہ اتنے میں مرزا اسحاق ایک لمبا ترنگا موٹا چڑوہ انسان ہاتھ میں ایک ڈانگ بڑی لٹکھی سر پر ایک برتن رکھ رکھتا نظر ہوئے۔

ابتدائی علیک سلیک ہوئی وہ جہیز اصوت یعنی بڑی بھاری آواز والا تھا اس نے بڑے وسیعہ سے ورہ یافت کیا۔ مولوی کیسے آئے ہو؟ اب میرے لئے یہ بڑا مشکل تھا کہ میں اپنا اصل مدعی ظاہر کرتا اور یہ کہتا کہ میں آپ کی والدہ محترمہ کی ملاقات کی غرض سے آیا ہوں۔ میں نے کچھ بات کو گول مول کیا اور کہا میں آپ کے بھائی آصف سلطان صاحب سے ملنا چاہتا ہوں اور ان کا صحیح ایڈریس معلوم کرنا ہے۔ مرزا اسحاق بولا کہ آپ ان سے کیوں ملنا چاہتے ہیں؟ اگر تو کچھ معلومات حاصل کرنی ہیں تو میں اس سے بہتر تمہاری گائیڈ کر سکتا ہوں۔ جب اس نے یہ کہا تو میں نے کہا کہ بات تو دراصل یہی ہے کہ میں کچھ معلومات حاصل کرنے کی غرض سے ہی آیا ہوں۔ تو وہ بغیر کسی تیس و پیش کے جھٹ سے بولا کہ میں ۱۹۳۰ء میں "احمدی" ہوا تھا میرے والد صاحب بھی غیر احمدی تھے اور میری والدہ صاحبہ بھی غیر احمدی ہیں۔ میں نے بڑے تعجب سے سوال کیا کہ آپ احمدی کیسے ہو گئے؟ آپ کے گھر میں تو مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا بڑا واضح زندہ ثبوت موجود ہے اور وہ آپ کی والدہ محترمہ ہیں۔ مرزا قادیانی نے جو آپ کی والدہ محترمہ کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ وہ میرے نکاح میں آئے گی آسمان پر اس سے میرا نکاح خود خدا تعالیٰ نے کر دیا ہے۔ مجھے اس سے لولا داغی ہوگی۔ اگر میری یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی یعنی محمدی بیگم بیوہ ہو کر میرے گھر نہ آئی اور حدیث شریف کے مطابق میری اس سے لولا داغ نہ ہوگی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اگر میں جھوٹا ہوا تو میری یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ کیا مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی؟ کیا اس پیش گوئی کے جھوٹا ہونے سے وہ جھوٹا اور ہر ایک بد سے بدتر ثابت نہیں ہوا؟ مرزا اسحاق اس واضح ثبوت کا تو کوئی جواب نہ دے سکا۔ البتہ کہنے لگا کہ ایک پھیری لگانے والا آتا ہے اس کے پاس چند چیزیں ہوتی ہیں وہ آواز لگاتا ہے جس کو جو چیز پسند آئے وہ لے لیتا ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی آواز لگائی کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں میں مہدی ہوں مجھے اس کی یہ بات پسند آئی میں نے اسے قبول کر لیا۔ میں نے کہا کہ مرزا صاحب مجھے بڑا افسوس ہے ساری دنیا اسے قبول کر لیتی ہے آپ کو اس جھوٹے کو قبول نہیں کرنا چاہیے تھا۔ آپ کے گھر میں آپ کی والدہ محترمہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا یہ زندہ شاہکار موجود ہے۔ کہنے لگا اچھا آپ آج آئے ہیں تو

مجھے مسلمان کر کے جائیں۔ میں نے کہا کہ ہدایت تو میرے رب کے قبضہ قدرت میں ہے۔ البتہ میں مرزا تو اس کے اپنے اقوال اور تحریروں کی روشنی میں ایسا جھوٹا ثابت کروں گا جیسے سورج نصف الفجر پر پلک رہا ہوتا ہے۔ چنانچہ تقریباً دو گھنٹہ اس سے گفتگو رہی۔ جب وہ ہر طرف سے ناجواب اور اپار ہو گیا تو کہنے لگا اچھا ملوی صاحب آپ اسے عالم بھی مانتے ہیں یا نہیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں تو اسے عالم بھی نہیں مانتا۔ مرزا اسحاق کہنے لگا یہ تو آپ کی بڑی زیادتی ہے۔ مرزا دینی کو تو عالم اس کے مخالف اور دشمن بھی مانتے ہیں میں نے کہا کہ میں نہیں مانتا۔ اب راقم نے اسے ایک چکر دیا اور اس سے سوال کیا کہ آپ عالم ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ آپ کی تعلیم کیا ہے؟ اس نے کہا کہ بی۔ اے۔ میں نے کہا کہ اچھا جس آپ کا امتحان لیتے ہوں۔ اس نے کہا کیا؟ میں نے کہا کہ آپ کو اسلامی مہینوں کے تمام آتے ہیں؟ اس نے کہا کیوں نہیں میں نے کہا کہ پھر سنائیں اس نے فر فر کر تمام اسلامی مہینوں کے نام سنائے۔ محمد، صفر، ربیع الاول، آخر ذی الحجہ تک۔ میں نے مرزا اسحاق سے کہا کہ صفر کا مہینہ کونسا ہے اس نے کہا کہ دوسرا (اور واقعی دوسرا ہے) میں نے کہا کہ نہیں صفر کا مہینہ چوتھا ہے۔ وہ کہتے نہیں دوسرا۔ میں کہتا کہ نہیں پوچھا۔ اس نے کہا کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے یہ تو پھوٹا بچہ بھی جانتا ہے کہ اسلامی مہینوں میں محرم پہلا مہینہ اور صفر دوسرا مہینہ ہے۔ میں نے جب اسے خوب شک اور پریشان کیا کہ ہمارے ہاں ایک بہت بڑے عالم رہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صفر کا مہینہ چوتھا مہینہ ہوتا ہے۔ اس لیے ہر تو صفر کو پوچھا مہینہ ہی کہتے ہیں۔ اس کے منہ سے جلدی میں نکل گیا کہ کیا وہ بھی کوئی عالم ہے جو صفر کو چوتھا مہینہ کہتے ہیں۔ وہ تو جابلو کا چھوٹا ہے۔ میں نے کہا کہ بہت بڑے بڑے بڑے تھے اس کو عالم مانتے ہیں وہ کہنے لگا وہ بھی لوگ پٹھے ہیں جو ایسے جابلو کو عالم مانتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کئی بات ہے۔ مرزا اسحاق نے کہا کہ اس میں کیا شک ہے۔ جب میں نے مرزا کو اس سے یہ کہہ لیا تو پھر میں نے بتایا کہ یہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ اب بتاؤ وہ عالم ہوا یا جابلو کا پنچا؟ تو وہ بڑے تعجب سے کہنے لگا کہ کیا یہ حضرت صاحب نے لکھا ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں کیا اب وہی وہ عالم ہیں یا جابلو کے چٹھے۔ اس نے کہا کہ کہاں لکھا ہے میں نے کہا کہ اس نے اپنی کتاب ”تزیین القلوب“ کے صفحہ نمبر ۱۸۰ پر لکھا ہے (مجھ سے غلطی ہوئی

مجھے صفحہ نہیں بتانا چاہیے تھا۔ اس نے لڑکے سے کہا کہ جاؤ اندر اندر لڑکی سے کتاب نکال کر لاؤ۔ لڑکا پڑھا نکلتا تھا۔ اس نے اندر جا کر کتاب نکالی اور صفحہ ۸۰ نکال کر عبارت دیکھ لی۔ آ کر کہنے لگا کہ کتاب نہیں ملی میں نے کہا کہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔ تو صفحہ نکال کر دیکھا آیا ہے۔ اُس میں صفحہ نہ بتاتا تو کتاب لا تا اور میں خود نکال کر دکھا دیتا۔ اس کے والد مرزا اسحاق نے کہا کہ میں جا کر کتاب دیکھتا ہوں میں نے کہا کہ اب یہ کتاب آپ کو بھی نہیں ملے گی۔ قارئین کرام کے لیے یہ پلچسپ حوالہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہدی میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دوسرے باتیں کہیں اور پھر اس کے بعد ۱۲ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہوا اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا اپنی مناسبت کے لحاظ سے اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چہار شنبہ۔  
(تریاق القلب صفحہ ۸۰)

یہ ماں کے پیٹ میں بات کرنے کی بھی خوب کہی یہ بھی مرزا قادیانی کے جھوٹوں میں ایک جھوٹ ہے۔ آج تک ماں کے پیٹ میں کسی نے باتیں نہیں کہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے ماں کی گود میں آ کر باتیں کہیں اور جو باتیں عیسیٰ علیہ السلام نے اس وقت ماں کی گود میں کہیں وہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بیان کر دی ہیں۔ اگر مرزا کے بیٹے نے بھی ماں کے پیٹ میں باتیں کی تھیں وہ تو بہت ہی اہم باتیں ہوں گی کہ جو باہر آنے سے قبل ہی وہ بتا رہا ہے۔ مرزائی امت سے میرا سوال ہے کہ وہ باتیں بتائیں کیا تھیں؟ ورنہ تو تسلیم کریں کہ مرزا جی نے یہ سفید جھوٹ بولا ہے اور یہ محض اس لیے تاکہ اس سے اپنے بیٹے کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت ثابت کرے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام نے تو ماں کی گود میں باتیں کی تھیں۔ میرے بیٹے نے ماں کے پیٹ میں دوسرے باتیں کی ہیں۔ حالانکہ آج تک کسی بیٹے نے ماں کے پیٹ میں باتیں نہیں کہیں اور اگر وہ کچھ ”چوں چاں“ کرتا بھی ہو تو اسے کوئی سن نہیں سکتا۔

انڈونیشیا کی زہرہ خونا:

ہاں بچی خان صدر پاکستان کے زمانہ میں انڈونیشیا کی ایک فراڈن مکار عورت آئی جو یہ دعویٰ کرتی تھی کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ باتیں کرتا ہے اور اس نے مجھے کہا ہے کہ وہ صدر پاکستان سے

ماقات کرے۔ جب وہ پاکستان آئی تو پاکستان کے ڈاکٹر اور ماہرین کے پیچھے پڑ گئے کہ ہم تحقیق کرتے ہیں کہ یہ بچہ ہائیس کرتا ہے؟ جب تحقیق و تفتیش کی گئی تو پاکستان کے ماہرین نے تلاش کر لیا کہ اس مکار عورت نے کسی طرح سے ایک جھوٹا نیپ ریکارڈ رکھ پایا ہوا تھا اس میں ہائیس بھی ہوئی تھیں جو وہ سناتی تھیں۔ اس طرح پاکستانی ماہرین نے اس کا بھانڈا بچہ چورہا ہے میں چور کر دیا اور وہ شرمندہ اور ذلیل و خوار ہو کر واپس اپنے وطن چلی گئی۔

خیر اس میں مرزا قادیانی نے اپنے نے بیٹے مبارک احمدی کے چوتھے نمبر پر ہونے کے چار کے عدد کی نسبتیں قائم کیں کہ وہ چونکہ چوتھا بننا تھا اس لیے اس کے حق میں چار پیش گوئیاں ہونیں اور اسلامی مہینوں میں چوتھے مہینہ یعنی ماہ صفر میں پیدا ہوا ہفتے کے دنوں میں بھی چوتھا تھا۔ چہرہ شنبہ یعنی بدھ حالانکہ چہار شنبہ یعنی بدھ بھی ہفتے کے دنوں میں پانچواں دن ہوتا ہے کیونکہ ایک شنبہ خالی ہوتا ہے شنبہ (۱) ایک شنبہ (۲) دو شنبہ (۳) تہ شنبہ (۴) اور چہار شنبہ (۵) پانچواں دن ہے۔ راقم بتایا کرتا ہے کہ شاید مرزا قادیانی کے مینے نے جو دو مرتبہ ہائیس کی تھیں وہ یہ ہائیس ہوں کہ پہلے تو صفر کا مہینہ اسلامی مہینوں میں دوسرا ہوتا تھا اب میرے آنے سے وہ چوتھا ہو گیا اور اسی طرح چہار شنبہ ہفتے کے دنوں میں ہے۔ پانچواں دن ہوتا تھا اب یہ بھی چوتھا ہو گیا ہے غیا للعجب جھوٹ بھی انکر کوئی بونے تو کسی تک کا ہونا چاہیے جس پر کوئی یقین کر لے۔ یہ ایسا خلاف حقیقت جھوٹ ہے کہ جس کا دنیا میں کوئی بھی عقل مند قائل نہیں ہوگا۔

جب مرزا اسحاق اس بات پر بلا جواب ہو گئے اور وہ مرزا قادیانی کو اپنی زبان سے جا ملے اور الوکا پٹھا کہہ چکے تو راقم نے بات کا رخ بدلا اور کہا کہ مرزا جی اب اس بات کو چھوڑیے ہدایت تو اگر آپ کے نصیب میں ہے تو وہ میرا رب دے گا آپ نے سر تسلیم کر لیا کہ مرزا جا ملے اور الوکا پٹھا ہے۔ اب بتائیں کہ اماں جی کا کیا حال ہے۔ وہ کہنے لگا کہ وہ اب بہت بوڑھی ہو چکی ہیں نظر بھی بہت کمزور ہے سینک لگائی ہوئی ہے اور کانوں سے بھی اونچا سنتیں ہیں۔ اب چند روز ہوئے گر پڑی تھیں اور منہ پر چوٹ آ گئی تھی۔ اب اتنی لمبی چوڑی باتوں کے بعد جب خوب بے تکلفی پیدا ہو گئی۔ تو مجھے آخر اپنا مدعی پیش کرنا تھا۔ میں نے کہا کہ مرزا جی آپ کی والدہ محترمہ آپ کی بھی بزرگ ہیں۔ اور ہماری بھی بزرگ ہیں میری



خود بخش ہے کہ ماں جی کی زیارت ہو جائے۔ میرا یہ مدعی یہ سنتے ہی اس نے بڑی سختی سے دھمکیاں دیں اور کہا کہ نہیں ہرگز نہیں۔ میں نے آج تک کسی احمدی کو بھی ملے نہیں دیا یہ نہیں ہو سکتا۔ اور آخر اوقات میں فائدہ بھی کیا ہے نہ وہ کچھ دیکھ سکتی ہے اور نہ کوئی بات سن سکتی ہے آپ نے جو کچھ پوچھا ہے وہ مجھ سے پوچھیں۔ میں نے کہا پوچھا کچھ نہیں صرف زیارت کرنی تھی اس نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ اب اس سختی سے رد کرنے کے بعد ہم بالکل مایوس ہو گئے۔ خیر میں نے مایوس ہو کر اس بات کو چھوڑ دیا اور دو چار ادھر ادھر کی باتیں کر کے مرزا جی سے اجازت چاہی مرزا اسحاق نے کہا کہ آپ کو جانے کی ہرگز اجازت نہیں مجھے آپ کی طبیعت بہت پسند آئی ہے۔ آج رات آپ رہ رہے پاس رہیں آپ ہمارے مہمان ہوں گے۔ میں نے کہا کہ مجھے بھی آپ کی طبیعت اور مزاج بہت پسند آیا ہے۔ مولوی صاحب نے تو مجھے بہت ڈرایا تھا کہ آپ بہت سخت مزاج ہیں لیکن اب مجھے جلدی ہے میں جاؤں گا۔ پھر اوروں کو بارہا ہوا تو آپ کے ہاں ہی مہمان ٹھہروں گے۔ وہ اصرار کرتے رہے اور میں انکار کرتا رہا۔ آخر وہ مجھے رخصت کرنے کے لیے دروازہ سے پاہر آئے اور آخری الوداعی مصافحہ کرنے لگے۔ میں نے دل میں سوچا کہ مدح و ثناء کا آخری تیر آرمایا جائے شاید کدہ نشاندہ پر بیٹھ جائے۔ الحمد للہ کہ تیر نشاندہ پر بیٹھا اور ہمیں اپنا گوہر مقصود جس کی خاطر موسم گرما میں طویل سفر اختیار کیا حاصل ہو گیا۔ میں نے الوداعی مصافحہ کرتے وقت مرزا اسحاق کی خوب تعریف کی کہ مولوی صاحب امام مسجد نے تو ہمیں بڑا ڈرایا تھا کہ مرزا جی بڑے سخت مزاج ہیں۔ لیکن مجھے تو آپ کا بے تکلف اور نگاہ مزاج بہت پسند آیا ہے اور میں آپ کے اخلاق کریمانہ سے بہت ہی متاثر ہوا ہوں۔ بہت اچھی طرح تعریف کرنے کے بعد میں نے کہا ایک حسرت دل میں لیے جا رہا ہوں کسی کی زندگی کا بھی کوئی بھروسہ نہیں ہے لیکن والدہ صاحبہ تو اب چراغِ سحری کی مانند ہیں۔ محترمہ آپ کی بھی بزرگ ہیں اور ہماری بھی بزرگ ہیں ان کی زیارت سے عمر دی کا بڑا انفعوس ہے خدا چاہے پھر کب آنا ہو۔ بس یہ ایک حسرت لیے جا رہا ہوں۔ مرزا اسحاق جی اپنی تعریف من کر بڑی ترنگ میں آئے اور کہنے لگے کوئی بات نہیں آپ کی بھی بزرگ میرے بزرگ ہیں آپ کو زیارت کرانا ہوں۔ میں اندر جا کر بچوں کو پردہ کراتا ہوں۔ آپ زیارت کر لیں۔ تیر ٹھیک نشاندہ پر بیٹھا۔ وہ

اندھ گیا ہم باہر خوشی کے نعرے لگانے لگے اور اتنی خوشی ہوئے جیسے ہفت اقصیٰ کی شاہی مل گئی ہو۔ وہ لمحہ جب بھی یاد آتا ہے تو خوشی سے دل جھوم جاتا ہے۔ ہماری محنت ٹھکانے لگی اور جس مقصد کے لیے یہ طویل سفر موسم گرما میں کیا وہ برآیا۔ اور سخت مایوسی کے بعد اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی۔ مرزا صاحب پر وہ کرا کر باہر آئے۔ ہمیں اندر بلایا۔ ایک بہت بڑے پتنگ پر محمدی پیغمبر تشریف فرما تھیں سامنے موڑھے پر بڑے تھے۔ ہم چاروں ان پر بیٹھ گئے۔ امام مسجد ان کا لڑکا مولانا محمد عبداللہ (امرائیل) مدھیانوی اور اقم۔ محترمہ اس وقت نوے چھانوے کے چنے میں تھیں منہ پر جھریاں پڑی تھیں چہرے کی ایک سائیز پر چوٹ کا نشان بھی نمایاں تھا۔ سونے شیشوں کی عینک چہرہ پر سجائی ہوئی۔ اگرچہ محترمہ بڑھاپے کی آخری سرحدیں عبور کر رہی تھیں لیکن اس کے باوجود جیسے کہتے ہیں کہ ”کھنڈرات بتاتے ہیں کہ عمارت عظیم تھی“ معلوم ہوتا تھا کہ محترمہ اپنے زمانہ جوانی میں حسن و جمال کا کوئی عظیم پیکر تھی۔ جب ہم محترمہ کے سامنے بیٹھ گئے تو مرزا اسحاق نے محترمہ کے کان کے قریب بلند آواز سے انہیں بتایا کہ بے ایہدہ غیر احمدی مزدوی تہاڑی زیارت لینی آئے۔ یعنی یہ غیر احمدی مولوی آپ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ محترمہ نے سن کے بڑی خوشی اور مسرت سے سوال کیا کہ ”غیر احمدی“ نے اس نے کہا کہ ابو غیر احمدی نہیں تو محترمہ نے بڑی خوشی سے کہا اچھا اچھا اب میرے دل میں چند سوالات تھے لیکن میں بوجہ وہ سوالات نہ کر سکا۔ تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد ہم نے کہا انا صاحب سے کہیں کہ وہ ہمارے لیے دعا کریں۔ اس نے پھر منہ کان کے قریب کر کے زور سے کہا کہ بے ایہدہ کہندے ہیں کہ دعا کرو۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ آپ دعا کریں۔ محترمہ نے ہمارے سروں پر ہاتھ پھیرنے کے لیے اوپر اٹھائے ہم نے سر قریب کیے اور محترمہ نے ہر ایک کے سر پر ہاتھ پھیرے اور دعائیں دیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

ہم نے مزید تھوڑی دیر بیٹھ کر رخصت چاہی۔ بیٹے نے پھر تیسری مرتبہ منہ کان کے قریب کر کے زور سے کہا کہ ”بے ایہدہ! اب یہ اجازت چاہتے ہیں۔“ تھوڑا سا توقف کرنے کے بعد محترمہ نے کہا کہ اچھا اجازت ہے۔ ہم اجازت لے کر رخصت ہوئے اور مرزا اسحاق سے وعدہ کیا کہ اب آئندہ ہم جب

بھی آئے تو آپ کے مہمان ہوں گے۔ مرزا اسحاق کے تعارف کے وقت یہ تصریح کہ یہ غیر احمدی مولوی جیسا اور پھر اس پر محترمہ کا خوشی کا اظہار اس بات کی واضح دلیل تھی کہ وہ احمدیوں (مرزائیوں) کو پسند نہیں کرتی بلکہ نفرت کرتی تھی۔ میں نے مرزا صاحب کو اپنا اور اپنے شہر کا تعارف نہیں کرایا تھا انہوں نے شروع میں صرف یہ دریافت کیا تھا کہ آپ کہاں سے ہیں۔ میں نے کہا کہ لائپپور (فیصل آباد) سے اور اس وقت ہم لائپپور سے ہی گئے غالباً جون کا مہینہ تھا کہ فاضل عربی کے امتحانات کا سینئر اس وقت لائپپور میں ہوتا تھا۔ راقم طلبہ کو امتحان دلانے کی غرض سے ان کے ہمراہ فیصل آباد گیا ہوا تھا۔ جب ہم اس کامیاب ملاقات کے بعد واپس چنیوٹ آئے تو پھر میں نے مرزا اسحاق کو ایک شکریہ کا خط تحریر کیا وہ خط کے ہمراہ اپنا بعض لٹریچر اور محمدی پاست بک بھی ارسال کی۔ خط میں راقم نے ایک استفسار بھی کیا تاکہ وہ اس خط کا جواب دے جو کہ میرے پاس بطور سند محفوظ رہے گا۔ لیکن وہ سمجھ گیا اور اس نے کسی قسم کا کوئی جواب نہ دیا۔ خط میں میں نے یہ استفسار کیا تھا کہ اپنی والدہ صاحبہ کا ایک الہام ذکر کیا تھا وہ مجھے یاد نہیں۔ ہا وہ الہام کیسے تھا؟

دوران گفتگو مرزا اسحاق نے کہا میرے والدہ صاحبہ وہی ہیں ان کو بعض الہامات بھی ہوتے ہیں جو درست ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس نے ایک الہام سنایا کہ ایک دن والدہ صاحبہ صبح بیدار ہوئیں تو کہنے لگیں کہ ”کیدوں اجڑ گئی“ میں نے بے بے سمجھائی ”کیدوں“ کہا کہ وہی جو ہمارے گاؤں پٹی کے قریب تھی۔ دوپہر کو اخبار آیا تو اس کی بڑی سرخی تھی۔ سردار پر تاب سنگھ کیدوں دزیرا علی مشرقی پنجاب قتل ہو گیا۔ گویا یہ الہام ہوا تھا جو سچا ثابت ہوا۔

### دوبارہ ملاقات کی خواہش:

ایک سال گزرنے کے بعد مجھے پھر خیال آیا کہ اب محترمہ کی دوبارہ زیارت کرنی چاہیے۔ میں نے مولانا عبدالرحیم صاحب کو بوروالا خط لکھا کہ وہ مجھے معلوم کر کے لکھیں کہ محترمہ محمدی بیگم آج کل کہاں ہے اور کس حالت میں ہے۔ انہوں نے بڑا افسوس ناک خط تحریر کیا جسے پڑھ کر میرے پاؤں سے زمین نکل گئی۔ مولانا نے تحریر کیا کہ ہمیں بہت افسوس ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ محترمہ نے مرزائی مذہب قبول کر لیا

ستہ اور اب اس کے مرزا کی بیٹہ اور دیگر مرزائیوں کی کوشش ہے کہ ان کی وفات کے بعد انہیں ربوہ میں لے جا کر دفن کیا جائے تاکہ ہم کہہ سکیں کہ مرزاجی کی محمدی بیگم ہولی پیش گوئی ایک طرح سے پوری ہوئی کہ آخر عمر میں اس نے مرزائیت قبول کر کے گویا مرزائی صداقت کا اقرار کر لیا اور اگر زندگی میں وہ مرزائی کے گھرنے کی زینت نہیں بن سکی۔ تو مرنے کے بعد ان کے قبرستان دقوزینت بخش دی۔

یہ خط پڑھ کر مجھے سخت تشویش لاحق ہوئی۔ میری راتوں کی نیند اور دن کا صبحن ختم ہو گیا۔ کہ خدا نخواستہ اگر یہ تسلیم ان کی کامیاب ہوئی تو کئی سادہ و سادہ مسلمانوں کو وہ گمراہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں نے ایک بڑا درد بھرا خط محمدی بیگم کے چھوٹے بیٹے اختر سلطان کے، مقرر کیا وہ سیکشن آفیسر تھا اور گورنمنٹ چورجی کوٹروں میں وہ رہتا تھا۔ ۵۰ کا ایک ریس بھی نہ کھل تھا اور مکتوب الیہ کا نام بھی درست نہ تھا۔ قدرت کا اسے کرشمہ سمجھنا پھر مجھے چیز کی اسے دوسری راست کہے کہ خط تو بھیجا اس کے بیٹے کے نام: اور چورجی کوٹر کے پتہ پر لیکن وہ خط محمدی بیگم کے دنیا سید محمدی بیگ کو ان کے گاؤں کوٹ مرزا دین محمد بیگ ذاک خانہ خانقاہ ڈوگرہ میں ضلع شیخوپورہ میں جا کر موصول ہوا۔ موصوف نے ایک مفصل خط میرے نام تحریر کیا جو آخر میں درج کیا جا رہا ہے کہ آپ کا درد بھرا خط میں نے محمدی بیگم کے بیٹوں کو پہنچا دیا ہے وہ خود آپ کی تسکین کے لیے آپ کو جواب لکھیں گے۔ لیکن میں نے بھی اپنا اخلاقی فریضہ سمجھا کہ آپ کو جواب تحریر کروں تاکہ آپ کو تسلی ہو جائے۔ چنانچہ چند دنوں بعد ان کے چاروں مسلمان بیٹوں کا ایک مشترکہ دستخط خط موصول ہوا جس پر چاروں بیٹوں کے دستخط ثبت ہیں۔ انہوں نے تحریر کیا۔

محترم منظور احمد چٹوٹی صاحب

السلام علیکم!

آپ نے چونکہ خط پر غلط پتہ لکھا تھا اس لیے پھرتے پھرتے کافی دیر بعد ہمیں ملتی گئی۔ اس امر کی حافیہ طور پر تصدیق کرتے ہیں کہ ہمارے واندہ صاحبہ سمات محمدی بیگم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اس کے حبیب کے طفیل اللہ اور اللہ کے آخری نبی محمدی ﷺ کے دین پر قائم ہیں اور اللہ اللہ اب تک قائم رہیں گی۔ عقیدہ کے لحاظ سے اہل سنت و الجماعت ہیں۔ انہیں مرزائیت سے کسی قسم کا کوئی تعلق

نہیں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اور اپنے حبیب ﷺ کے حق میں انہیں اس دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصت کرے۔ آمین آپ بھی ہماری دعاؤں میں شامل رہیں۔

فقہ

والسلام

خیر اندیش

محمد آصف بیگ، محمد اشرف بیگ، اکبر بیگ، اختر سلطان

خدا کے آخر میں انہوں نے ایک نوٹ تحریر کیا۔ جو درج ذیل ہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا آپ کے خط کے جواب میں ہے اس کی اشاعت ہمارے اجازت کے بغیر نہ کی جائے۔ امید ہے کہ اس کے بعد مزید خط و کتابت کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس خط کی نقل ہماری تحویل میں ہے۔ محمدی بیگم کے داماد سید محمد بیگ نے اپنے خد میں محمدی بیگم کے بیٹوں کا جو برقی وائر کا جوائنڈر بس دیا تھا، بندہ اس ایڈریس پر ملاقات کے لیے گیا۔ اختر سلطان صاحب سے ملاقات ہوئی اور محمدی بیگم صاحبہ کا حال احوال دریافت کیا۔ پھر ایک خط ان کے داماد سید محمد بیگ کے نام ارسال کیا جس کا جواب انہوں نے ۱۹ ستمبر کو دیا۔ وہ خط بھی آخر میں درج کیا جا رہا ہے۔ اس خط کے ٹھیک دو ماہ بعد ۱۹ نومبر کو مرحومہ کا لاہور میں انتقال ہوا اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ کے مشہور شاگرد مولانا شہاب الدین صاحب مرحوم چوہدری والوں نے مرحومہ کا جنازہ پڑھایا اور لاہور کے مشہور قبرستان میانی میں دفن ہو گئیں۔ راقم کو یہ وقت وفات کا علم نہ ہوا۔ ورنہ تو نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کرنا مجھے وفات کے چند یوم بعد اہل حدیث کے پرچہ ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور سے مرحومہ کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تو راقم تعزیت کے لیے لاہور ان کے بیٹے اختر سلطان کے گھر حاضر ہوا۔ تعزیت کی مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کی اور ان کے ہمراہ مرحومہ کی قبر پر بھی جا کر دعا ضروری۔

یوں اللہ تعالیٰ نے مرحومہ کا انجام بخیر فرما کر دیا انہوں کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیے۔ آخر میں تمام خطوط کی منتول شامل اشاعت کی جارہی ہیں اصل خطوط ہرے پاس محفوظ ہیں کوئی صاحب

ملاحظہ فرمائیے چاہیں تو وہ ملاحظہ فرمائے اپنی تسخیر کر سکتے ہیں۔ الحمد للہ میری محمدی بیگم کے بیٹوں کو بروقت اطلاع کرتے اور ذہنی پریشانی اور بے چینی کا ذکر کرنے سے بچتا رہے ہو گئے اور قادیانیوں کی تمام تدبیریں اور منصوبے خاک میں مل گئے۔

فلله الحمد و الشکر

## آخری دعا

اے ایک ہر پھر مرزا نیوں سے ہمہ راہ گدازش کرتے ہیں کہ خدا را چھو سوچیں اور غور کریں اور آخر میں دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس بھوٹے کے دامنِ مرہ سے جلد نکال کر اپنے پیارے حبیب سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے دامنِ رحمت سے وابستہ کر دے۔

مرزا نیوں کا چٹا خواہ

منظور احمد چھوٹی

رہیں اوارہ مرکز یہ دعوت و ارشاد

پیرویٹ ضلع جھنگ

قارئین کی دلچسپی کیلئے

محمدی بیگم

کے بیٹوں اور داماد کے خطوط

بنام

مولانا منظور احمد چنیوٹی

مصدقہ نقول

از گوشہ زراں و مریگ

۹/۶

مترن جناب پرنس علی از غنائت

و حکیم اعظم : ایک نوازش بنا جو سجدہ ادا ہے پڑھا ۔ خواجہ صاحب اعلیٰ  
کا تھرا راہ شام در اسلطان احمد بیگ کوٹ کو آئے اور پھر رتی کے پتے پر  
تھیرے پڑے ۔ میں پر کو آئے اور بھی نہ تھا ۔ اور در اسلطان احمد بیگ کا نام  
میں لکھا تھا ۔ یہ لفظ آقا قیود کے غور نہ کو حلا ۔ جو رفعت پر  
گماؤں اور پڑھا ۔ میں نے جو حلا خط کر دیا ۔ کھول کر پڑھا ۔  
حالہ کے حکوم ہوئے ۔ وہ لفظ بندہ نے ذرا احتیاط بیگ کے  
بھائی حاجان کو دیا اور ۹/۶ بجے پہنچا دیا ۔ لیکن میں وہ اکبر  
میں کی جواب دی ۔ پھر ۔

بندہ نے چونکہ آقا خط پڑھا ۔ میں رابطہ در عرض منعی تھا ۔  
کہ آپ کے خط کی جواب دیں ۔ اور روٹی ڈالوں ۔

بندہ نے کہ کو خانہ نادر جان کے حلیہ عرض کر دیا لیکن ۔  
کہ بندہ مایہ حقیر حق حکیم مایہ حق کے شہر کا نام ذرا سنا تھا کہ  
مردم تھا ۔ جو کہ بعد از انقلاب کا بعد اللہ کو پیار ہوئے ۔  
وامداد اور نذر کی رشتہ دار بھی تھے ۔

ان کے اور رشتہ دار بھی تھے ۔ ایک کے بھتیجے سوب ہوئے ۔ اور اور  
ذرا ایک ذرا کوئی بہترہ زراں کے ساتھ سوب ہوئے ۔

میرے مایہ حق حق حکیم مایہ حق اور ان کے شہر کا نام اہل  
میں ہے ۔ ان کو ذرا اور لکھا تھا ۔ مایہ حق زراں  
نہ ہوئے ۔ اور میں خوش دامن مایہ حق ہوئے تھے ۔ وہ پتے  
ذرا احتیاط بیگ ماکمل ہوئے ۔ ان کے لیے تھے ۔ میں یہ پتہ  
پجالی پر مانی ہے ۔



برہم اور برہمن کوٹ اور برہمن کوٹ کے خاندانہ طور پر  
 تین تھوڑے تھوڑے خاندانہ طور پر۔ یہاں ان کے تین تھوڑے  
 رہنا چاہتے تھے۔ جو کہ ان کے گروہ۔ جو کہ ان کے  
 ان کے خاندانہ طور پر تھے۔ یہی تھوڑے تھوڑے  
 تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے۔

یہی تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے  
 ان کے خاندانہ طور پر تھے۔ یہی تھوڑے تھوڑے  
 یہاں تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے  
 یہاں تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

1. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

2. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

3. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

4. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

5. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

6. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

7. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

8. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

9. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

10. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

11. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

12. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

13. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

14. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

15. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

16. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

17. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

18. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

19. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

20. ذرا تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے۔ یہی تھوڑے تھوڑے

محمد خانبہا پر پستل چڑھا دیا

و حکیم اسلم در صحت الیہ برآورد =

ایک چٹا ٹوٹا ۱۲/۹ کا ۱۵/۹ کو حلا - یا داری

شکیر - بندہ خواجہ ۱۶/۹ پر زچھ الیاک لا ہوا گیا تھا

دک خواجہ ۱۸/۹ کو واپس ہوا -

یہی فروش داسی جہڑن کی چھانٹاں - اس وقت

انکی حالت بالکل نازک رہ رہے - اس سلسلے میں

موتورہ رہا ہے - کہ اب لاہور ان کو اس جاسی تلف

کہہ رہی ہے - بندہ اپنی کسی دے واسطے قرار رہا ہے

کہ انشا اللہ کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہوگی - نہ وہ

بہتر جائے - اور نہ گھڑاں طے ہے - بعد

سہرے کی کسی کر آیا ہے - اب فیصل تک

نہ لاویں - اتنا اللہ رب کام بچا ہے

دعا فرمائیں - کہ الیاک انکا اخیر اجاڑا میں

کے لائی کر کے خدمت میں - دعاگو

سید محمد علی

ختم مکتور اللہ ص

کدور

۱۹/۱۲/۱۹۱۱ء

سید محمد آریہ جوہر علیہ السلام نے کہا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے

دریہ جوہر میں ۱۸۱۱ء۔ اسکا لہذا علیہ السلام نے لکھا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے

جوہر علیہ السلام نے کہا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے

اور اس کی طرف سے میں نے کہا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے

یہ آریہ علیہ السلام نے کہا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے

علیہ السلام نے کہا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے

ساتھ بھٹ کر ہے۔ آریہ علیہ السلام نے کہا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے

وہ کہتا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے

کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے

اس کے بعد اس نے کہا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے

اس کے بعد اس نے کہا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے کہ میں نے تجھ کو دیکھا ہے

☆ جمہوریہ شام

☆ جمہوریہ مصر

☆ سعودی عرب

☆ متحدہ عرب امارات

☆ اور پاکستان میں

# مرزا نیت کا عبرت ناک انجام

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده.

قارئین کرام!

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے تمام قسین کو عالم اسلام کی بڑی بڑی حکومتوں (سعودی عرب، جمہوریہ مصر اور جمہوریہ شام، متحدہ عرب امارات اور پاکستان) نے ان کے قرآن وحدیث کی غلط فہمی اور اسلام کے خلاف کفریہ عقائد رکھنے کی بنا پر کافر قرار دیتے ہوئے اپنے ملک میں ان کو خلاف قانون قرار دے دیا۔ ان کی تبلیغ سرگرمیوں پر پابندی عائد کر دی گئی۔ ان کے دفاتر سر بمہر کر دیے گئے۔ ان کی تمام

ادراک کو بحق سرکوب و ضبط کر دیا گیا۔ چنانچہ حدودِ عرب میں قادیانیوں پر پابندی عائد کر دینی اچھی طرح کے لیے بھی دخل نہیں ہو سکتے ۱۹۶۵ء میں جو قادیانی ہندو پاکستان سے جانا چاہتے تھے ان کے اجازت نامے منسوخ کر کے ان کو ان کی بندرگاہوں سے ہی واپس کر دیا گیا۔ قادیانی حضرات اسلام کا لب لباب توڑ کر دنیا کو فریب دینے کو جو ناپاک کوشش کر رہے تھے۔ اب ان کا پردہ پٹاک ہو چکا ہے۔ اور انگریزوں کے اس (خود کا شہرہ پورا) کی پوری حقیقت دنیا پر روز روشن سے نزو اور واضح ہو چکی ہے۔ راقم اپنی طرف سے بغیر کسی نوٹ اور بلا تہجد کے کارکنین کی خدمت میں ان دستاویزات کا اردو ترجمہ پیش کرتا ہے۔ جو قادیانی رسالت کو خلاف قانون قرار دے جانے کے سلسلے میں ہمیں جمہوریہ شام اور دوسرے ممالک سے حاصل ہوئی ہیں ان کی تفصیل کارکنین کو ایم کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

فقط واللہ اعلم

منصور احمد عفا اللہ عنہ

اعظم خلی دارہ مرکز یہ دعوت و ارشاد حمیدیہ پاکستان

## فتویٰ شیخ ابوالیسر عابدین مفتی اعظم جمہوریہ شام

الحمد للہ تعالیٰ چونکہ فرقہ قادیانیہ سیدنا محمد ﷺ کو آخری نبی نہیں تسلیم کرتا۔ جس سے اللہ تعالیٰ ارشاد: نہ ختم انہیں کی مخالفت الازم آتی ہے۔

نیز، بین اسلام کے بیشتر عقائد کا منکر ہے لہذا جو شخص بھی ان کے عقائد اختیار کرے گا۔ میں اس کے کفر کا فتویٰ دیتا ہوں۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

دستخط مفتی اعظم جمہوریہ شام عابدین بن عبد شمس

۳۰-۳۱-۳۷-۳۸ مطبوعہ ۱۵/۱۰/۱۹۵۷

## وزارت داخلہ شام کی کارروائی

اس کے علاوہ مفتی اعظم جمہوریہ شام کے نام ایک خط میں ان کے مراسلہ مورخہ ۱۰-۱۰-۱۹۵۷ کے جواب دیتے ہوئے جو سفارشات پیش کیں۔ ان کا رد و ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

## مکتوب مفتی اعظم جمہوریہ شام

(حوالہ: ۶۰۶-۵۵ بتاریخ ۲۱-۱۲-۷۷ مطابق ۱۵-۱۰-۱۹۵۷ء)

بنا صدر کا پیٹہ

آپ کے نوٹ نمبر ۱۰۹۳/۲۵۹۷ مورخہ ۱۰-۱۰-۱۹۵۷ کے جواب میں جو وزارت داخلہ کے خط پر مندرجہ ذیل تھا جس میں دمشق میں قادیانی جماعت کے کوائف کے متعلق رائے طلب کی گئی تھی۔

اس سے پہلے ہم وزارت داخلہ سے بتاریخ ۲۸-۸-۵۶ء موجب عریضہ نمبر ۳۵۲/۲۸۹۰ جس کی کاپی مع اس مراسلت کے جو ہمارے لاہور عدالت زیریں کے درمیان ہوئی ہے منسلک ہذا ہے مطالبہ کر چکے ہیں کہ چونکہ قادیانی فرقہ دین اسلام کے احکام کے خلاف شعار سرانجام دیتا ہے اس لیے قتل اس کے کہ معاملہ ہاتھ سے نکل جائے اس فرقے کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔ اور ان کے تمام زادیوں (مرکزوں) کو مکمل توقف کے سپرد کر دیا جائے۔

قادیانیوں کے عقائد و افکار کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان کے عقائد سراسر باطل ہیں لہذا ہم ہمراہ عریضہ قادیانیوں کے متعلق اپنا شرعی فتویٰ ارسال کر رہے ہیں ہم متوقع ہیں کہ یہ عریضہ متعلقہ با اختیار اداروں تک پہنچا کر اس بارے میں ضروری قانون کا نفاذ عمل میں لایا جائے نیز ہمیں اس کارروائی کے نتیجے سے آگاہ کیا جائے۔

دعوت مفتی اعظم جمہوریہ شام

## انسپکٹر جنرل پولیس کا اعلامیہ

وزارت داخلہ کی ضروری کارروائی کے بعد حکومت شام نے انسپکٹر جنرل پولیس کو بذریعہ تار اپنے فیصلہ سے مطلع کیا جس کی بنا پر انسپکٹر جنرل پولیس نے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا جس کا اردو ترجمہ منسلک ذیل ہے۔ یہ اعلامیہ دمشق سے ۲۷ مارچ ۱۹۵۷ء کو جاری ہوا۔

حوالہ نمبر ۵۱۳ نوٹیفکیشن نمبر ۵۸۱ بموجب فیصلہ برقیہ نمبر ۲۳۳ ب ص بتاریخ ۲۵-۱۹۵۸۲ برائے نوٹس ہذا لازم ہے کہ فرقہ احمدیہ (قادیانیہ) کی سرگرمیوں پر قہر غن لگائی جائے۔ ان کے مراکز اور دفاتر پر چھاپے مار کر ان کی تمام املاک پر قبضہ کر لیا جائے اور انہیں اوقاف اسلامیہ کے محکموں کی تحویل میں دے دیے جائے۔ اور ان کے قبضے سے جو ایسے کاغذات برآمد ہوں جو فتویٰ شرعی کے صدور اور ہمارے اعلامیہ کے اجراء کے بعد کی سرگرمیوں کی نشان دہی کرتے ہیں وہ ہم تک پہنچائے جائیں۔

بنام (۱) منسلک (محافظات) کے تمام ذیلی مقام (محلہ محمد البحر ارج)

(۲) عام پبلک اور تحفظ امن (پولیس کے) انسپکٹر جنرل پولیس دمشق

## اخبارات میں اعلان

پولیس کی کارروائی سے قبل وزارت داخلہ کے تمام احکام کے تحت محکمہ اوقاف نے جو کارروائی کی وہ اخبار "النصر" شمارہ ۳۹۴۸ نمبر ۳۲ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ کے مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی وہ درج ذیل ہے۔

## قادیانی مرکز کو سر بمبہر کر دیا گیا

۲۳ مارچ گزشتہ جمعرات کو محکمہ اوقاف نے قادیانی زادیہ کو جو محملہ شامو رکلی المور از میں واقع ہے بند کر دیا ہے اور وزارت داخلہ کے فرمان کے بموجب اس کی تمام املاک کو ضبط کر لیا گیا ہے اس زادیہ کا

نچواریج ٹیک قادیانی مسلح منیر الحسنی ہے۔ ہذا ویسے میں قادیانی جماعت کے پیرو اپنے اجتماعات منعقد کرتے تھے اور اپنی مخصوص نمائندگیوں اور کرتوتوں سے اب اس زناویہ کی جملہ ملامت مضبوط کر کے اسے محکمہ اوقاف کی تحویل میں دیا جائے گا۔

قادیانیوں کی سرگرمیوں پر قدغن لگانے کے لئے دمشق کے بعض علماء نے عدالت میں متعدد درخواستیں دائر کی تھیں جن میں اس جماعت کے بطلان اور اس کی مفسدانہ سرگرمیوں کی طرف توجہ دلائی۔

## مفتی اعظم شام کا اظہار اطمینان

کادیانیوں پر اس پابندی کے بعد مفتی اعظم شام نے پریس کے نام ایک بیان جاری کیا جو اخبار ”الانشاء“ مورخہ ۳ جون ۱۹۵۸ء شمارہ ۱۱۱۱ میں بھی شائع ہوا جس کا اردو ترجمہ یہ ہے۔

ابوالیسر عابدین:-

مفتی اعظم جمہوریہ شام نے مندرجہ ذیل بیان جاری کیا ہے۔

احمدی مرکز:

واقعہ محلہ شامور کوہند کر دینے کے بعد اب تمام مہتمم یہی مذہب کی جو دراصل اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے مگر اپنے اوپر اسلام کا لباس لگا کر اس کے اندر نفس نے ہیں کھینچ کٹی کی جا چکی ہے۔ مقام حرمہ میں مذہب اوردود کا مذہب اور اسی حرج مرستہ اور زیہ ہانی کے فنی و بیہات میں شیخ صوفیہ کے مذہب کا ختمہ کر دیا گیا ہے مفتی اعظم نے اس اقدام کی توجیہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ مذہب محض اسلام کو جہنم کرنے اور اجرائی کو پارہ پارہ کرنے کے لیے وضع ہے جسے ہیں۔ علاوہ ان میں مومن الذکر و نونوں مذہب کے ہی والی نازیبا حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں جن کی اسلام میں صریح حرمت ہے۔ مثلاً عورتوں کے ساتھ کھلم کھلا اختلاط رکھتے ہیں اور تنگ دھڑنگ پھرتے، جے ہیں چٹا چٹا ان کے بعض پیرو اپنی انہی نفس حرکات کی بنا پر جیلوں میں بھی جا چکے ہیں۔ تو قیاس ہے کہ مفتی اعظم آئندہ ہفتے کے آغاز میں



شام کے سارے عرقوں کا دورہ کر کے طہارت کا جائزہ لیں گے۔

## مفتی اعظم مصر کا فتویٰ

حضرت علامہ شیخ محمد توفیق مفتی اعظم حکومت مصر نے ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء میں فتویٰ دیا کہ جو شخص بھی حضور اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کتاب و سنت رسول کا منکر پرست ہے۔ درجہ کا بھونکا اور بہتان تراش ہے اس لیے (جماعت علماء) نے مرزا غلام احمد برائے قادیانی کی قبیح ترمیم جماعت کے کافر ہونے کا فتویٰ صادر کیا ہے اصل فتویٰ درج ذیل ہے۔

ومن زعم السوء بعدد فهو كذاب فاك مكذب الله وسنة رسوله ولذا علينا بكفر طائفة القاديانية  
بإسراع العقوبون غلام محمد القادياني الزاعم هو واتباعه انه نبي يوحى اليه وقد لا يجوز منا كتمانهم  
ولا دفعهم لى مقابر المسلمين (مفتی اہل ایمان لندن آخر آئن صفحہ ۸۱ طبع مصر)

آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں بنایا جائے گا۔ ہند حضور اکرم ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ پرست درجہ کا جھوٹا۔ بہت بڑا بہتان بانڈھنے والا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کا منکر ہے۔ اس لیے ہم (علماء حق) نے مرزا غلام احمد قادیانی کی قبیح ترمیم جماعت کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی تمام جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کی طرف وحی کی جاتی ہے اور اس پر بھی فتویٰ دیتے ہیں کہ نبوت ان سے رشتہ قطع جائز ہے۔ درندہ بی انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے۔

(تفسیر اربع صحیح تھونف بحوالہ مذکور)

یہ اسی تفسیر کے صفحہ ۱۰۹ پر مزید معلومات مذکور ہیں۔

## پورے عالم اسلام کا متفقہ فیصلہ

قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اور اسلام کے نام پر اپنے باطل عقائد کی تبلیغ و اشاعت اور امت مسلمہ کے مفادات سے غداری کرتے ہیں۔ اور عالم اسلام میں استعمار اور دس رائیل کی آجکالی کی خدشات سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کی انہی ناپاک سازشوں اور اسلام دشمنی کی بنا پر مکہ مکرمہ میں ۸ اپریل ۱۹۷۴ء کو پورے عالم اسلام کی ایک سو آٹھ (۱۰۸) تنظیموں کا اجتماع ہوا۔ جس میں ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کو تمام تنظیموں کے اجتماع میں قرارداد پاس کی گئی۔ جس میں قادیانی کو غیر مسلم قرار دینے اور انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا گیا۔

چنانچہ حکومت پاکستان نے بھی ۲۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر رابطہ عالم اسلامی کے فیصلہ کی تائید کی۔

## رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی قرارداد

قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں:

قادیانیت وہ باطل مذہب ہے جو اپنے ناپاک اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے۔ اس کی اسلام دشمنی ان چیزوں سے واضح ہے۔

(الف) مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت

(ب) قرآنی نصوص میں تحریف کرنا

(ج) جہاد کے باطل ہونے کا فتویٰ دینا۔

قادیانیت بدعتِ انویٰ استعمار کی پروردہ ہے اور اس کے زیر سایہ سرگرم عمل ہے قادیانیوں نے امت مسلمہ کے مفادات سے ہمیشہ غداری کی ہے اور استعمار و صیہ جونیت سے مل کر اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کیا ہے اور یہ طاقتیں بنیادی اسلامی عقائد میں تحریف و تغیر اور ان کے پھیلنے میں مختلف طریقوں

سے مصروف عمل ہیں۔

(الف) معاہدہ کی تعمیر جن کی کفالت، اسنام دشمن طاقتیں کرتی ہیں۔

(ب) اسکولوں، تعلیمی اداروں اور یتیم خانوں کا کھولنا جن میں قادیانی اسلام دشمن طاقتوں کے سرمائے سے تجزیہ سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ اور قادیانی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تحریف شدہ ترجمے شائع کر رہے ہیں۔ ان خطرات کے پیش نظر کانفرنس نے مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی ہے۔

(۱) تمام اسلامی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ قادیانی معاہدہ مدارس یتیم خانوں اور دوسرے تمام مقامات میں جہاں وہ سیاسی سرگرمیوں میں مشغول ہیں ان کا محاسبہ کریں اور ان کے پھیلانے ہوئے جال سے بچنے کے لیے عالم اسلام کے سامنے ان کو پوری طرح بے نقاب کیا جائے۔

(۲) اس گروہ کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کا اعلان کیا جائے۔

(۳) مرزائیوں سے مکمل عدم تعاون اور اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی ہر میدان میں مکمل ہائیکٹ کیا جائے۔ اور ان کے کفر کے پیش نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔

(۴) کانفرنس تمام اسلامی ملکوں سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کے قبضین کی بر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ نیز ان کے لیے اہم سرکاری عہدوں کی ملازمتیں ممنوع قرار دی جائیں۔

(۵) قرآن مجید میں قادیانیوں کی تحریفات کی تصاویر شائع کی جائیں۔ اور ان کے تراجم قرآن کا شمار کر کے لوگوں کو اس سے متنبہ کیا جائے اور ان تراجم کی ترویج و اشاعت کا سد باب کیا جائے۔

(۶) قادیانیوں سے دیگر باطل فرقوں جیسے ماسلوک کیا جائے۔

روزنامہ ”المنہج“ سعودی عرب

۱۳۔ اپریل ۱۹۷۷ء

## متحدہ عرب امارات میں قادیانیوں پر پابندی

حکومت متحدہ عرب امارات کی طرف سے پاکستان کے اخیر ”نوائے وقت“ اور ”جنگ“ ۸ فروری ۱۹۸۴ء کو یہ خبر شائع ہوئی کہ ابوظہبی کی اسلامی امور اور اوقاف کی وزارت نے اعلان کیا ہے کہ قادیانیوں کے کسی کلب یا تنظیم کو ابوظہبی میں کام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ خلیج فارس نے یہ اطلاع دیتے ہوئے بتایا کہ اعلان میں عوام کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرائی گئی ہے کہ تنظیم اسلامی کانفرنس اسلامی کانفرنس قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے چکی ہے۔ اور اعلان میں مزید کہا گیا ہے کہ قادیانی استغذری خانتوں سے تعاون کرتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے اسلام کا نام لے کر اسلامی شریعت کے خلاف کام کرتے ہیں اعلان میں بتایا گیا ہے کہ ابوظہبی میں قادیانیوں کو دفن کرنے کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ قادیانیوں کی کسی بھی تنظیم کی طرف سے جاری کردہ شوقیت اور کسی بھی دستاویز کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

نوٹ:- اس پابندی کی خبر آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

## قادیانیوں کے متعلق پاکستان کی

### مختلف عدالتوں کے فیصلے!

(۱) ۷ فروری ۱۹۳۵ء کو جناب منشی محمد اکبر خان صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاول نمر نے اپنے فیصلے میں قادیانیوں کو ذرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

(۲) ۲۵ مارچ ۱۹۵۴ء کو میاں محمد سلیم سینیئر سول جج راولپنڈی نے اپنے فیصلے میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

(۳) ۳ جون ۱۹۵۵ء کو جناب شیخ محمد اکبر صاحب ایڈیشنل جج ڈسٹرکٹ راولپنڈی نے اپنے فیصلے میں

مرزا نیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

(۴) ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء کو شیخ محمد رفیع ٹریجہ رسول بیچ اور نسیمی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری غیر مسلم ہیں۔

(۵) ۱۳ جون ۱۹۷۰ء کو سول بیچ سہو جیمز آباد ضلع میرپور خاص نے اپنے فیصلے میں مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

(۶) ۱۹۷۲ء میں جناب ملک احمد خان صاحب مشنر بہاؤ پور نے فیصلہ دیا کہ مرزائی مسلم امت سے بالکل الگ گروہ ہے۔

(۷) ۱۹۷۲ء میں چوہدری محمد نسیم صاحب سول بیچ رحیم یار خان نے فیصلہ دیا کہ مسلمان آپادہوں میں قادیانیوں کو تبلیغ کرنے یا عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں۔

(۸) ۲۸ اپریل ۱۹۷۳ء کو کواڈرڈ کشمیری اسمبلی نے مرزا نیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی۔  
(۹) ۱۹ جون ۱۹۷۴ء کو صوبہ سرحد کی اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(۱۰) ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر رابطہ عالم اسلامی کے فیصلہ کی تائید کی۔

(۱۱) ۲۶ اپریل ۱۹۸۲ء کو مارش لاء دور حکومت میں جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے امتداد قادیانیت جاری کیا جس کی رو سے قادیانی مسلمانوں کے شعائر استعمال نہیں کر سکتے۔

(۱۲) ۱۲ اگست ۱۹۸۳ء کو وفاقی شرعی عدالت نے قادیانیت آؤڈینس کے خلاف درخواست کو مسترد کر دیا۔

(۱۳) ۳۱ مارچ ۱۹۸۹ء کو حکومت پنجاب نے قادیانیوں کے صدمہ سالہ جشن پر پابندی لگا دی۔

(۱۴) ۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو لاہور ہائی کورٹ نے جشن صدمہ سالہ کی اجازت کے سلسلے میں دائر کردہ درخواست کو مسترد کر کے حکومت پنجاب کے فیصلہ کو برقرار رکھا۔

(۱۵) ۳ جولائی ۱۹۹۳ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے قادیانیوں کی درخواستِ انتخابِ قادیانیت آرڈیننس کو مسترد کر کے قادیانیت کے ثبوت میں آخری کیل ٹھوک دی۔

## پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ

حکومت پاکستان نے مرزا یحیٰوں کو اسلام دشمن سرگرمیوں کو روکنے کے لیے ایک آرڈیننس جاری کیا جو گزٹ آف پاکستان کی (غیر معمولی اشاعت) مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا تھا۔ اور اس میں اسلامی اصولوں کے مطابق قادیانیوں کو (ربوی ہوں یا لاہوری) غیر مسلم قرار دیا گیا۔ اور انہیں مسلمہ قوں کی تمام اصطلاحات سے روک دیا گیا۔ اس آرڈیننس کے جاری ہونے پر قادیانی بہت سنج پا ہوئے۔ بھانے اس کے کہ اپنے کفریہ عقائد تسلیم کر لیں۔ الٹا مزید اکر گئے اور کئی قسم کے غیر اخلاقی حربے استعمال کرنے لگے۔ یہاں تک کہ قادیانی اور لاہوری دونوں گروہوں نے پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت میں درخواستیں دائر کر دیں اور حکومت پاکستان کو چیلنج کر دیا کہ اس آرڈیننس کے مندرجات غیر شرعی اور غیر موثر ہیں۔ چنانچہ ۵ جولائی ۱۹۷۳ء کو اس دعوے کو رد کر دیا جس کی سماعت شروع ہو گئی۔ مسٹر مجیب الرحمن اور کمیشن عبدالواحد نے درخواست دہندہ گمان کے حق میں دلائل دیے اور بالفاظِ شیخ غیاث محمد ایڈووکیٹ اور ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی نے حکومت کے حق میں دلائل دیے۔ اور عدالت نے اس مسئلہ سے متعلق امور میں اپنی مدد کے لیے کئی مشیرانِ قانونی اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء کرام کو دعوت دی۔ جنہوں نے اس مسئلہ پر مفصل بحث کی۔

بالآخر وفاقی شرعی عدالت نے اکیس روزہ سماعت کے بعد ۱۴ اگست ۱۹۸۲ء کو قادیانیوں کی دائر کردہ دونوں درخواستوں کو مسترد کر دیا۔ اور عدالت نے سماعت کے بعد اپنے متفقہ فیصلہ میں تحریر کیا کہ۔

درخواست دہندہ گمان کی طرف سے یہ الزام کہ حالیہ آرڈیننس کے ذریعے قادیانیوں کو ان کے مذہب پر عمل کرنے سے روکا گیا ہے۔ درست نہیں ہے۔ قادیانی الزام اٹھاندا مذہب ان کہتے ہیں اور وہ اس سلسلہ میں آزاد ہیں کہ اپنے مذہب پر عمل کریں اور اپنے مذہب کے مطابق اپنی عبادت گاہوں میں

عجرت کریں۔

لیکن مسلمانوں کی اصطلاحات مثلاً: اپنے آپ کو مسلمان نہ کہیں۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد اور اپنی پکار کو اذان نہ کہیں۔ ویراسری غنیمت کے لیے مخصوص القاب خطابات اصطلاحات استعمال نہ کریں۔ ان کے لیے امیر المومنین خلیفۃ المومنین خلیفۃ المسلمین اور مرزا قادیانی کی بیوی کے لیے ام المومنین کے القاب کا استعمال ممنوع ہے صحابہ یا رضی اللہ عنہ کے القاب صرف رسول اکرم ﷺ کے ساتھیوں کے لئے مخصوص ہیں اس طرح اہل بیت کا فقط صرف رسول اکرم ﷺ کے خاندان کے لیے مخصوص ہے قادیانی ان کو ہرگز استعمال نہیں کر سکتے۔

### لٹا ہور ہائی کورٹ کا فیصلہ

اسلامی تاریخ میں قادیانیت کا اتنا خطرہ کتنے ہے جس کو اسلام کے لئے بدترین قرار دیا جاسکتا ہے اس فتنہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ ہندوستان میں اس کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ اس فتنہ کے سو سال پورے ہونے پر قادیانی ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو صد سالہ جشن منانا چاہتے تھے اس کے سنے انہوں نے اپنے پانستانی مرکز (ریو) میں انتظام کرنا شروع کر دیا ریو اور اردگرد کے علاقوں کے چہانویں اور علاقوں پر چراغوں کے لیے مختلف شہروں میں پانچوں سے رابطے کیے۔ مٹی کے دیے کئی ٹرکوں پر منگوائے جو سروس کے تیل سے جلانے تھے۔ قادیانی جماعت کی اس تیاری پر اسلامیان پاکستان کو تشویش لاحق ہوئی پورے ملک میں جلسے جلوس شروع ہو گئے۔ راقم الحروف ان دنوں صوبائی اسمبلی کا ممبر تھا اسمبلی میں آواز بند کی حکومت کو وارننگ دی اگر اس جشن صد سالہ پر پابندی نہ لگئی تو ۳۰ مارچ کو ہار دا رخ ریوہ کی طرف ہوگا۔ چنانچہ حکومت پنجاب نے فوراً پابندی عائد کر دی۔

۱۱ مارچ ۱۹۸۹ء کا دن قادیانیوں کی ذلت کا سامان لئے رطلوں ہوا۔ قادیانیوں نے اس پابندی کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کر دی لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس گلبرگ صاحب کے ہاں کیس لگا۔ قابل اسٹرائیج نے قادیانیوں کو کہا اب جشن کا وقت گزر گیا ہے اب یہ رٹ بعد از وقت ہے

لیکن قادیانیوں کا اصرار تھا کہ نہیں یہ فیصلہ ہونا چاہیے کہ یہ پابندی جائز تھی یا ناجائز۔ قادیانیوں کے اصرار پر عدالت کی کارروائی شروع ہوئی۔ پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے جناب مقبول الہی ایڈووکیٹ جنرل پنجاب اسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نذیر احمد غازی کو منتخب کیا۔ راقم الحروف کی طرف سے اسماعیل قریشی صاحب میدان میں آ گئے۔ ساعت ۲۲ بجی (۱۹۹۱ء) کو مکمل ہوئی۔ قائل احترام مجلس خلیل الرحمن نے مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو پابندی جائز قرار دے کر لاہور ہائی کورٹ کے قاضی کمالیک مرتبہ پھر بلند مردید۔

## سپریم کورٹ آف پاکستان

قادیانیت اس صدی کا سب سے بڑا فتنہ ہے اس الٹیس کو انگریز سامراج نے اپنے استعماری مقاصد کے استعمال کے لیے سرزمین قادیان میں ڈالا تھا کیونکہ اس کے اقتدار کو اگر کسی سے خطرہ لاحق تھا تو وہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں یہ فتنہ سامنے آیا تو مرزا غلام احمد کے کفر کے خلاف علماء لدھیانہ نے پہلا فتویٰ دیا۔ ۱۹۳۵ء میں ہندوپور کی عدالت نے بعد میں دوسری عدالتوں نے ان کے کفر کو طشت از با م کیا۔ ۱۹۷۳ء میں قادیانیوں کو آؤ کشمیر اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جبکہ اس سے قبل دیگر عرب ممالک میں قادیانیت کے کفر پر سرکاری مہر لگ چکی تھی۔ اپریل ۱۹۷۴ء میں روایتی عالم اسلامی کے زیر اہتمام ہونے والے اجلاس میں ۲۲ تنظیموں کے نمائندگان نے ان کے کفر کا اعلان کیا۔ ۷ اکتوبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ مارشل لا دور حکومت میں جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو اقتدار قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ قادیانیوں نے اس کی خلاف ورزی کی اور آئین شکنی پر اتر آئے سول عدالتوں سے معاملہ ہائی کورٹ تک پہنچا۔ ہائی کورٹ نے بھی اس آرڈیننس کی حمایت کر دی۔ قادیانیوں نے ہائی کورٹ کے فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کر دی جوں جوں فیصلے ان کے خلاف ہوتے گئے وہ سپریم کورٹ سے رجوع کرتے رہے۔ ۱۹۸۸ء سے لے کر ۱۹۹۲ء تک کل انہیوں کی تعداد آٹھ ہوئی۔ ۱۹۹۱ء کے آخر میں ان انہیوں کی ہاتھ دھوا سعت شروع ہوئی۔ قادیانیوں نے ساعت کے پہلے



روز وکیل کی مصروفیت کا غرض پیش کر کے سماعت ملتوی کروادی۔ ۱۹۹۲ء میں جسٹس محمد افضل صاحب کئی مادے کے لیے امریکہ اور برطانیہ کے دورہ پر گئے تو ریلوے میں یہ صدام کو ختم کرنے لگی۔ قادیانی میڈرین اور تحفظ حقوق انسانی کمیشن کے ارکان کی چیف جسٹس صاحب قادیانی مقصد براری کے لیے ملاقاتوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ چیف جسٹس صاحب وانس شریف لائے۔ ایک بچ لکھیل دیا جو جسٹس شفیع الرحمن جسٹس عبدالقدیر چوہدری جسٹس محمد افضل لون جسٹس ولی محمد اور جسٹس سلیم اختر پر مشتمل تھا۔ جسٹس شفیع الرحمن اس بچ کے سربراہ بنے۔ قادیانیوں کی طرف سے مسٹر فخر الدین جی اور احمد بوہری وکیل تھے۔ پاکستان کی گورنمنٹ کی طرف سے انارنی جنرل مسٹر عزیز بے خشی کے علاوہ چاروں سوہوں کے ایڈووکیٹ جنرل وزارت مذہبی امور کی طرف سے جناب سید ریاض الحسن گیلانی پیش ہوئے۔ جبکہ راقم الحروف کی طرف سے جناب محمد اسماعیل قریشی صاحب مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے جناب راجہ حق نواز صاحب تھے۔ حق و باطل کا معرکہ ہوا راقم الحروف اکثر ایملوں میں فریق رہا۔ ۳۰ جنوری ۱۹۹۲ء سے ۳ فروری تک مسلسل سماعت ہوئی۔ سیمر بنارڈ میر افضل سمیر بنارڈ محمد امین منہاس صاحب اور جناب ریاض الحسن گیلانی صاحب کا بیان ہوا۔ جناب محمد اسماعیل قریشی صاحب کا بیان ایمان پرور تھا۔ جناب عزیز بے خشی انارنی جنرل آف پاکستان نے متعدد سپریم کورٹ کے فیصلہ جات دیگر منٹ لک کی عدالتوں کے حوالہ جات دے کر قانونی لحاظ سے جنگ جیت لی۔ ۳ فروری ۱۹۹۳ء کو مقدمہ کی سماعت مکمل ہو کر فیصلہ محفوظ ہوا۔ مرزا طاہر نے عدالت میں تقریر کر کے پروپیگنڈہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا۔ عدالت عظمیٰ کا وقار بڑھا۔ اہل حق کو فتح نصیب ہوئی۔ ۳ جولائی ۱۹۹۳ء سپریم کورٹ آف پاکستان نے اکثریت کی بنیاد پر فیصلہ دیا جس کی رو سے قادیانیوں کی تمام اپیلیں خارج کر دی گئیں۔ سپریم کورٹ نے بھی قادیانیوں کی کفر پر مہر لگا دی۔ حق جیت گیا باطل اپنی موت آپ مر گیا۔ پانچ بیج حضرات میں سے چار نے مفتی فیصلہ سے قادیانی موقف کو مسترد کر دیا۔ عزت مآب جسٹس عبدالقدیر کے مبارک ہاتھوں سے لکھے ہوئے فیصلے سے اتفاق کیا۔ اس فیصلہ کے بعد قادیانیوں نے سپریم کورٹ آف پاکستان میں پھر نظر ثانی کی درخواست اپیل کر دی گئی، اللہ یہ اپیل بھی مسترد ہوگی۔ امت مسلمہ کامیاب ہوگی۔

الحمد للہ قد دیا نیت کے سطر و فرب کا پردہ چاک ہو چکا ہے اب تمام عالم اسلام پر غرورِ قادیانی اور اس  
 سے سچے کاروں کا ذلیل و قریب عیارِ نیککاری اور بدکاری روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے۔ کچھ بھی  
 ”کتے کی ہندی“ والا معاملہ ہے کہ اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں اور نئے اسلام کو قبوں نہیں کرتے۔ آخر  
 میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سادہ لوح اور راہِ راست سے بھٹکے ہوئے قادیانیوں کو راہِ راست پر آنے کی  
 توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

# ربوہ

کا نام تبدیل ہو گیا

## رہوہ پنجاب نگر کیسے بنا

الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطفى امين بعد!

قادیان ہندوستان میں مشرقی و پنجاب کے ضلع گورداسپور کی تحصیل بنامہ کا ایک قصبہ ہے جو مرزا غلام احمد مدنی کی موت کی وجہ سے مشہور ہو رہا ہے۔ اس کے پیر و کاروں کو قادیانی کہا جاتا ہے۔ اگرچہ قادیان میں اکثر ہمیشہ ان لوگوں کی رہی ہے جو اس کے پیر و کار نہ تھے آج کل بھی یہ زیادہ سکھوں کی ہی ایک آبادی سمجھا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے قادیان کی بڑی تعریف کی ہے اور اسے اللہ کے رسول ﷺ کی نسبت لگا کر ادا کیا ہے۔ اسے ذرا ایمان قرار دیا اور یہاں تک کہا کہ ”اب مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دوہا خشک ہو چکا ہے۔ اب بونچھ لیتا ہے وہ قادیان سے ہی ملے گا“۔ قادیان کے سوا نہ جس کو ظنی بخ قرار دیا۔ اس کی تمام پرستی کتابوں اور اخبارات میں قادیان کو ”دوران مان“ لکھا ہوا ہے۔

### قادیانیوں کی خداری:

۱۹۶۷ء میں ملک دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ پنجاب کی تقسیم کا فارموا یہ تھا کہ جس ضلع میں اکیان فیصد یا اس سے زیادہ مسلمان آبادی ہوگی وہ پاکستان میں شامل ہوگا اور جس میں غیر مسلم آبادی اکیان فیصد یا اس سے زیادہ ہوگی وہ بھارت میں شامل ہوگا۔ گورداسپور کا ضلع مسلم اکثریت کا ضلع تھا اور یہ بھارت میں پاکستان کے نقشے میں شامل تھا مگر قادیانی مردم شماری میں اپنے مسجد و گھر پر مصر تھے اور اپنے آپ کو احمدی لکھوانا چاہتے تھے۔ چنانچہ ریڈ کلف کمیشن نے کہا کہ ہمارے پاس دو خانے ہیں مسلمان اور غیر مسلم۔ احمدی کے لیے دکن تیسرا خانہ نہیں ہے آپ کا شمار دونوں میں سے کسی ایک میں ہو سکتا ہے مگر قادیانوں نے اس وقت اپنا شمار مسلمانوں میں نہ کرایا۔ انگریزی حکومت کے سامنے سازش سے ضلع گورداسپور کی مسلم آبادی اکیان فیصد سے کم ظاہر کی گئی اور ضلع گورداسپور ہندوستان میں چلا گیا۔ اگر گورداسپور کا ضلع پاکستان میں شامل ہوتا جس طرح پاکستان کے پہلے مجوزہ نقشہ میں تھا تو آج کشمیر کا

مسئلہ پیدا نہ ہوتا کیونکہ سری نگر اور جموں کو راستہ پھنکان کوٹ شملع گورداسپور سے جاتا ہے جواب جماعت کے زیر قضا ہے۔ کشمیر میں گزشتہ پچاس سالوں سے جتنی قتل و غارت گری معصوم بیٹیوں، بہوؤں کی عصمت دری ہو رہی ہے معصوم بچوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے، سہاگ اجڑ رہے ہیں، بچے یتیم ہو رہے ہیں، یوزموں کے سہارے چھینے جا رہے ہیں، خیزروں بلکہ لاکھوں قیمتی جانیں آزادی کی جھنٹ چڑھ رہی ہیں اس کی تمام ذمہ داری اسی قادیانی جماعت پر ہے۔

### جھوٹے پر خد کی پھٹکار:

جب گورداسپور کا ضلع ان کے غیر مسلم ہونے کے باعث ہندوستان میں شامل ہو گیا اور پنجاب میں ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے تو ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کیا اور مسلمان وہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ تاہم قادیانوں کو انہوں نے کچھ نہ کہا اور وہ بالکل محفوظ تھے لیکن انگریزی سیاست کا یہ تقاضا تھا کہ قادیانیوں کو پاکستان بھیج کر مسلمانوں کے لیے مسائل پیدا کیے جائیں۔ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے ان عقیدہ فام آقاؤں کی اسی سیاست کو پران چڑھانے کے لیے اپنی جماعت کو پاکستان جانے کا حکم دیا حالانکہ سکھوں نے ان پر کوئی حملہ کیا تو اور نہ ہی وہاں سے نکلنے پر انہیں مجبور کیا تھا۔ مگر یہ خود ترک وطن پر آمادہ ہوئے اور قادیان سے بھاگ کر لاہور آ کر پناہ لی۔ قادیان جسے یہ "دارالامان" کہتے تھے انہوں نے اپنے لیے "دارالہلاک" اور "دارالفساد" ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ نے قادیانی دجال کو جھوٹا کر کے اس کو اور اس کی پوری جماعت کو ذلیل کر دیا۔ اگر خود اللہ تعالیٰ نے قادیان کو مکہ مکرمہ کی طرح دارالامان بنا دیا تو یہ وہیں رہتے کم از کم مرزا قادیانی کا تمام خاندان تو وہیں رہتا۔ ان کو تو وہاں امن حاصل تھا دوسرے قادیانوں کی طرح مرزا قادیانی کا تمام خاندان اس کی بیوی نصرت جہاں بیگم تینوں بیٹے مرزا بشیر الدین محمود، مرزا بشیر احمد، مرزا شریف احمد مرزا کی بیٹیاں مع اپنے پورے کنبے کے قادیان سے بھاگ کر لاہور آئے اور بہت شور کیا کہ قادیان اب "دارالامان" نہیں رہا۔ حاصل یہ کہ ان کے جھوٹ کا پردہ چاک ہوا اور جھوٹ کی نعت کا طوق ان کے گلے میں پڑا اور ان کے لیے قادیان دارالامان کی بجائے دارالفرار بن گیا۔

مرزا قادیانی کا ایک اور عجیب الہام:

مرزائی کا الہام ہے:

”اخرج منه البیہیون“ (تذکرہ) ص ۱۸۱

قادیان سے یزیدی لوگ نکالے جائیں گے۔

مرزا کے جانشین اول حکیم نور دین کی ۱۹۱۳ء میں وفات ہوئی اس کی جانشینی کے مسئلہ پر اختلاف پیدا ہوا تو ایک طرف مرزا کا بڑا بیٹا شیر الدین محمود امیدوار تھا اور دوسری طرف مولوی محمد علی لاہوری تھا۔ مرزا محمود غالب اکثریت سے کامیاب ہو گیا اس لیے کہ اس کی والدہ نصرت جہاں بیگم کا دوٹو بھی اپنے بیٹے کے حق میں تھا اور مرزا قادیانی کا خاندان بھی چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ہو اس جماعت کی سربراہی ہمیشہ اس خاندان میں رہے۔ مرزا بشیر الدین جانشین مقرر ہو گیا۔ مولوی محمد علی لاہوری اور اس کے ساتھیوں نے مرزا محمود کی بیعت نہ کی اس کی جماعت و قادیانی حضرات ”غیر مبایعین“ کہتے تھے۔ ۱۹۲۰ء تک چھ سال وہیں قادیان میں رہ کر کام کرتے رہے۔ جب محمد علی نے سمجھا کہ اب ہماری یہاں دال نہیں گھٹی مرزا محمود اچھی طرح جماعت پر قابو پا چکا ہے تو یہ قادیان چھوڑ کر آئے اور لاہور میں ”انجمن اسنام احمدیہ“ کے نام سے ایک نئی تنظیم قائم کر لی اور اس کا پہلا امیر خود مقرر ہو گیا۔ جب دودکا میں مکمل کئیس تو اچنی دکانوں کو چمکانے اور کامیاب کرنے کے لیے دونوں میں اختلافات کا سلسلہ چل اٹھا اگر نہ ۱۹۲۰ء تک تو دونوں ایک ہی تھے اور باہمی عقائد کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ ایک دوسرے کے خلاف الزامات اور مبدعیت کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا۔ ۱۹۳۵ء میں مرزا محمود نے محمد علی لاہوری کے الزامات و اعتراضات کے جواب میں ”آئینہ صداقت“ نامی ایک کتاب لکھی اور دیگر باتوں کے علاوہ مرزا محمود نے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۲۰۲ پر محمد علی لاہوری اور اس کی پارٹی کو مرزا غلام احمد کے الہام ”اخرج منه البیہیون“ کا مصداق ٹھہرایا کہ محمد علی لاہوری اور اس کی پارٹی حضرت کے اس الہام کے مطابق یزیدی ہیں کیونکہ یہ خاندان رسالت کے خلاف ہیں۔

## خدا کی قدرت کا ظہور:

خدا تعالیٰ کی قدرت کا ظہور اس وقت ہوا جب ۹۶ھ میں ملک تقسیم ہوا اور ضلع گورداسپور ہندوستان میں چلا گیا۔ درمرزا بشیر الدین محمود اور اس کے پیروکاروں کو بھی قادیان چھوڑنا پڑا اور وہ بھی اسی شہر لاہور میں آکر پناہ گزین ہوئے جہاں ان کے پہلے پیروی رہتے تھے تو محمد علی لاہوری نے مرزا صاحب کا یہی لہجہ مانع کیا اور کہا کہ حضرت صاحب کے اس الہام کا اصل مصداق امرزا محمود اور اس کی پارٹی ہے کیونکہ یہ کالے گئے ہیں، ہم تو خود اپنی مرضی سے منگے تھے نورالہام کے الفاظ میں "اخرج" ہے جس کا معنی ہے "نکل" لے جائیں گے، ہم تو سرے سے اس الہام کو ہی نہیں مانتے۔ یہ شیطانی آواز مرزا نے کیسے سن لی اور اسے مرزا کی الہام کہہ دیا۔ (مستفاد) اخیر یہ ان کے گھر کا معاملہ ہے کہ مرزا کے الہام کے مطابق محمد علی لاہوری اور اس کی پارٹی اصلی پیروی ہیں، مرزا محمود اور اس کی پارٹی نوہ ماہ بیچہ کراس کا فیصلہ کر لیں۔ ہمارے نزدیک تو دونوں پیرویوں سے بھی بدتر ہیں۔

## مستقل نئے شہر کی خطرناک سازش:

تقسیم ہند کے بعد مختلف مکتبہ ہائے فکر سے متعلق مسلمانوں نے ہجرت کی۔ جو لوگ پاکستان پہنچے ان میں سے کئی نے یہ نہ سوچا کہ اپنے علیحدہ شہر بنائیں، مختلف شہروں میں جہاں کسی کو جگہ ملی، مقیم ہو گئے۔

مرزا بشیر الدین اپنی روایتی شاطرنہ اور عیارانہ فطرت کی بناء پر جب قادیان "دارالامان" سے بھاگ کر لاہور آئے تو ایک خاص منصوبہ کے تحت یہ فیصلہ کیا کہ تیسرا کوئی جگہ تلاش کریں اور اپنا علیحدہ مستقل شہر بنائیں جس میں سوائے قادیانیوں کے اور کوئی باشندہ نہ ہو اور قادیانیوں کی ملک ہو۔ دراصل اس کا منصوبہ یہ تھا کہ اپنے علیحدہ شہر بنا کر عیسائیوں کی طرح "وینچی کنٹری" کی طرح امریکہ وغیرہ سے اپنا علیحدہ شہر منظور کر لیں اور اپنی چھوٹی سی علیحدہ حکومت قائم کر لیں گے جس میں تمام نظام ان کا بنا ہوگا۔ یہ حکومت کے اندر ایک "مٹی حکومت" کا خدہ بنا کر منصوبہ تھا۔

## جگہ کی تلاش:

چنانچہ اس منصوبہ کے تحت مرزا بشیر الدین نے تین اضلاع سیالکوٹ، شیخوپورہ اور جھنگ کا انتخاب کیا اور ایک سروے ٹیم مقرر کی کہ ان اضلاع میں مناسب جگہ تلاش کرے جہاں پر وہ اپنے منصوبہ کے تحت نئے شہر کی بنیاد رکھیں۔ مرزا بشیر الدین کی ان تین ضلعوں کے انتخاب کی وجوہ درج ذیل تھیں۔

## ضلع سیالکوٹ:

اس لیے کہ پنجاب میں بلکہ پورے پاکستان میں سب سے زیادہ قادیانی اس ضلع میں ہیں اور سر نظر اللہ قادیانی (پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ) کا تعلق بھی اسی ضلع سے ہے۔ اگر اس کے قرب و جوار میں ہم اپنا شہر بسائیں گے تو ہمیں وہاں سے سہولت اچھی ملے گی اور وہ بوقت ضرورت ہمارے کام آئے گا۔ نیز بارہ رز دیکھ بولنے کی وجہ سے خرمی سرگرمیوں میں آسانی ہوگی۔

## ضلع شیخوپورہ:

اس کا انتخاب اس نظریہ سے تھا کہ شیخوپورہ میں ننگر نہ صاحب مکہ ٹیسٹ ہے۔ اگر سکھ اپنا علاقہ چھوڑ کر بھارت چلے گئے تو ان کی جگہ ہم اپنی ریاست قائم کر لیں گے۔

## ضلع جھنگ:

اس سے کہ وہ انتہائی پسامردہ اور جہالت کا ضلع ہے اس میں ان پڑھ لوگ زیادہ ہیں ان کو ہم آسانی سے اپنا افکار بنالیں گے۔

سروے ٹیم نے تینوں اضلاع کا سروے کیا۔ انہیں چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے مغربی کنارے گورنمنٹ کی خالی پڑی ہوئی جگہ سب سے زیادہ پسند آئی کیونکہ دفاعی اعتبار سے بھی یہ جگہ ان کے لیے انتہائی موزوں تھی۔ مرزا محمود نے بھی اس سے اتفاق کیا۔ اس وقت گورنر پنجاب ایک انگریز فرانسس موڈی تھا اس انگریز گورنر نے (۱۹۳۲ء) ایک ہزار چوتیس ایکڑ زمین کا وسیع قطعہ برائے نام



قیمت دس روپے پر انگریز کے حساب سے انہیں فروخت کر دیا۔ ہمارے ریبوہ جس ۳۲ میلانہ خادم حسین قادریانی  
نئی بستی کی بنیاد اور اس کا نام:

اس رقبہ پر ۲۰ ستمبر ۱۹۳۸ء میں نئے قصبہ کی بنیاد رکھی گئی اور قادیان میں مرزا قادیانی کی ”مسجد  
مبارک“ جو وہاں سکھوں ہندوؤں کے لیے چھوڑ آئے تھے اس نام سے موسوم مسجد کی بنیاد رکھی۔ اب اس  
نئی بستی کا نام زیر غور آیا۔ مختلف لوگوں نے مختلف نام تجویز کیے۔ کسی نے ”دائرہ الجہت“ کسی نے ”محمود  
آباد“ کسی نے ناصر آباد کی تجویز دی۔ مولوی جلال الدین شمس نے تجویز دی کہ اس کا نام ”ریبوہ“ رکھیں  
”کیونکہ“ ”ریبوہ“ کا لفظ چارہ نمبر ۱۸ سورہ صافات آیت نمبر ۵۰ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کی  
ہجرت کے ضمن میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ”ہم نے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ  
تختہ کو جب وہ ہجرت کر کے آئے تو انہیں ایک موٹی جگہ (ریبوہ) میں جو قراہو والی اور چشموں والی تھی پناہ  
دی۔“ ”ریبوہ“ اسی جگہ کا نام تھا یہ اس جگہ کی حقیقت تھی کہ وہ اونچی تھی۔ مفسرین کرام نے ”ریبوہ“ سے  
مراد فصیح لیا ہے کہ وہ اونچی جگہ پر واقع ہے۔

مولوی جلال الدین شمس نے کہا کہ ہم بھی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی امت ہیں اور  
ہجرت کر کے آئے ہیں تو اس شہر کا نام ”ریبوہ“ رکھیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں آیا ہے۔ ”ریبوہ“ نام  
کا شہر دنیا میں نہیں موجود نہیں جب اس شہر کا نام دنیا میں مشہور ہو جائے گا تو آئندہ جل کر برقرآن  
پڑھنے والا شخص یہی سمجھے گا کہ قرآن کریم میں جو ”ریبوہ“ کا لفظ آیا ہے اس سے مراد یہی ”ریبوہ“ شہر ہے  
جو پاکستان میں موجود ہے اور یہی مسیح موعود کا مقدس شہر سمجھا جائے گا اور اس میں مرزا کی یہ پیشین گوئی  
بھی پوری ہو جائے گی کہ قرآن میں تین سہروں کا نام بڑے اعزاز سے ذکر کیا گیا ہے ”مکہ مدینہ اور  
قادیان“ کیونکہ ”ریبوہ“ دوسرے لفظوں میں ایک یہ قادیان ہی تو ہوگا۔ (تاریخ ریبوہ ص ۲۷)

اس گہری سازش کے ساتھ قرآن کریم میں یہ ایک خطرناک قسم کی تحریف کی گئی کہ لفظ تو یہی رہے  
لیکن اس کا کس اور مصداق بدل جائے۔ اسے کہا جاتا ہے: ”كَلِمَةً خَافَتْ بِهَا الْبَاطِلُ“ کہ ”کلمہ حق

سے ہاتھ کا ارادہ کرنا۔ ”ورت یہ نام رکھنے کا کیا مطلب تھا؟“ ربوہؒ اور دوسری ”نیلہ“ اور ”نجلی“ میں ”مہر“ لکھتے ہیں۔ آج کل نیا، مکی عظیم شخصیت پر لکھا جاتا ہے جیسا ”اہل پورا“ انگریز نے نہ پر تھا اس کا نام بدل کر ”نیلہ“ یا ”شاہ نصیب“ کے نام پر رکھا گیا۔ جیسے پاکستان میں دیگر نئے شہر آباد کیے گئے۔ مثلاً ناروق آباد، قندھار، جوہڑ آباد، لیاقت آباد، وغیرہ۔ اُمرقاہ یا نعلوں کی یہ تحریف قرآن کی مذہب اور نصیحت غرض نہ ہوئی تو وہ اس کا نام مرزا محمد دے نام پر ”محمود آباد“ کیا اس کے بیٹے ناصر کے نام پر ”ناصر آباد“ یا مرزا ناصر کے نام پر ”ظاہر آباد“ رکھتے۔ آخر یہ نام رکھنے میں اس سازش کے علاوہ اور کوئی غرض تھی۔

### ایک لطیفہ:

آغا شورش کشمیری مرحوم بنایا کرتے تھے۔ ۱۹۷۳ء میں پاکستان کے درپے درپے میں بہت بڑا سیلاب آیا تھا۔ غوب کے بہت سے شہر متاثر ہوئے ایک قادیانی میر نے کہا ”کون سے آپ کے حضرت؟“ ”کہا ”آغا صاحب اب تو ہمارے حضرت پر ایمان لائیں“ میں نے کہا ”کون سے آپ کے حضرت؟“ ”کہا ”حضرت مسیح موعودؑ اور مرزا غلام احمد قادیانیؒ“ میں نے کہا ”کرود کروڑ لغت انگریز کے اس آکر دھوئے مچال پر“ قادیانی کہنے لگا ”وہ نہیں جی کتنے بڑا سیلاب آیا ہے نہ دیا ہے پنجاب کے کنارے چھوٹا تہا ہو گیا اور ”ربوہ“ بھی ”نیا“ اس میں سیلاب نہیں آیا۔“ ”آغا صاحب نے کہا کہ ”اچھا دیکھو یہ راوی میں بھی بڑا سیلاب آیا لیکن لاہور کا (نئی) محلہ ”نیا“ یا وہاں سیلاب نہیں آیا۔ اھر آپ کے لہر رہا ہے سب کا پانی نہیں آیا وہ ”نیا“ معلوم ہوتا ہے کہ ٹی اور ب والے ایک اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔“ ”معلوم رہے کہ ٹی ایک خاص محلہ ہے جسے آپ لاہور والوں سے ہی پوچھ سکتے ہیں۔ ہمیں تو اس کی صراحت کرتے شرم آتی ہے۔“ ”آغا صاحب کا یہ جواب سن کا وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا۔ دریا کے پنجاب کا مغربی کنارہ جہاں ”ربوہ“ آباد ہے وہ اوجھا ہے۔ ایک طرف پیداری سلسلہ ہے تو دوسری طرف ”نیا“ کا پانی نہیں آتا اس لیے اس میں کوئی کرامت کی بات نہ تھی۔

ربوہ نام رکھنے میں ایک دوسری مخفی حکمت:

مرزا قادیانی نے اپنی مشہور کتاب "ازالہ اوہام" صفحہ ۷۷۱ خزانہ جلد ۳ ص ۱۲۲۱ پر لکھا ہے کہ: "قرآن کریم نے تینوں شہروں کا نام بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ کر لیا ہے۔ مکہ مدینہ اور قادیان۔" اب مکہ اور مدینہ کے نام تو قرآن کریم میں موجود ہیں لیکن قادیان کا نام قرآن کریم میں کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ قرآن کریم پر مرزا قادیانی کا یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کا راتی دنیا تک کوئی جواب نہیں اور نہ کوئی اس کا جواب دے سکے گا۔

علماء کرام قادیانیوں سے مطالبہ کرتے تھے کہ جس قرآن کریم سے "قادیان" کا لفظ دکھاؤ۔ تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ مرزا قرآن پر جھوٹ بول کر نعمت کا حقیق مول ہے اور وہ اپنے ان تمام قادیانی کا مستحق ٹھہرے گا جو اس نے جھوٹ بولنے والوں پر نکلائے ہیں یعنی۔

۱۔ جھوٹ بولنا مرتبہ ہونے سے کم نہیں۔ (تحفہ گلزارِ حاشیہ ص ۲۰ جلد ۵ ص ۵۶، روحانی خزائن ص ۵۶/۳)

۲۔ جھوٹ بولنا اور گواہ نہ دیکھنا ایک جیسا ہے۔ (حقیقت لوحی ص ۲۰۶، روحانی خزائن ص ۲۱۵/۳۲)

۳۔ وہ کبھی جو لدا لڑنا کہتا ہے جس اور بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔

(شخص حق جلد ۲ ص ۳۸۶، روحانی خزائن ص ۴۰۱)

لیکن افسوس کہ مرزا قادیانی کو قرآن دیگر آسمانی کتابوں انبیاء کرام و اولیاء پر اور خود خدا پر جھوٹ بولنے ذرا شرم نہ آئی۔ (اس کے ایسے جھوٹوں کے بے شمار حوالے موجود ہیں) اب قادیانی مرزا کے اس جھوٹ یعنی "قرآن پاک میں تین شہروں کا بڑے اعزاز و اکرام سے ذکر ہے" سے بڑے لاچار و پریشان تھے کیونکہ قرآن پاک میں کہیں قادیان کا نام نہیں ہے چنانچہ انہوں نے سوچا کہ اب قادیان کا مقابلہ جو شہر آباد کیا جا رہا ہے تو اس کا نام ایسا رکھا جائے جو قرآن میں موجود ہو کہ وہ تامل کر سکیں کہ دراصل مرزا صاحب کا مقصد یہ تھا کہ قادیان کے بدلے جو شہر آباد ہو گا اس کا نام قرآن مجید میں موجود ہے اور وہ "ربوہ" ہے جس کا ذکر بڑے اعزاز و اکرام سے قرآن کریم میں ہے لہذا "ربوہ" کا قرآنی نام

دیکھ کر اس جھوٹ پر طبع سازی کرنا بھی مقصود تھا۔

## تبدیلی نام کی مختصر روئیداد

اللہ تعالیٰ کی قدرت قابو ہے کہ وہ ایسے جالوں کے ناپاک منصوبے پر، دوہرے تک نہیں چلنے دیتا اور وہ ایسے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ”ربوہ“ قرآن کریم کا مقدس لفظ ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ نہ کھانے نہ کھانے چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا تحفظ کر لیا تو جس کا ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی ہے یا وہ خیانت سے مجھے بتا دیا۔ میرے دل میں یہ خیال ڈالا کہ نثر کی کسی ہستی کا نام قرآن پاک کے کسی لفظ پر نہ ہونا چاہیے نہ کلمہ آئے والے ہے خبر مسلمان قادیانیوں کی اس تحریف سے گمراہ نہ ہوں۔ مجھے صبح فروع تاریخ تو پانچویں لیکن اندازہ ہے کہ اس عجیب پر ۳۰ سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا ہے۔

میں نے جب اس تحریک کا آغاز کیا تو ابتداً ایک دو دورتی پمفلٹ ”ربوہ کا نام تبدیل کرو“ شائع کیا۔ اسے پورے ملک میں حتیٰ الوسع پھیلا یا رسائل و جرائد میں مضمون چھپونے لگے۔ شکر تیار کرو کر مختلف عوامی جگہوں پر گونے عام جلسوں میں اور کانفرنسوں میں اسے مطالبہ کی شکل میں منظور کرایا تاکہ عوام مناس تک اس کی اہمیت پہنچے۔ چنانچہ جہاں تک ہمارے لیے ممکن تھا اس کی بھرپور تشہیر کی۔ ایک مرتبہ میں نوجوانوالہ سے بذریعہ اس سیاست جہاں تھا کہ بس میں میں نے یہی پمفلٹ تقسیم کیا۔ تھروٹر کا ایک سؤ ذمت یہ پڑھ کر میرے پاس شکر یہ ادا کرنے آیا۔ اس نے کہا کہ ”یہ پمفلٹ پڑھنے کے بعد اب مجھے چاہیے کہ یہ ”ربوہ“ کوئی یا شہر ہے ورنہ میں تو جب بھی قرآن پاک میں ”ربوہ“ کا لفظ پڑھتا یا سنتا تو برا خوش ہوتا کی اتنا مقدس شہر ہمارے ملک پاکستان میں ہے۔ اس نوجوان کا یہ تاثر سن کر میرے خیال کو مزید تقویت ملی کہ ابھی اسے ”ربوہ“ کی تاریخ سے واقف نوجوان اس غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں تو مستقبل بعید میں یہ ہوگا۔ نیز ہمارے ملک کے عوام کا یہ حال ہے جہاں پر لوگوں کو اس بارے میں آگاہ کیا جا رہا ہے تو پاکستان سے باہر مسلمانوں و دوسرے لوگوں کا کیا حال ہوگا جبکہ اس نام کو مرزائی اپنے ہیڈ کوارٹر کے حور پر پوری دنیا میں مشہور کر چکے ہوں گے۔

## افریقائی ممالک کا پہلا دورہ:

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قانون بنوں کو آئین میں باضابطہ تسلیم کرنے کا فیصلہ کر دیا۔ اسی سال مرکز الاسلام کے کرب میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں کی کانفرنس ”مؤتمر منکلمات اسلامیہ“ منعقد ہوئی۔ اس میں ایک سو پچاس ممالک کے تین صد سے زائد علماء کرام مقتدیانِ عقدہ اور مذہبی سکالرز نے قادیانیوں کے خلاف ایک متفقہ قرارداد سے ان کے کفر کا اعلان کیا اور تمام اسلامی ممالک سے مطالبہ کیا کہ انہیں اپنے ممالک میں غیر مسلم قرار دے کر ان کی ارتدادی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں تو ان کو عظیم تر اورادوں سے ہمارے لیے بیرون ملک کو م کرنے کی راہ ہموار ہوگئی۔ چنانچہ سب سے پہلے افریقی ممالک میں دورہ کا ہمارا پروگرام مرتب ہو کیونکہ افریقہ میں قادیانی بڑے زور و شور سے اپنی ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ ۱۹۷۶ء میں اللہ تعالیٰ نے اسبابِ نمبر کو بچے اور قائم نے ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب کی رفاقت میں دورہ کیا۔ وہاں جب چھیوٹ اور ربوہ کا ذکر کیا جاتا اور انہیں بتایا جاتا کہ چھیوٹ کی تاریخ قبل از مسیح ہے اور ربوہ ۱۹۳۸ء میں آباد ہوئے تو انہی لوگ ہماری تردید کرتے ہوئے کہتے کہ ”ربوہ تو بہت مقدس شہر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ نیا شہر ہے؟“ لوگوں کی یہ پختہ رائے سن کر میرے خیال کو مزید تقویت ملی کہ جس چیز کا ہمیں خدشہ تھا وہ بالکل پورا ہو رہا ہے۔ اب اگر اس مسئلہ کو تنجیدگی سے نہ لیا گیا تو آئندہ نسلوں کا کیا حال ہوگا؟ چنانچہ یہ خیال پختہ ہوا کہ اس نام کو بر حال میں تبدیل ہونا چاہیے تاکہ آئندہ نسلیں قرآن کریم کی اس تحریف سے محفوظ رہیں۔

ولیس دین بنی کر میں نے اس تحریک کو بھرپور مصروفیت سے شروع کیا حتیٰ کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان جمعیت علمائے اسلام و تنظیم اہل سنت بورڈ میگزین جی اے سی نے بھی اس کی اہمیت کے پیش نظر اس مطالبہ کو اپنے دیگر مطالبات میں شامل کر لیا۔

ایک ہم جنوں مجاہد دوست:

ہمارے ایک دوست ملک نصیر الدین صاحب مرحوم (ٹیشن ماسٹر) ضلع گورداسپور کے مجاہد تھے ان کے بعض رشتہ دار قادیانی بھی تھے ملک صاحب ختم نبوت کے سچے عاشق اور پروانے تھے۔ قادیانیوں کے خلاف تبلیغ کرنے کا شوق انہیں جنوں کی حد تک تھا باقاعدہ حوالہ جات کے لیے کتابیں رکھتے تھے۔ دورانِ سرکاری ملازمت مرزائی ملازمین سے مناظرے کرتے تھے۔ میں نے اپنی زندگی میں یہ واحد سرکاری ملازم دیکھا ہے جو اپنی ملازمت کی بھی پروا کیے بغیر جنوں کی حد تک مرزائیوں کے خلاف علمی مباحث میں حصہ لیتا تھا۔ میرے ساتھ خط و کتابت کرتے رہتے تھے لاک سنسر ہوتی تھی۔ کئی مرتبہ ملازمت سے معطل بھی کر دیے گئے لیکن اس مجاہد کو اس بات کی ذرا پروا نہ تھی۔ کہا کرتے تھے ”اگر قادیانی سرکاری ملازمین اپنے باطل مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں اور یہ جرم نہیں تو ہم پاکستان میں سچے مذہب اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں یہ کیسے جرم ہوگا؟“ انہوں نے سنسری بنا دیا پھر اپنا قلمی نام ”ابو احمد“ رکھا ہوا تھا۔ میرے استاد محترم قاضی قادیان حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمہ اللہ سے بھی انہیں بڑی عقیدت تھی۔ انہیں اپنے گھر مہمان رکھ کر ان کی خدمت بھی کرتے اور ان سے استفادہ بھی کرتے بلکہ حضرت استاد مکرم نے اپنے آخری ایام مرضِ الوفا میں جناب ملک صاحب مرحوم کے گھر قصور میں ہی گزارے۔ ماسٹر صاحب نے ان کی بڑی خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ برودعا شائق ختم نبوت کو جنت الفردوس میں اکٹھی جگہ عطا فرمائے۔ (آمین) وفات سے چند روز قبل ملک صاحب ہی نے حضرت کشمکش گڑھ کے ناگیاں گاؤں پہنچایا تھا۔

صوفی برکت علی مرحوم سالاروالے سے ملاقات:

ملک صاحب کا اور میرا رشتہ باہمی جنوں ”ربوہ“ نام کی تہذیبی کامیابی تھا۔ انہوں نے تجویز دی کہ ربوہ ٹیشن کا نام اگر بدل جائے تو پھر ربوہ شہر کا نام بھی بدل جائے گا۔ حالانکہ یہ بات بالکل غیر معقول تھی کیونکہ ٹیشنوں کے نام تو شہروں کے نام کی مناسبت سے ہوتے ہیں جب تک شہر کا نام نہ بدلے ٹیشن وغیرہ کا نام تبدیل نہیں ہو سکتا مگر شوقِ جنوں میں بغیر سوچے سمجھنے ان کی تجویز پر ٹیشن کا نام تبدیل کرانے

کی تدبیر سوچی کہ اس وقت ریلوے کے وزیر عبد الحفیظ چیمہ صاحب ہیں اور وہ صوفی بزرگ علی مرحوم سالار دالے کے مرید ہیں۔ صوفی بزرگ علی صاحب کے پاس چلتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ اپنے مرید وزیر موصوف سے نشیمن کا نام تبدیل کرنے کے لیے کہیں۔ چنانچہ ہم دونوں صوفی صاحب کے پاس سالار دالے پہنچے۔ صوفی صاحب کا نام تو کافی سنا ہوا تھا مگر ان سے ملاقات کا شرف اس سے قبل حاصل نہ ہوا تھا۔ یہ پہلی ملاقات اپنے خاص بہنوں کی وجہ سے تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ صوفی صاحب کو حضور سرکارِ دو عالم ﷺ سے سچی محبت ہے اور ختم نبوت کے عاشق ہیں۔ میرا تعارف جب ان سے ہوا تو جس گلدی پر تشریف فرما تھے فوراً چھوڑ دی اور مجھ تا چیز کو زبردستی اپنی گلدی پر بٹھادیا جبکہ خود میرے سامنے دو زانو اس طرح بیٹھ گئے جیسے کوئی مرید اپنے بار کے سامنے بیٹھتا ہے۔ آپ فرمانے لگے کہ ”اصل کام تو آپ کر رہے ہیں ہم تو بے کار لوگ ہیں“ فرمایا ”جب بڑا ہوا شاہ آجاتا ہے تو نابینا گلدی چھوڑ دیتے ہیں آپ اس گلدی کے زیادہ مستحق ہیں۔“ میں صوفی صاحب کی انکساری اور تواضع سے بہت متاثر ہوا۔ ان کی یہ عقیدت میرے بارے میں شاید اس وجہ سے تھی کہ میں ختم نبوت کے لیے عملی کام جنوں کی حد تک شوق سے کر رہا تھا۔ اس کے بعد آپ نے دودھ سے ہماری تواضع فرمائی اور ایک میز چادر منگوا کر پھرے اوپر ڈال دی۔ آخر ہم نے آنے کا مدعا بیان کیا تو انہوں نے کہا ”میں وزیر موصوف سے کوئی کام کہتا تو نہیں لیکن یہ بات ان سے ضرور کروں گا۔ مجھے امید واثق ہے کہ صوفی صاحب نے چیمہ صاحب سے ضروریات کی ہوگی لیکن وہ اس بات کو کسی غیرانہ طریقے سے ٹال گئے ہوں گے۔ مگر ہم نے اپنا ذوق پورا کیا“ حکوتی سطح پر یہ ہماری پہلی کوشش تھی۔

حضرت مفتی محمود صاحب سے استدعا:

غالباً ۱۹۸۰ء میں صدر ضیاء الحق شہید نے حدود آؤ رڈیشن نائنڈ کیا تھا تو قومی اتحاد نے فیصلہ کیا کہ اس خوش میں ۱۴ ربیع الاول کو نیا گنبد لاہور کی جامع مسجد سے جوں نکالا جائے جس کی قیادت قومی اسمبلی کے قائد حزب اختلاف حضرت مفتی محمود صاحب کریں گے۔ بندہ بھی اس موقع پر لاہور پہنچ گیا۔ حضرت

مفتی محمود صاحب مسجد کے محراب میں تشریف فرما تھے راقم بھی ان کے پاس پہنچ گیا تقریریں ہو رہی تھیں مفتی صاحب بیٹھے صدارت فرما رہے تھے۔ پنجابی کی ضرب المثل ہے ”ہوری نوں ہوری دی لکھے نوں ڈنگوری دی“ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ آج کل آپ کی جنرل ضیاء الحق سے لگاڑھی جھمن رہی ہے ان تعلقات سے کچھ فائدہ اٹھائیں۔ قادیانیوں کے متعلق چند مطالبات ہیں اسے توجہ دلا کر منظور کرا لیں جس پر انہوں نے دریاضت فرمایا کہ ”کون سے مطالبات؟“ راقم بیان کرنے لگا تو حضرت مفتی صاحب نے اپنی ڈائری نکالی اور میرے مطالبات لکھنے شروع کر دیے۔ ان مطالبات میں سر فہرست ”ربوہ“ کا نام تبدیل کرنے کا مطالبہ تھا۔ مفتی صاحب مرحوم نے میرے تمام مطالبات لکھ لیے البتہ ایک مطالبہ پر اپنا قلم روک لیا اور وہ تھا قرآن کریم کے قادیانی تراجم پر پابندی لگانے کا لکھے ہاتھوں یہ بھی سن میں کہ تاریخ میں ریکارڈ ہو جائے۔ مفتی صاحب نے قلم روک کر فرمایا کہ ”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کل کو آپ کہیں گے کہ قرآن کریم کے شیعی تراجم پر بھی پابندی لگائیں کیونکہ اس میں بھی بڑی تحریفات ہیں۔ پھر آپ کہیں گے کہ بریلوی تراجم پر پابندی لگائیں بریلوی کہیں گے کہ دیوبندی تراجم پر پابندی لگائیں۔ یہ قوت ختم ہونے والا سلسلہ ہے۔ اور یہ ممکن ہے۔“ راقم نے عرض کیا کہ ”حضرت قادیانیوں اور دوسروں میں بڑا فرق ہے۔ قادیانی سرکاری اور آئینی طور پر کافر قرار دیے جا چکے ان کو اپنے باطل نظریات کے مطابق ترجمہ کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ بخلاف دوسرے مسالک کے کہ وہ اگرچہ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہوں لیکن سرکاری اور آئینی طور پر ان میں سے کوئی بھی کافر نہیں ہے۔ اس لیے ان کے تراجم پر پابندی کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔“ فرمایا کہ گویہ بھی کوئی بات ہے اگر کوئی عیسائی ترجمہ کرے تو پھر؟ میں نے عرض کیا ”اگر عیسائی یا کوئی غیر مسلم اگر کسی غیر مسلم ملک میں ترجمہ کرتا ہے تو ہم سے روک نہیں سکتے لیکن اپنے ملک میں ہم کسی غیر مسلم کو قرآن کریم کے ترجمہ کی اجازت نہیں دے سکتے گو وہ تحریف نہ بھی کرے۔“

”لایمہ الا المصطرون“

پھر اگر وہ اپنے کفر پر نظریات کے مطابق ترجمہ کرے تو ان تمام پر پابندی ہونی چاہیے۔ کسی غیر مسلم کو یہ



حق نہیں پہنچا کر وہ اپنے باطل نظریہ کے مطابق قرآن کا ترجمہ کرے۔ میرے اس معقول جواب پہنچا وہ مطمئن نہ ہوئے اور فرمایا کہ ”مجھے کسی دلیل سے پوچھ کر بتائیں کہ ان کے تراجم پر پابندی کیسے لگ سکتی ہے؟“ بہر حال اس مطالبہ کے علاوہ مفتی صاحب نے میرے تمام مطالبات اپنی ڈائری میں تحریر فرمالیے لیکن قادیانی تراجم پر پابندی اتنا مشکل نظر آتا تھا کہ حضرت لکھنے کے لیے آمادہ نہ ہوئے جب کہ ۲۲/۱۱/۱۹۸۰ء کو یہی مشکل کا مہسہولت سرسجام ہو گیا۔ ۱۹۸۰ء میں صدر ضیاء الحق نے اسلام آباد میں علماء کونشن منعقد کیا تو راقم مرزا محمود کا ترجمہ ہمراہ لے گیا اور تقریر کے دوران ضیاء الحق کو پیش کیا اور اس سے پابندی لگانے کا مطالبہ کیا تو ضیاء الحق نے جسے حضرت مفتی صاحب قادیانی کہتے تھے (اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادیں) نے اس پر پابندی لگا دی نہ صرف اس پر بلکہ بعد میں مرزا محمود کی تفسیر صغیر مہلوی شیر علی قادیانی کا انگلش ترجمہ قرآن ملک غلام فرید قادیان کا انگلش ترجمہ اور تفسیر ان تمام پر پابندی لگا دی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم شہید پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں اور کروت مروٹ اسے جنت نصیب فرمائیں غرضیکہ یہ وہ بامرئی تبدیلی کا مطالبہ حضرت مفتی صاحب کو بھی اس وقت تصویب کیا جب ضیاء الحق شہید سے ان کے اپنے اختلافات تھے لیکن بات نہ بن سکی۔

صدر ضیاء الحق سے مدینہ منورہ میں ملاقات:

مطالبات اور بندوجہہ کا سلسلہ چلا رہا۔ ۱۹۸۵ء کے غیر جماعتی انتخابات میں اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے بندہ ناچیز پنجاب اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا انکیشن کے دوران ہی جامعہ اسلامیہ مدینہ شریف کی طرف سے سرکاری طور پر طلباء کو رد قادیانیت کا تربیتی کورس کرانے کی دعوت ملی۔ اللہ تعالیٰ نے بیک وقت روز اعزاز عطا فرمائے۔ بندہ انکیشن میں کامیاب ہونے اور حلف اٹھانے کے بعد شکرانہ کا عمرود کرنے اور رد قادیانیت کا کورس کرانے حجاز مقدس چل گیا۔ جب عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ ضیاء الحق (شہید) بھی عمرہ کے لیے آئے ہوئے ہیں اور اب مدینہ منورہ شیراؤن ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں نے فوراً رابطہ کر کے ملاقات کا نام کر لیا۔ واقعیت تو پہلے بھی تھی کیونکہ علماء کونشن میں ان کے

سارے مفصل تقریر ہو چکی تھی اور الحمد للہ انہوں نے میرے بعض مطالبات پر عملدرآمد بھی کر دیا تھا۔ اس پر ”جیو ٹی ویک“ اور ”غرض مزید“ کے عنوان سے اشتہار چھپوا کر اندرون و بیرون ملک بڑی تعداد میں بھجوائے تھے اور ان کے اس عظیم کارنامہ (قادیانی ترجمہ پر پابندی اور اسلامی اصلاحات کے ممنوع قرار دینے) پر ان کے وطن اور غیر ملک کے مسلمانوں سے ہزاروں بارور خطوط بھجوائے جا چکے تھے۔ ان کے سیکرٹری نے پانچ منٹ ملاقات کا نام دیا لیکن دن ٹو دن کوئی تیس پچیس منٹ مفصل ملاقات ہوئی۔ (کنٹرل روم پر ہر پانچ منٹ بعد آ کر گھڑی دکھاتا تھا) انہوں نے پوچھا ”کیسے آنا ہوا؟“ جیسا کہ دینے یونیورسٹی والوں نے طلباء کو رد قادیانیت کو اس کے لیے بلایا ہے اس کر بہت خوش ہوئے پھر میں نے اپنی ملاقات کی غرض بیان کی اور اس ملاقات میں صرف ربوہ نام کی تبدیلی کا واحد مسئلہ تقصیراً بیان کیا۔ مرحوم نے بڑی توجہ اور دلچسپی سے پوری تفصیل سنی پھر پوچھا ”تبادل نام کیا تجویز کیا ہے؟“ میں نے چند ایک نام بتائے۔ میں نے کہا ”اصل غرض ”ربوہ“ کا نام بدلنا ہے تاکہ قرآنی مقدس لفظ کا تحفظ ہو جائے“ تبادل نام کوئی بھی ہو سکتا ہے۔“ موصوف نے میرے موقف کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ ”واقعی پیام بدلنا چاہیے۔ میری توپ سے کسی نے توجہ نہیں دلائی ورنہ جب ۱۹۸۲ء میں اعلان قادیانیت آرڈیننس نافذ کیا تھا اگر اس وقت کوئی اس طرف توجہ دلاتا تو میں اسے بھی تبدیل کر دیتا۔“ میں نے کہا کہ ”ہم قومیت دراز سے مطالبہ کر رہے ہیں قرار دلائیں پاس کرنا کر بھجوا رہے ہیں لیکن آپ تک کوئی پہنچنے ہی نہیں دیتا۔“ انہوں نے فرمایا کہ ”جب آپ پاکستان واپس آئیں تو مجھے ملے گا“ میں نے اس پر صاف کیا۔

پاکستان واپس آنے کے بعد اسلام آباد سیرت کانفرنس میں مجھے شرکت کے لئے دعوت مل گئی راقم فائل تیار کر کے ہمراہ لے گیا کانفرنس کے اختتام پر جب موصوف سے ملاقات ہوئی تو میں نے فائل پیش کی۔ انہوں نے وہ فائل اس وقت کے وزیر مذہبی امور جناب حاجی ترین صاحب کے سپرد کر دی۔ بعد میں ان سے اس سلسلہ میں متعدد ملاقاتیں کیں۔ وہ ابھی سوچ بچار ہی کر رہے تھے کہ ان کی وزارت ختم ہو گئی اور حاجی سیف اللہ صاحب مذہبی امور کے وزیر مقرر ہو گئے۔ ان سے اس سلسلہ میں دو تین ملاقاتیں ہوئیں پہلے تو وہ نہ کی تبدیلی سے ہی اتفاق نہیں کر رہے تھے۔ جب الائل سے فائل کیا اور بتایا

کہ جنرل صاحب نے اس سے اتفاق کیا ہے یہ موافقی بدلنا ضروری ہے تاکہ آئندہ آٹے والے لوگ کمزدار نہ ہوں۔ پھر متبادل نام پر بحث ہوئی کہ ”کیا ہوں“ کہی نام پیش کیے انہوں نے مختلف اعتراضات کیے۔ آخر میں نے کہا کہ ایسا کریں کہ جیسے حکومت نے ”منگمری“ (انگریز) نام تبدیل کر کے اس کا پرانا نام ”سایا ہوں“ رکھا ہے اور کسبل پور (بھی انگریز کے نام پر تھا) کا نام تبدیل کر کے اس کا نام ”انکھ“ رکھا ہے۔ ربوہ کا پرانا نام کاغذاتِ مال میں ”چک ڈھکیاں“ ہے وہ رکھ دیں۔ حاجی صاحب نے اس نام سے اتفاق کیا کہ یہ سارے نام پر کسی طرف سے دباؤ نہ آیا اور مزاحمت ہو تو ہم کہہ سکیں گے کہ کادیانی ”ربوہ“ کہتے تھے مسلمان ”صدق“ آیا یا کوئی اور کہتے تھے ہم نے رفع تنازعہ کے لیے پرانا نام رکھ دیا ہے۔ میں نے ان کی تجویز سے اتفاق کر لیا لیکن یہ طے ہو جانے کے باوجود یہ نیکل ان کے ہاتھوں بھی غصے میں نہ آسکی کیونکہ تحریکِ عملی جامہ پہنانے سے قبل ہی ان کی وزارت ختم کر دی گئی۔

### پنجاب اسمبلی میں قرارداد:

اندریں حالات میں میں نے اسمبلی کے لیے اسٹیشن ٹرنے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ اسمبلی میں اس قرارداد کو پیش کر سکوں۔ ۱۹۸۵ء کے اسٹیشن میں میں پی پی مرتبہ اللہ کے فضل سے پنجاب اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا۔ میں نے اسمبلی میں قراردادیں پیش کیں۔ ایک ”ربوہ“ کا نام تبدیل کرنے کی اور دوسری چھوٹ سب ڈویژن ہٹانے کے متعلق تھی۔ حریف کا یہ قہر کہ پرنیویٹ ممبران کی قراردادوں کے لیے ہفتہ میں ایک دن (منگل) مقرر ہونا چنانچہ قرارداد ادا ہوئی جن کے نام قرارداد میں نکل آتے وہ چار پانچ قراردادیں پیش ہوئیں پھر اگر کسی اجلاس میں قرارداد پیش نہ ہو سکے تو اسمبلی کا اجلاس ختم ہوتے ہی وہ تمام قراردادیں بھی ختم ہو جاتیں۔ آئندہ اجلاس کے لیے پھر نئے نمبر سے قراردادیں بھی بننا پڑتیں۔ ایک مرتبہ خوش قسمتی سے قراردادیں راقم کا نام نکل آئی۔ مجھ سے درخواست کیا گیا کہ آپ کی وہ قراردادیں ہیں آپ کو کسی نام پہ جتنے ہیں؟ میں نے کہا ”ربوہ“ وہاں اس طرح آئندہ منگل کو لاؤ ہندوستان میری قرارداد بھی آگئی۔ بڑی امید بندھی کہ اب تو نثار احمد یہ قرارداد پیش ہو کر منظور ہو جائے گی کیونکہ کوئی مسلمان ممبر اس کی مخالفت نہیں

کرے گا۔ منظور ہو صاحب اس وقت اسمبلی کے سیکرٹری تھے انہوں نے اس روز ۱۲ من عامہ نیچر بحث اتنی لمبی کرا دی کہ قراردادوں کا وقت چاہے رہا اور کوئی بھی قرارداد پیش نہ ہو سکی۔ میں نے دورانِ اجلاس کئی مرتبہ سیکرٹری صاحب کی توجہ دلائی کہ بحث کو مختصر کریں کیونکہ مندرجہ کے متعلق بڑی ذمہ داریاں آ رہی ہیں وہ روز بچائیں گی لیکن وقت ختم ہو گیا اور وہ قراردادیں پیش نہ ہو سکیں۔ اس کے بعد براعلا اس میں بھی قراردادیں بھیجتا رہا لیکن پھر کبھی قراردادیں میری قرارداد نہیں آئی اور وہ نو سکندریاں آ بھی کیسے سکتی تھیں؟

### فادرورڈ بلاک کا اعلان میاں صاحب کا تحریری وعدہ:

میاں نواز شریف کی وزارت اعلیٰ کا زمانہ تھا ہمارے جائز کام بھی نہیں ہو رہے تھے۔ میں نے فادرورڈ بلاک بنانے کا اعلان کر دیا۔ میں ان دنوں سرسبز ہسپتال لاہور میں زیرِ علاج تھا۔ جب اخبارات میں میرے اعلان کا چھاپا ہوا تو سرکاری نمائندوں نے میرے ساتھ رابطے شروع کر دیے۔ میں نے اپنی شکایات بیان کیں بات وزیر اعلیٰ تک پہنچی پہلے شبہ نواز شریف صاحب ہسپتال آنے اور زیادہ راست میرے مطالبات سننے۔ مے ہوا کہ میاں نواز شریف صاحب خود شریف اکریٹین واپسی کر آئیں۔ چنانچہ مولانا فضل الرحیم صاحب نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ کے ہمراہ میاں نواز شریف ہسپتال تشریف لائے۔ میں نے اپنی شکایات اور مطالبات ذکر کیے میاں صاحب نے شکایات دور کرنے کا وعدہ کیا اور ربوہ کا نام تبدیل کرنے اور غصوت کو منسلح بنانے کا تحریری وعدہ مولانا فضل الرحیم صاحب اور ان کے بڑے بھائی سید عبداللہ (مرحوم) سے رو بردار کیا۔

### ٹاؤن کمیٹی اور ربوہ کی قرارداد:

رستم میاں صاحب سے وعدہ دیا کرنے کا مطالبہ کرتا رہا آخر ایک دفعہ میاں صاحب نے کہا کہ ”آپ پہلے ٹاؤن کمیٹی اور ربوہ سے قرارداد منظور کرائیں پھر ان کے لیے یہ کام آسان ہو جائے گا۔“ میں نے کہا کہ آپ ڈی سی جھنگ کو ہدایت کریں کہ وہ ٹاؤن کمیٹی اور ربوہ کے چیئرمین سے کہہ کر قرارداد منظور کروائیں۔ انہوں نے چودھری محمد اقبال وزیر آبپاشی کے ذمہ داروں میں سے ڈی سی جھنگ کو بھی کہلوایا پھر ڈی سی کے پیچھے پڑا رہا لیکن اس کا ٹرانسفر ہو گیا۔ اسی عرصہ کئی افسر آتے جاتے رہے۔ میں نے

ہر ایک سے مطالبہ جاری رکھا و بعد سے امید ہوتے رہے مگر کام نہ ہو سکا۔

اسی دوران ڈاکٹر محمد احمد نایب صاحب بطور اے سی چیونٹ آئے۔ ان سے تفصیلی بات چیت ہوئی۔ وہ اہل علم آدمی تھے بات ان کی سمجھ میں آگئی کہ یہ ایک اہم روٹ مسند ہے۔ انہوں نے قرارداد منظور کرنا اپنے ذمے لے لیا۔ چودھری پرواز کونسلر جن کمیٹی ربوہ کو قرارداد پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ انہوں نے قرارداد پیش کی۔ اس تک دو برس کئی سال گزر گئے۔ بلا آخر ۱۹۹۱ء میں ڈاکٹر محمد نایب نے ٹاؤن کمیٹی ربوہ سے تبدیلی نام کی قرارداد بالاتفاق منظور کرا دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں درناؤن کمیٹی کے پیئر مین اور اس کا رقیب میں شریک کونسلر کو بڑے خیر و عافیت سے جنہوں نے ربوہ نام کی تبدیلی کے لیے پہلے ٹھوس بنیادیں بنائی تھیں۔

وزیر اعظم میاں نواز شریف سے ملاقات:

اسی دوران راقم ہدیہ چیونٹ کا چیئر مین منتخب ہوا اور میاں نواز شریف کو اللہ نے وزارت عظمیٰ کے منصب سے نوازا۔ میاں صاحب نے اسلام آباد میں پنجاب بھر کے چیئر مینوں کی دعوت کا انتظام کیا۔ میں بھی اس دعوت میں بطور چیئر مین ہدیہ چیونٹ شریک ہوا۔ میں ٹاؤن کمیٹی ربوہ کی منظور کردہ قرارداد اور دیگر ضروری دستاویزات کی ایک فائل تیار کر کے اپنے ہمراہ لے گیا۔ تقریب کا افتتاح راقم کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ نذیر سعید صاحب سیکرٹری وزیر اعظم (جو کہ پہلے وزارت اعلیٰ کے دور میں بھی میاں صاحب نے سیکرٹری رہ چکے تھے) سے دیرینہ واقفیت اور بے تکلفی تھی۔ ان سے کہا کہ تقریب کے اختتام پر آپ مجھے ملاقات کا وقت کے سر دیں تاکہ یہ فائل خود وزیر اعظم کو پیش کروں۔ ورنہ یہ اہم فائل آپ کے ذمہ ہے۔ انہوں نے خوشی حاضری بھری۔ اس موقع پر راقم کی ملاقات نہ ہو سکی۔ چنانچہ یہ فائل نذیر سعید صاحب کے سپرد ہوئی اور انہوں نے یہ فائل چند ماہ بعد وزیر اعظم کو پہنچا دی۔

وزیر اعظم سیکرٹریٹ سے چٹھی:

چند ماہ بعد وزیر اعظم سیکرٹریٹ سے ایک چٹھی نمبری چیف سیکرٹری پنجاب کے نام جاری شدہ JS(IMP)/MIS/M/8906/2641 کی کاپی موصول ہوئی۔ ہمیں بڑی خوشی ہوئی کہ محنت لھکانے

لگی اور ایرینہ آرزو برآئی۔ ہم نے اس چٹھی کی خبر اخبارات کو دے دی۔ کچھ دنوں بعد جب راقم وہ چٹھی لے کر چیف سیکرٹری سے ملا تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے وہ چٹھی ریونیو بورڈ بھیج دی ہے آپ ان سے معلوم کریں۔ جب ریونیو بورڈ کے ڈائریکٹر سے ملاقات کی تو انہوں نے جواب دیا کہ انہوں نے وہ چٹھی کسٹمر فیصل آباد شہر اور پریوینٹو کمیٹی تھی لیکن اس نے اس سے موافقت نہیں کی لہذا وہ چٹھی داخل دفتر ہو گئی ہے۔ جو امید مند تھی اس پر بھی اس پر مبنی بڑی دایوی ہوئی لیکن راقم نے ہمت نہ ہاری اور اپنا مطالبہ جاری رکھ۔

**امام کعبہ شیخ اسماعیل اور ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف کے خطوط:**

حجاز مقدس کے سفر میں رئیس الحرمین امام کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ اسماعیل سے ملاقات میں میں نے اپنے اس مطالبہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے بھی میرے مطالبہ کی تائید کی اور کہا کہ واقعی یہ خطرناک قسم کی تحریف ہے۔ اور سارہ لوحِ مہذوف مسلمانوں کی گمراہی کا شدید خطرہ ہے۔ لہذا اعلیٰ المناس کو اس گمراہی سے بچانے کے لیے نام کی تبدیلی ضروری ہے۔ اس طرح امام کعبہ اور رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف سے صدر ضیاء الحق اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو خطوط لکھوائے۔

**بیرونی ملک سے قراردادیں:**

بندہ بیرون ملک جہاں بھی جاتا وہاں کے لوگوں کو ترغیب دے کر اور اس کی اہمیت سمجھا کر وہاں سے دیوبند نام تبدیل کرانے کی قراردادیں خطوط اور تاریخ پاکستان بھجواتا۔ سعودی عرب، عرب امارات، یو۔ پی۔ و امریکہ کے اکثر ممالک سے اس نوع کی قراردادیں مسلسل بھجواتا رہا۔ اندرون ملک اور بیرون ملک اخبارات و رسائل میں جب کبھی میرا تذکرہ ہوتا تو دیگر مطالبات کے ساتھ میری دست اس مطالبہ کو رکھتا تھا۔

**ہدیہ تبریک اور عرضِ مزید:**

جیسا کہ گزشتہ اوراق میں آپ نے پڑھ لیا ۱۴۲۱ھ اگست ۱۹۸۰ء میں جنرل ضیاء الحق شہید نے اسلام آباد میں مشفقہ علماء کونشن میں میرے پیش کردہ چند مطالبات منظور کر لیے جن میں میری دست مرزا بشیر الدین محمود کا اردو ترجمہ قرآن (جس میں تحریف کی مٹی تھی اور پاکستان کی وزارت مذہبی امور کے

شوقیت کے ہمراہ چھپ کر گمراہی کا ذریعہ بن گیا تھا) کی مضبوطی تھا۔ تو راقم نے اس سلسلہ میں ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا ”ہدیہ تحریک اور عرض مزید“ اس ”عرض مزید“ میں میں نے اپنے بقیہ مطالبات بھی تحریر کیے جن میں اولین ”ریوہ نام کی تبدیلی کا مطالبہ تھا۔

(مطبوعہ اشتہار کی فوٹو کوئی آخر میں دی جا رہی ہے ملاحظہ فرمائیں) بعد ازاں اسی مضمون کے نیا گرام تیار کروا کر سعودی عرب اور عرب امارات سے متعلقہ لوگوں کی تعداد میں بھجوائے۔

پنجاب اسمبلی کے ایگزیکٹو ممبران سے ملاقاتیں:

۹۹۳ء کے الیکشن میں راقم پر جوہ لیکشن میں کامیاب نہ ہو۔ کہ تو ایس اے حمید صاحب آف گوبرنوالہ جو ہمارے ادارہ کے لائف ممبر بھی ہیں اور ختم نبوت مشن سے ہم آہنگ، وردنی زمین رکھنے والے ہیں۔ نیز اسمبلی میں چند اچھے بولنے والے ممبران میں شمار ہوتے ہیں اور صاحبزادہ فضل کریم صاحب کو اپنی کتاب ”چودہ میزائل“ فحش کی جس کے آخر میں ریوہ نام کی تبدیلی کی جدوجہد کی بھی پوری تفصیل درج تھی اور وزیراعظم کی جنسی ہٹام چیف سیکرٹری بھی موجود تھی۔ ان حضرات کو توجہ دلائی کہ اب میں تو اسمبلی میں موجود نہیں آپ اس مسئلہ کو اسمبلی میں اٹھائیں اور یہ قرارداد منظور کروائیں۔ اپنے خلاق کے ممبران قومی دھواں کی آسمی مولانا رحمت اللہ قاضی علی حسن رضا کی سردار زادہ طاہر شاہ اور غم، ممبران نواز صاحبان سے بھی قرارداد کے حق میں تحریرات حاصل کیے اور ان کو بھی توجہ دلائی کہ آپ ضلع جھنگ سے متعلق ہیں آپ اس مسئلہ کو اسمبلی فورم پر لائیں۔

وکلہ سے مشورے:

اپنی اس تمام جدوجہد کے باوجود جب کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو بعد ازاں راستہ اختیار کرنے کے لیے سینئر وکلاء سے مشورے شروع کیے۔ چنانچہ سپریم کورٹ کے سینئر وکیل جناب اسماعیل قریشی (لاہور) سے مشورہ کیا۔ اس کے بعد ملک رب نواز سینئر وکیل سے مشورہ کیا، ہر دو نے امید دلائی کہ اگر عدالتی چارہ جوئی کی جائے تو کامیابی کی بڑی امید ہے۔ چنانچہ انہوں نے کاغذات مال کی نقل مانگی جن

میں اب تک اس جملہ کا نام ”چند دھکیاں“ چلا آتا ہے۔ راقم نے اسی ہی جھٹک کے زیرِ مباحثہ ”مہاسحق پوہن کے نامہ“ بیکارہ تلاش کرنے کا کام لگایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ انہوں نے پوہن جہدِ جہد کے بعد پچاس سالہ پرانا بیکارہ تلاش کر دیا اب تک محکمہ ماں کے ریکارڈ میں اس جہد کا نام ”چند دھکیاں“ ہی ہے۔ زندہ نے وہ ریکارڈ ملکِ رب کو رکھ دیا کہ آپ کہیں کی تیاری کریں کہ ”ربوذا قرآن کریم کا حفظ ہے جس سے امت مسلمہ کو جو کہ دور ہے اس لیے اس نام کو تبدیل کرنے پر انا نام رکھا جائے گا کہ بک Confusion اور جو کہ سے نئی جائیں۔ انہوں نے اس مقدمہ کی تیاری کا وعدہ کر لیا۔

## ۱۹۹۷ء کے الیکشن میں کامیابی:

اپنے جنون کی یہ تہہ ۱۹۹۷ء جاری رہی تھی کہ بندہ وہ چیز محض اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے ۱۹۹۷ء میں تیسری مرتبہ پنجاب اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ الیکشن میں میری کامیابی خاص اہمیت کے ساتھ تھی کیونکہ جماعتی انتخابات نئے مسلم لیگ کا طوفان آیا ہوا تھا اکثر دوستوں کا اس پر تھا کہ آپ مسلم لیگ سے نکلے لیکن وہ نہ کامیابی کا کوئی چانس نہیں لیکن جس سنجیدہ تجزیہ نگاروں کی رائے تھی کہ آپ الگ نہ لیجیں کسی اور کون پائے تو اس میں کامیابی کا زیادہ چانس ہے۔ میری اپنی رائے بھی یہی تھی لیکن عوامی رباؤں کے پیش نظر مسلم لیگ سے نکلنا اصل کرنے کے لیے درخواست دے دی گئی مگر تمام تر کوشش کے باوجود حکومت نہ سکا کیونکہ اس میں سب سے بڑی شرط مسلم لیگ میں شمولیت تھی جو حکومت کی خاطر میرے لیے ممکن نہ تھی۔ اس کے علاوہ درخواست فارم میں یہ غلطی ہو چکی تھی تھا کہ اگر درخواست دہندہ حکومت نہ سے تو وہ الیکشن میں کھڑا نہیں ہوگا اور جس کو الگ لے گا وہ اس کی ذمیت کا پابند ہوگا۔ مجھے یہ شرط بھی منظر نہ تھی۔ میں نے اس کو کراں کر دیا۔ آخر چہرے سے عداوت میرے بعض دوسرے درخواست دہندگان نے اس حلف کی پاسداری نہیں کی اور حلف توڑ کر الیکشن میں کود پڑے لیکن میرے لیے حلف نامہ دینے کے بعد خلاف ورزی، ممکن تھی، اگر میں مسلم لیگ میں شمولیت کر لیتا تو میرا الگ الگ یعنی تھا۔ انٹرویو کرنے والے ممکن نے مجھ سے صرف اس ایک شرط یعنی مسلم لیگ



میں شہنشاہیت کا مطالبہ کیا تھا لیکن میں نے معذرت کر دی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے بغیر کسی چھتری کے بطور آزاد امیدوار بڑی بھاری اکثریت سے کامیاب کر دیا۔ مسلم لیگی ٹکٹ ہولڈر قاضی صفدر کوکل چھ ہزار ووٹ ملے اور راقم ناچیز کو چھیس ہزار ووٹ حاصل ہوئے۔ یہ شخص ختم نبوت کی برکت تھی اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کام لینا تھا اس لیے اسمبلی میں پہنچا دیا اس انکلیشن میں پنجاب اسمبلی کا میں واحد مولوی نمبر تھا جو بغیر کسی جماعتی ٹکٹ کے بطور آزاد امیدوار بھرپور کامیابی سے سرفراز ہو کر اسمبلی میں پہنچا۔

اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر ٹری سے مشورہ:

جب بندہ نے حلف اٹھا لیا تو ڈپٹی سپیکر ٹری سے پہلا مشورہ یہ کیا کہ ”رہو“ نام کی تبدیلی کے سلسلہ میں مجھے اب کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہیے؟ انیس چھٹی پوری تفصیل سنائی۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ اب آپ کا کام آسان ہو چکا ہے اب قرارداد کی ضرورت نہیں موجود ہو تو حوالہ میں آپ کا بہترین حوالہ بتا ہے کہ وزیر اعظم کی چٹھی جو ریورڈ مری تبدیلی کے متعلق چیف سیکرٹری کو بھیجی گئی اس کے متعلق بتائیں کہ اس پر عملدرآمد ہوا یا نہیں؟ اور اگر ابھی تک عمل نہیں ہوا تو کیا اس پر حکومت کا عمل در آمد کرنے کا ارادہ ہے؟ اگر ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ انچاندان کی تجویز اور رائے کے مطابق حوالہ بنا کر جمع کرادیا۔

غلط جواب پر تحریک استحقاق:

کئی دو بعد سوال کا جواب موصول ہوا کہ ریورڈ بورڈ کو وزیر اعظم کی اس طرح کی کوئی چٹھی موصول نہیں ہوئی۔ یہ سرتاج جھوٹ تھا۔ میں نے سوال کے ہمراہ چٹھی کی نقل بھی جلائی تھی اور ریورڈ بورڈ سے خود معلوم کر چکا تھا کہ ان کے ہاں باضابطہ چٹھی موجود تھی جس سے کمشنر فیصل آباد نے اتفاق نہیں کیا تھا۔ میں نے اس غلط جواب پر تحریک استحقاق پیش کر دی اور سیکرٹری صاحب نے قومی سرخی میں مسترد کر دی (سوال و جواب اور تحریک استحقاق کی نقل آخر میں دی جا رہی ہے) اس پر میں نے اسمبلی کے اندر اور باہر شدید احتجاج کیا جبکہ ایک دن اسمبلی کے فورم پر بہت کڑا سب کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے نہایت افسوس ہے یہ ہر پڑ رہا ہے کہ سپیکر

منظور وہ ہے شہرہ اختلاف کے باوجود اس کا رویہ آپ سے اچھا تھا۔ اگر کوئی تجزیہ یہ قرار دے گا کہ آپ نے جانتی تو وہ کم زکم باز اس میں پڑنے کی اجازت تو دے دیتا تھا۔ پڑنے کے بعد آؤت آف دہ قرار دے دیتا تھا۔ آپ تو ہماری ہر تحریک چیمبر میں ہی رد کر دیتے ہیں۔ میں نے اس سلسلہ میں محترم جناب صدر تارڑ صاحب سے بھی شکایت کی کہ قادیانوں کے مسئلہ پر جو بھی تجزیہ پیش کرتے ہوں وہ چیمبر میں ہی مسترد کر دی جاتی ہے۔ پیٹنر صاحب سے بار بار ملاقات کرنے کے لیے ہر محرم کا ٹکٹن وہ مال منوں کر دیتے۔ بلاخر برائی بعد جہد کے بعد ایک مرتبہ مکہ واپس نے ان سے استفادہ کیا کہ آپ نے میری تحریکیں باوجود کیوں مسترد کر دی تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اب آپ دوبارہ لکھیں۔ ”اروڈ“ کی طرح یہ تحقیقات کے متعلق ہو چکا تو سنبھلے گا کہ آپ مختصر قرار داد بنا کر بھیج دیں آہستہ آہستہ میں لے آؤں گے۔

سہیلی میں مختصر قرار داد:

پیٹنر صاحب کی بدایت پر اپنی تیسری سے میں نے مختصر قرار داد کا مسودہ تیار کیا اور قرار داد جمع کرادی۔  
قرارداد کے متن درج ذیل تھا:

”میں ایران کی رائے ہے کہ ”اروڈ“ کان مجید میں کر کے کاغذات مال کے مطابق ”چھ ڈھبیاں“ یا ”کوئی اور نہ مریا جائے۔“

کئی ماہ گزرنے کے بعد اسکی سے جواب موصول ہوا کہ یونیورسٹی والوں نے اس سے اتفاق نہیں کیا۔ بندوائیس کی جاتی ہے۔ چنانچہ قرار داد پھر واپس آگئی۔ (آخر میں آسپی کی جنسی کی نقل دی جا رہی ہے) یونیورسٹی بورڈ کے ڈائریکٹر نے لکھا کہ چونکہ ”اروڈ“ قرآن کریم کا لفظ ہے اس لیے اسے نہیں بدلنا چاہیے۔ یہ پڑھ کر تعجب کی انتہا نہ رہی اور انتہائی غصوں بھی ہوا کہ جو وہ ہم تبدیلی کے ضمن میں پیش کر رہے ہیں وہی وجہ اس کی مخالفت میں تحریر کر رہے ہیں۔

ڈائریکٹر یونیورسٹی سے ملاقات:

بعض دوستوں کی تجویز پر ڈائریکٹر یونیورسٹی سے ملاقات کا پروگرام بنایا تاکہ پہلے اس کی ذہن سازی اور

بین واشنگٹن کی جائے۔ چنانچہ ان کے دفتر میں ان سے ملاقات کی۔ جب اس کی پوری تفصیل آدھ ہون ٹھنڈک کر انہیں سمجھائی تب بن کے ذہن میں بات بیٹھی۔ وہ کہنے لگے کہ اس سے تو بڑی کنفیوژن پیدا ہو رہی ہے۔ میرا تو پہلے اس طرف ذہن نہیں گیا اب آپ دوبارہ قرار دے دیجئے۔ میں اس کی ہرزورہ سیدکریوں گا لیکن بہتر ہے اگر آپ میاں شہباز شریف کو سمجھائیں اور وہ اولیٰ سا اشارہ کر دیں تو یہ کام ہو جائے گا یا پھر سپیکر کو کہلوادیں۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ کم از کم ریویو بورڈ کی طرف سے توفیق دست صاف ہو گیا۔

### صدر تارڑ صاحب اور راجہ ظفر الحق صاحب سے ملاقات:

جولائی ۱۹۹۸ء کے آخر میں رقم ختم موت سیمینار میں شرکت کے لیے لندن جانے لگا تو صدر صاحب سے سیمینار کے نام پیغام لین تھا اس کے لیے بن سے ناظم نے کراسلام آباد ملاقات کے لیے پہنچا۔ پیغام وصول کیا۔ میں ریوڈوالی فائل ہمراہ لے گیا تھا۔ میں نے قرارداد کے متعلق بات چیت کرنا چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ اب تو آپ لندن جائیں واکسی پر مجھے ملیں۔ صدر صاحب کی ملاقات سے نارغ ہو کر مجھے کسی کام کے لیے راجہ ظفر الحق صاحب وزیر مذہبی امور سے ملنا تھا ان سے ملاقات کی تو ان کو بھی اپنی ریوڈوالی فائل پیش کی اور کہا کہ آپ اس سلسلہ میں رہنمائی اور تعاون فرمائیں۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ اس قرارداد پر ساتھ ستر ممبران اسمبلی سے دستخط کرائیں کہ اس کا وزن اور اہمیت بنے اس کے بعد اسے پیش کریں۔ مجھے راجہ صاحب کا مشورہ صائب لگا تو میں نے کہا کہ آئندہ اجلاس میں دیگر ممبران اسمبلی کے دستخط حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ بندہ سفر پر روانہ ہو گیا اور اُسے کے آخر میں یورپ کے سفر سے واپس لوٹا۔

### دستخطوں کی مہم:

ستمبر ۱۹۹۸ء میں دوبارہ اجلاس شروع ہوا تو میں نے قرارداد پر دستخطوں کی مہم شروع کر دی۔ شروع میں پہلے چند دستخط حاصل کرنے میں وقت ہوئی جب چند ذمہ دار حضرات کے دستخط ہو گئے تو پھر زیادہ وقت پیش نہیں آئی۔ ایک ایک ممبر کے پاس جا کر متناظرانے بعض نے دیگر دستخط کرنے والوں کو دیکھ کر

از خود ہی دستخط کر دیے۔ بعض وزراء کرام سے بھی دستخط لیے۔ قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ممبران سے بھی دستخط کرائے۔ بعض ممبران نے خاص طور پر شاہجہان آباد کی کونسل (منظور ہو سابق پیپلر کے بیٹے) کے بھی دستخط کرائیں۔ چنانچہ معظم ابو صاحب نے بھی دستخط کر دیے۔ وزیر مال کے پاس لے گیا تو انہوں نے کہا کہ چونکہ یہ میرے محکمہ کا مسئلہ ہے اس لیے میں پہلے دستخط نہیں کر سکتا۔ میں نے کہا کہ جب قرارداد پیش ہو تو پھر آپ مخالفت نہ کریں انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ مخالفت نہیں کریں گے۔ میری دستخطوں کی جہم کو دیکھ کر پریس ٹیلی وائوں نے بھی خبر لگا دی کہ مولانا پورے اجلاس میں قرارداد پر دستخط کراتے رہے۔ ایک آدمی نے دستخط کرنے سے معذرت کی اور نہ حاضر اجلاس میں اکثر ممبران کے دستخط ہوئے جو شہر کرنے پر ۵ دستخط تھے۔ میں نے کہا الحمد للہ اب یہ کافی ہیں۔ تحریک قادیاہیت کو بھی ۹ سہا سہا ہوئے ہیں اور قرارداد پر بھی ۷ ممبران کے دستخط ہوئے ہیں اس طرح یہ بات نہ رنجی طور پر یادگار بن جائے گی۔

صدر تار و رخصت حسب سے ملاقات:

۱۳۱۳ تا ۱۹۹۹ء کو راولپنڈی میں پاکستان شریعت کونسل کی مینٹنگ ہو رہی تھی جس میں مجھے بھی شرکت کرنا تھی میں نے صدر صاحب کو فیکس کر دیا کہ آپ ان دو رکنوں میں نام غنایت فرمادیں۔ مولانا فدا الرحمن درخشاہی مولانا زاہد امجد الرحمن اور راقم اوقات کرنا چاہتے تھے۔ صدر صاحب نے ۱۳ تا ۱۹ ستمبر ۱۹۹۹ء صبح ۱۰ بجے کا نامہ دیا۔ مٹری سیکرٹری نے کہا کہ آپ اسلام آباد پہنچ کر رابطہ کریں۔ راقم ۱۰ بجے مولانا محمد عبداللہ (شبید) خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد کے ہاں پہنچ گیا دوسرے دنوں صاحبان ابھی نہیں آئے تھے۔ مولانا موصوف نے صدر صاحب کے سیکرٹری کو فون کیا کہ مولانا چغیولی پہنچ گئے ہیں جبکہ دوسرے دنوں سب تھکی نہیں آئے۔ سیکرٹری نے کہا مولانا چغیولی آجائیں اب ۱۰ بجے اوقات کا نامہ مقرر ہے۔ راقم مولانا موصوف کو بھی ہمراہ لے گیا انہوں نے کہا کہ "مٹری سیکرٹری نے مجھے آپ کے ہمراہ آنے کی اجازت نہیں دی۔" میں نے کہا کہ "میں جا کر اجازت لے لوں گا۔" چنانچہ مولانا بھی ساتھ ہو لیے اور ہم

ایوانِ صدر پہنچ گئے۔ سیکورٹی والوں نے حسبِ توقع موقعِ سوزنا کو روک لیا۔ مجھے انتظار گاہ پہنچا دیا گیا وہاں میں نے سیکورٹی صاحب سے کہا کہ مولانا عبداللہ بھی میرے ساتھ ہیں انہیں بھی بلا لیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں مولانا بھی پہنچ گئے۔ مولانا مرحوم کی صدر صاحب سے یہ آخرت مذاقات ثابت ہوئی۔ اس ملاقات میں میں نے صدر صاحب کو تفصیلی سرگزشت سنائی۔ انہیں بتایا کہ صدر ضیاء الحق سے میرا نواز شریف تک میں کئی کئی مراحل سے گزر چکا ہوں اب اس قرار و در پر ایک سو کے قریب میرا ان کے دستخط بھی لے لیے گئے ہیں جبکہ پہلے یہ قرار و در ایک مرتبہ ریونیو بورڈ کے اعتراض کی بناء پر مسترد ہو چکی ہے اب ریونیو بورڈ والوں کو بھی قائل کر لیا ہے اب کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی۔ میں نے انہیں دیکھ اور درد بھر سے لہجے میں اپنی المناک داستان سنائی اور کہا کہ آپ اس کری صدارت پر متمکن ہونے سے قبل خود اس مطالبہ کی حمایت کر سکتے ہیں اب اگر آپ کے کری صدارت پر ہوتے ہوئے بھی یہ قرار و در منظور نہ ہوئی تو شاید پھر نتیجہ نہ ہو سکے۔ مجھے اللہ تعالیٰ اسمبلی میں شاید اس مرتبہ ہی لیے پہنچایا جائے گا آپ کو بھی کری صدارت پر انی لیے بٹھایا ہے۔ جن اتفاق سے یہ وہاں ممکنات ممکن ہو گئے ہیں۔ جس طرح ۲۸ مئی کو انہیں دھماکہ کر لیا اور پھر شریعت مل کا دھماکہ کر لیا اب آپ یہ تیسرا دھماکہ بھی کرادیں تو انشاء اللہ کفر کے ایوانوں کے لیے یہ دھماکہ انہی دھماکہ سے کم نہیں ہوگا اور کفر کے ایوانوں میں زلزلہ پیا ہو جائے گا۔ یہ المناک داستان سناتے ہوئے میری آنکھوں سے بے اختیار کچھ آنسو ٹپک پڑے انہیں میری اس حالت پر رحم آیا مجھے تسلی دی اور فرمایا کہ ”بتاؤ کس کو کہوں؟“ میں نے کہا کہ ”آپ یا تو میرا شہباز شریف سے کہیں یا چیمبر پنجاب اسمبلی سے کہیں کہ اس قرار و در کو منظور کرانے میں اپنی سبھی جملہ کریں۔“ چنانچہ انہوں نے بڑے وثوق سے کہا کہ ”میں سپیکر پنجاب اسمبلی سے بات کروں گا۔“ جس انداز میں صدر صاحب نے وعدہ کیا اور یقین دہانی کرائی مجھے یقین ہو گیا کہ انشاء اللہ اب یہ کام ہو جائے گا۔ مولانا عبداللہ نے چکوال میں حضرت مولانا قاضی مظہر حسین مدظلہ کی گرفتاری کی المناک داستان سنائی میں نے دستخط والی فائل صدر صاحب کے حوالے کر دی اور مطمئن ہو کر واپس آ گیا۔ ۷ اکتوبر کو اخبارات میں ایک تقریب کی خبر اور نوٹو شائع ہوئی جس میں صدر صاحب اور سپیکر پنجاب اسمبلی چودھری پرویز الہی اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے میں نے دونوں کا

اکٹھا فوٹو دیکھ کر کہا کہ امید ہے بات ہوگئی ہے۔

## سپیکر پنجاب اسمبلی سے ملاقات:

۱۱ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو میں نے سپیکر صاحب سے ملاقات کی۔ یہ ملاقات سابقہ ملاقاتوں سے ذرا مختلف تھی۔ مجھے یقین سا ہونے لگا کہ صدر صاحب کی بات ہوگئی ہے۔ مجھے ایک علیحدہ کمرے میں بٹھایا گیا جائے وغیرہ سے خوب مزاح کی گئی۔ تھوڑی دیر بعد سپیکر صاحب تشریف لائے بیٹھے ہوئے کہنے لگے کہ ”آپ نے صدر صاحب سے میری شکایت لگائی ہے۔“ میں نے کہا کہ ”بالکل لگائی ہے۔ آپ سے ایک نہایت اہم دینی کام کہا ہے قرآن کریم کے لفظ کا اتم تحفظ چاہئے ہیں کہ وہ غیر محل پر استعمال نہ ہو جبکہ آپ مختلف خیالوں سے ہمیں ٹال دیتے تھے۔“ انہوں نے کہا کہ ”مولانا آپ آپ قرارداد پیش کریں قرار دیا منظور ہو جائے گی۔“ معلوم ہوتا تھا کہ انہیں صدر صاحب کی ”چائی“ اچھی طرح ٹک گئی ہے۔ چنانچہ میں نے چیوٹ سے اصل قرارداد منسلک اور یہ قرارداد دور ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو پنجاب اسمبلی میں جمع کروادی۔

## قرارداد کی منظوری:

۹ نومبر کو رقم دینی کے دورہ پر روانہ ہو گیا کیونکہ اسمبلی کے اجلاس کا صحیح اندازہ نہیں تھا۔ پھر مولوی محمد الیاس چنیوٹی کو تاکید کی کہ جو بھی اجلاس کا اعلان ہو مجھے اطلاع پہنچائے تاکہ میں اجلاس میں پہنچ جاؤں۔ ایک خط ممبران اسمبلی کے نام تحریر کر کے فیکس کر دیا کہ اس کی کاپیاں ممبران کو پوسٹ کرویں تاکہ اجلاس شروع ہونے سے پہلے ممبران کی ذہن سازی ہو جائے اور اس قرارداد کے پس منظر سے واقف ہو جائیں کہ یہ نام کیوں رکھا گیا اور اب اسے تبدیل کرنے کی کوشش کیوں کی جا رہی ہے۔ یہ خط عزیز مولوی الیاس نے ۱۶ نومبر کو قائد حزب اختلاف کے ذریعہ تمام ممبران تک پہنچا دیا۔

۱۶ نومبر ۱۹۹۸ء بروز سوموار اچانک (بغیر اعلان کے) پنجاب اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا اسی وجہ سے مجھے بروقت اجلاس کی اطلاع نہ مل سکی۔ ۷ نومبر بروز منگل پرائیویٹ کار روٹ کی کون تھا میری قرارداد کا نمبر آ گیا ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی جناب سردار حسن اختر موکل صاحب اس اجلاس کی صدارت فرما رہے تھے۔

انہوں نے کہا قرارداد کے محرک مولانا چشتی موجود نہیں ہیں۔ لہذا اس قرارداد کو پسینہ ٹنگ کر دیا جائے لیکن قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد منہیس خان صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ اگر مولانا موصوف موجود نہیں تو کوئی بات نہیں قرارداد پر دوسرے ممبران کے بھی دستخط ہیں لہذا قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ ڈپٹی سپیکر نے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ ہلا خرمہ ۳ سالہ جید مسلسل کے انتہائی عروج کا وہ لمحہ پر مسرت آن پہنچا جب ایوان میں ریونہ کم کی تبدیلی کی قرارداد پر ہنسی جانے لگی۔ مگر شوخی قسمت اس لمحہ پر مسرت کے وقت بندہ ہاؤس میں موجود نہیں تھا۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوگی تاہم اس لمحہ خوشی سے میری کیا حالت ہوتی، کیونکہ اس کی اہمیت و ضرورت سے جتنا میں واقف تھا کسی اور کو اتنی واقفیت نہ تھی۔ جدوجہد کی اس راہی پر خار میں جن حالات میں سے تھیں نزر چکا تھا وہ مکمل ضبطِ تحریر میں لائے نہیں جاسکتے۔ بہر حال یہ تاریخ ساز قرارداد لو پڑھنے کی سعادت جناب سعید منہیس صاحب کے حصہ میں آئی۔ انہوں نے قرارداد اسمبلی میں پڑھ دی۔ اب متعلقہ وزیر کو اسے منظور کرنا تھا یا پھر مخالفت کرنا تھی۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے کچھ کہنے لگے تو اپوزیشن میسر جناب سعید اکبر لورانی نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ وزیر موصوف مخالفت کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں میں مخالفت نہیں کرنا چاہتا تو پھر (ڈپٹی) سپیکر صاحب نے کہا کہ آپ اس میں کوئی ترمیم بھی نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھیں۔ چنانچہ الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ قرارداد حلقہ حور پر اسمبلی سے پاس ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اراکین کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے اس قرارداد کی منظوری میں میری عدم موجودگی میں انتہائی احسن طریقے سے کام سرانجام دے کر قرآن پاک کے مقدس لفظ کا تحفظ کر کے اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیا۔ منظوری کے بعد وزیر اعلیٰ پھر کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں بھی الحمد للہ مسلمان ہوں مجھے قرارداد سے اتفاق ہے۔ البتہ میں تو مجوزہ نام ”چک ڈھکیاں“ سے اختلاف کے لیے کھڑا ہوا تھا کہ یہ نام سوزوں نہیں جس پر گورنر اعلیٰ سے میسر جناب ایس اے جید صاحب نے کہا کہ چونکہ محرک قرارداد مولانا اس وقت موجود نہیں اس لیے نام کا فیصلہ ان کے آنے تک ملتوی کیا جائے۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے بھی اس سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ نام کا فیصلہ مولانا کے آنے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ البتہ اگر کوئی اور ممبر اس سلسلے

میں دلچسپی رکھتے ہوں تو وہ وزیر موصوف اور مولانا چغتائی کے ساتھ مل کر کوئی مقبول ذمہ داری سرسریں اس  
 طریق سے یہ ہونے لگی کہ قرار داد اللہ کے فضل سے اپنی منزل مراد کو پہنچی اور بالآخر اللہ تعالیٰ منظور ہوئی۔ اگلے روز تمام  
 اخبارات نے اس خبر کو شدید سرخیوں کے ساتھ پہلے صفحہ پر شائع کیا۔ ذمہ داری بھی اُنک  
 بشارت عظمیٰ کی خوشخبری دینی میں:

اگلے روز جب تمام اخبارات میں شدید سرخیوں کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی (جبکہ عزیز مہم مولوی ثناء اللہ  
 نے خبر ہمارے نمبر پر دینی میں ٹیکس کر دی جو دفتر میں پہنچ چکی تھی) ہم اس وقت گاڑی میں سفر کر رہے تھے۔  
 عزیز محمد ایس نے دینی فون پر مولانا نعیم صاحب کو خوشخبری سنائی۔ انہوں نے قاری انعام الحق صاحب کو  
 فون پر یہ خوشخبری سنائی اور مجھے اطلاع کرنے کے لیے کہا۔ قاری انعام صاحب نے نماز ظہر کے وقت یہ  
 خوشخبری سنائی لیکن مجھے یقین نہیں آیا۔ ظہر کے بعد مظفر کو صاحب کے پاس وہ راکھ تھا عزیز مولوی  
 عبید اللہ پشوری اور اقم ہاں چلے گئے کھانا سے فارغ ہوئے۔ انہیں بھی اجازت خوشخبری سنائی۔

وایسی پرچاڑی ہی میں عبید اللہ نے موبائس فون کے ذریعے عزیز مہم مولوی محمد الیاس سے رابطہ کیا۔  
 اس نے خبر کی تصدیق کی اور مبارکباد پیش کی۔ میں نے خود ان سے فون پر رابطہ کیا۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی  
 تھی کہ میری خدمت جو کئی میں یہ کام کیسے پایہ تکمیل تک پہنچا؟ عزیز مہم مولوی محمد الیاس نے بتایا کہ اجلاس  
 شروع ہے اور مسئلہ پرائیویٹ ڈے کو آپ کی قرارداد پیش ہوئی اور قائد حزب اختلاف سعید احمد خان  
 انہیں نے پیش کی اور بالآخر اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔ آپ کو مبارک ہو۔ اس غیر معمولی کامیابی پر  
 خوشی کے آسواہاری ہوئے گل ہندھ گیا اور گلے سے آواز نکلتی تھی فون بند کر دیا۔ خدا تعالیٰ کا بے انتہا شکر  
 ادا کیا۔ عزیز مہم عبید اللہ پشوری نے بہت بہت مبارکبادیں دیں۔ اسی وقت راستے سے روزناموں کے وقت  
 لاہور فریڈ کیا تو اس پر شہسرفی لگی تھی ”پنجاب اسمبلی میں راجہ کا نام تہلیل کرنے کی قرارداد مستفقہ طور پر منظور“  
 الحمد للہ حمدا کثیرا کثیرا جس نے ایک طویل جدوجہد کے بعد یک میابی نصیب فرما کر سرخروئی  
 اور خوشی عطا فرمائی۔ مولانا اسماعیل عارف جن کے پاس قیام پذیر تھا ان کے پاس پہنچے تو قمر دوستوں نے



میار کبادوں کے ڈھیر لگا دیے۔ قصور کے نوجوان حمید، مغر صاحب مٹھائی لے کر آئے تمام حاضرین کے منہ میں خود راقم نے خوشی لئے آنسوؤں کی برسات میں اپنے ہاتھوں ایک ایک رس گلہ ڈال کر ذی بطن کے باوجود ایک رس گلہ اپنے منہ میں بھی ڈال لیا اور فوراً مسجی جا کر شہر ان کے نور و نس ادا کیے۔

مسجد انگریز دہلی میں پہلا خطاب:

آج رات نوز عشر کے بعد دہلی کی مشہور جامع مسجد ”انگریز“ میں یہاں تھا جہاں پر علامہ محمد اسحاق کشمیری درس دیا کرتے ہیں۔ علامہ کشمیری صاحب نے بھڑن کیا اور اجماع خوشخبری سنائی اور کہا کہ تفصیل پڑھوئی صاحب خود جہاں کریں گے۔ ”راقم نے اس رات سورۃ مدونہ کی آیت

لَوْ يَدْعَا هُمَا إِلَى دَعْوَةِ ذَاتِ قُرْأَنٍ وَمَعِينٍ (پہلا آیت ۵۰)

پر مفصل درس دیا کہ قادیانیوں نے اپنے اس جدید شہر کا نام ”دربورہ“ کب رکھ رکھ اور کیوں رکھا اور اس تبریحی کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ پھر اپنی ۳۰ سالہ طویل جدوجہد کا اجماع ذکر کیا۔ تمام حاضرین کو اس عظیم کامیابی پر شکرانہ کے نوافل ادا کرنے کے لیے کہا۔ تقریر کے بعد تمام شہداء نے ڈھیروں مبارکبادیں پیش کیں، قلم و لفظ جملہ بات سے راقم کے ہاتھ چوستے رہے کئی زبردستی معاف کرتے رہے۔ مسرت و خوشی کا ایک عجب حال تھا۔ ایک اور ہمدردی ”فہیم“ صاحب نے اسی وقت ایک ہوش میں ہجرت کا اہتمام کر دیا۔ ۱۱ روز بعد ”جنگ اور“ کے اس میں بھی سی خوشخبری کی شہر فنی گلی ہوئی تھی۔

پاکستانی قونصل خانہ میں مٹھائی:

ایک دن پہلے صدر پاکستان محمد رفیع تھوڑے صاحب کے صاحبزادہ عرفان تارڑ صاحب کو پاکستانی قونصلیت میں صدر صاحب کی ملاقات متاثر تھا کہ صدر صاحب نے اب یہ کام اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اب انشاء اللہ یہ اثر واد منظور ہو جائے گی۔ اگلے روز راقم مٹھائی لے کر ان کے ہاں قونصل خانہ گیا وہاں سب سے پہلے ان کے منہ میں اپنے ہاتھ سے لڈو ڈال کر کہا کہ پاکستان جا کر سب سے پہلے صدر صاحب کو مٹھائی کھلائیں گا۔ عرفان صاحب یہ خوشخبری کل پڑھ چکے تھے۔ انہوں نے بہت بہت

مبارکباد دی اور تمام محاضریں میں یہ خوشی کی مشہنی تقسیم کی۔ واپس آ کر فوری طور پر مبارکباد کے فیکس تیار کیے۔ یہ فیکس سینٹر پنجاب اسمبلی قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد خان منہیس صاحب کویت میں ڈاکٹر احمد علی سرانج اور امریکہ میں مولانا حکیم محمد رفیع اور پاکستان میں عزیز مہملوی محمد الیاس صاحب کے نام تھے۔ وہ تمام فیکس حمید امیر قصوری کے سپرد کیے مشورہ ہوا کہ فوری طور پر ایک پریس کانفرنس کا انتظام کیا جائے۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب نے پاکستان ایسوسی ایشن والوں سے رابطہ کر کے اگلے روز ۶ بجے وہاں ایک ہول میں پریس کانفرنس کا انتظام کر دیا۔

پریس کانفرنس:

اگلے روز ہم وقت سے پہلے ہی ہول میں پہنچ گئے۔ کچھ نمائندے بھی وہاں موجود تھے۔ تھوڑے انتظار کے بعد دوسرے نمائندے بھی آ گئے۔ ”ربوہ“ نام کب رکھا گیا اور کیوں رکھا گیا اور اس کی تبدیلی کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ راقم نے اس پر روشنی ڈالی۔ میں نے کہا کہ ”امت مسلمہ کی ۳۰ سالہ طویل جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ ۱۸ مئی کے انٹیمی دھماکے کے بعد پاکستان میں یہ دھماکا ہوا تھا کہ جس سے کفر کے دیوانوں میں لہزدہ طاری ہو گیا ہے۔“ وائس آف امریکہ اُف جرنل بی بی سی لندن تمام نے اسی موضوع پر تبصرے کیے ہیں اور ان کے پیچوں میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔ ۵۰ سال بعد قادیانوں کے اس دھل و فریب کا پردہ چاک ہوا ہے۔ سنہ ۱۹۴۸ء میں اس نئے شہر کی بنیاد رکھی گئی تھی اور انتہائی دھل و فریب سے اس کا نام ”ربوہ“ رکھا گیا تھا جو سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی پناہ گاہ تھی۔ ”ربوہ“ قرآن مجید میں کسی شہر کا نام نہیں ہے بلکہ اس کا معنی ہے ”کوچی جگہ“ اور اس سے مراد فلسطین کا ایک ٹیلہ ہے لیکن قادیانی دجالوں نے اپنے اس شہر کا نام ”ربوہ“ رکھ کر قرآن کریم میں ایک خطرناک قسم کی تحریف کی ہے کہ لفظ تو وہی رہے لیکن اس کا مصداق اور محل بدل جائے۔ جس طرح غلام احمد نے عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام کا نام پڑے اور چسپاں کر کے تحریف دیں کا حال بنایا ایک ایسی خوفناک تحریف تھی جو اس سے پہلے کسی مومن سوچ بھی ہوگی۔ الحمد للہ ان کے اس دھل کا پردہ چاک ہو گیا اور قرآن کریم کے مقدس الفاظ کا تحفظ

ہوئی۔ قادیان تل کے لیے مئی ۱۹۸۷ء اور ۱۹۸۸ء کے بعد ۱۹۹۸ء میں ایک اور بڑا دھماکا ہو گیا۔

## مبارکباد کے فلیکس:

جنیوٹ عزیز محمد الیاس کو فون کر کے صدر پاکستان نواز ریاض عظیم پاکستان وزیر اعلیٰ پنجاب پیٹیل روڈ پیٹیل پنجاب اسمبلی قائد حزب اختلاف اور وزیر مال کے فلیکس نمبر حاصل کیے تاکہ تمام حضرات کو اس عظیم تاریخی کارنامہ پر مبارکباد کے فلیکس بھجوائے جائیں۔ مجھے خوب اندازہ تھا کہ قادیانی دنیا بھر سے اس قرار داد کے خلاف احتجاجی مہم شروع کریں گے اور ایک ایک قادیانی دس دس خطوط اور تاریخیں مختلف ناموں سے بھجوائے گا اور مرزائی اپنی مظلومیت کا ادویہ کریں گے۔ اس کے توڑ کے لیے ضروری تھا کہ ہم بھی دنیا بھر سے حوصلہ افزائی کے لیے مبارکباد کے ہزار خطوط اور فلیکس بھجوائیں۔ چنانچہ آتم نے دو فلیکس نمبر سعودی عرب، امارات، انگلینڈ، جرمنی، ناروے، ڈنمارک، پرتگال، ہانگ کانگ، امریکہ وغیرہ جہاں جہاں ہماری تنظیمیں تھیں تمام کو بھیجے اور تلقین کی کہ آپ ان نمبروں پر مبارکباد بھجوائیں۔

## دہلی سے پاکستان واپسی:

اب مجھے جلدی تھی کہ پاکستان پہنچ کر ”ربوہ“ کے متبادل نام کا تعقیبہ کیا جائے۔ پاکستان والوں کو بھی شدید نظر اتھار قرار دیا منظور ہوتے ہی پاکستان میں ایک جشن کا سماں تھا، منوں مٹھائی تقسیم ہو رہی تھی، جنیوٹ اور ربوہ میں جنوے کی دیکھیں تقسیم ہوئیں، شکرانے کے نوافل ادا کیے گئے۔ ۲۲ نومبر بروز اتوار ناہور کے لیے سیٹ بک کر لی۔ جنیوٹ فون کر دیا کہ صدر صاحب کے لیے ایک نوکرا مٹھائی کا ایئر پورٹ پر بھراؤ! میں ۳۱ کہ پہلے جا کر صدر صاحب کو مٹھائی پیش کی جائے۔ عزیز محمد الیاس نے صدر صاحب کو فلیکس کر کے ۲۳ نومبر ۱۹۹۸ء کے لیے وقت متعین کر لیا تھا۔

## صدر صاحب کو مٹھائی اور مبارکباد:

لاہور پہنچتے ہی صبح ۲۳ نومبر کو سیدھا اسلام آباد ایمان صدر پہنچا۔ صدر صاحب سے ملاقات ہوئی

انہیں مجھ سے بھی زیادہ خوشی ہو رہی تھی کیونکہ عظیم تاریخی کارنامہ کی کامیابی کا میرا درحقیقت انہی کے سر ہے۔ اُردو پیکر صاحب کو چاہی نہ لگاتے تو شاید اب بھی یہ خوشی انہیں نہ ہوتی۔ میں نے ان کا چہرہ اتنا ہشامش ہشامش اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا جو گلاب کے پھول کی طرح کھلا ہو دیکھتا تھا خوب موقع ہوڈ مبارکباد کا تبادلہ ہوا مٹھائی کا ٹوکرا کھول کر اپنے ہاتھوں سے ان کے منہ میں مٹھائی ڈالی۔ میں نے کہا زندگی کی ایک بہت بڑی جتنا تھی جس پر مسلمانوں نے ۳۰ سال موت کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا وسیلہ اور ذریعہ بنایا۔ انصاف اللہ تعالیٰ نے زندگی میں بڑی کامیابیاں انہیں فراہم کی ہیں اب میرے مطالبات میں سے دو تین مطالبات اور رہ گئے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میری زندگی میں وہ بھی پورے ہو جائیں اور یہ آپ کے وز میں ہی ہو سکتے ہیں۔ وہ میں نے ان کے سامنے کر کے صدر صاحب نے اس سلسلہ میں مجھے کچھ مشورے دیے جن پر میں غور کروں گا۔ امید مند ہوں کہ عہدِ مقررہ میں وہ بھی پورے ہو جائیں گے اور تو مہلہ ہی دو اور ہمارے کونوں کی خوشخبری سنے گی۔ مبارکباد اور مٹھائی پیش کر کے سید صاحب اب اس لاہور آگیا۔ لاہور اور منگل کے اجلاس میں شریک ہوا وزیر مال سے ملاقات کی کہ نام کا تصفیہ کر لیں۔ انہوں نے کہا کہ انتہائی کامیابی ہو جائے۔ انہوں نے کچھ کارنامے ہیں مل بیٹھ کر فیصلہ کریں گے۔

### چنیوٹ اور چناب نگر میں استقبال:

الہیابان چنیوٹ استقبال کے لیے بے چین تھے۔ چنانچہ منگل کے اجلاس میں شرکت کرنے کے بعد چنیوٹ روانہ ہو گیا۔ ہر سہ پہر پر استقبال کیپ لگا ہوا تھا۔ پہلے تو وہاں ہر سہ پہر والوں نے زبردست استقبال کیا اور مبارکبادیں پیش کیں پھر راؤ باغ تک چنیوٹ والے لکڑوں، موٹر سائیکلوں اور ٹرائیوں پر سوار ہونڈے لیے کھڑے تھے۔ لگتا تھا پورا چنیوٹ اٹھ پڑا ہے۔ موضوع سلامہ لڑک روڈ پر چودھری محمد امیر سلامہ سابق چیئرمین یونین کونسل و ممبر ضلع کونسل دھیر سلاہ و غیرہ دونوں کے ہار لیے کھڑے تھے۔ یہ بار انہوں نے راقم کے گلے میں ڈال دیے۔

چنیوٹ تحصیل چوک پر زبردست استقبال ہوا۔ ایک جیپ پر لاؤڈ سپیکر نصب تھا پر جوشِ نعرے

لگ رہے تھے، شکر کے اصرار ہوا کہ ”چناب نگر“ (روہ) جایا جائے۔ انتظامیہ کی خواہش تھی کہ یہ جلوس ہال نہ جائے۔ حسبِ رویہ کے چناب کے کنارے پر پہنچنا تو اسے ہی ادنیٰ فی اس میں نے روک کر کہا کہ ”اچھا نہیں سے واپس ہوں آئے نہ جاؤں۔“ میں نے کہا کہ ”پورے جلوس کا اصرار ہے کہ وہ چناب نگر کا ایک پتھر لگائیں، مسلم کالونی کی جامع مسجد میں جا کر نفل پڑھنے کے بعد جلوس ختم کروں گے، انہی قسم کی شریر یا غیر قانونی حرکت نہیں ہوگی، میں ذمہ دار ہوں، آپ جلوس جانے دیں، یہ اب نہیں رکے گا۔“ چنانچہ یہ تاریکی اشتباہ چناب نگر کے بازاروں میں اسلام اور ختم نبوت کے قلم و کلمہ لہرے گا۔ تہ ہونے کو رات دینی حسرت و یاس کا مجھ سے اپنی ذات و رسوائی کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

چناب نگر کی مسلم مسجد میں خطاب اور شکرانہ کے نوافل:

مغرب کے قریب جلوس مسلم کالونی کی جامع مسجد میں پہنچے، نماز مغرب کی امامت راقم نے راقم تمام شکرانہ کے نفل ادا کیے، نماز کے بعد مولانا اللہ یار شہدائے اعظم کا میانی اور فتح پر مختصر خطاب فرمایا اور راقم کو خیرین عظیمین پیش کیا، راقم نے بھی مختصر خطاب کیا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس نے اس عظیم میمانی سے عزت افزائی فرمائی۔ پھر اپنے عقیدہ لیا گیا ۶۱ سالہ وٹروں کا شکر یہ ادا کیا جنہوں نے بھاری میٹریٹ سے انہیں آسلی میں پہنچایا۔ پھر صدر پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ صاحب کا شکر یہ ادا کیا جن کی خصوصی توجہ سے یہ دیرینہ مطالب پورا ہوا۔ بعد ازاں قائد اعظم کی تائید کا شکر حزب اختلاف اور چناب آسلی کے تمام ممبران کا شکر یہ ادا کیا جنہوں نے ہر تعلق اس قرار و رد کو منظور کیا۔ دعا کے خبر کے بعد یہ جلوس فلک شگاف نعروں کی گونج میں چیونٹ روانہ ہوا اور چونک محض ترکماناں میں جا کر ٹھہر گیا اور دعا کے ساتھ مختتام پذیر ہوا، اس تاریخی استقبال کی ویڈیو بھی تیار کی گئی تا کہ اسے ہر ذریعہ کے مجسمے کو ان کے جواب میں دنیا کو دکھایا جاسکے۔

آسلی میں منٹھائی کی تقسیم:

اگلے روز آسلی کے جلوس کے لیے لاہور چلا گیا۔ تاکہ راقم کی تائید کا شکر حزب اختلاف ذریعہ مال

پریس سیکورٹی (اوس سب وعلیحدہ علیحدہ منہدی کے ڈبے پیش کیے۔ بس جگہ میسران سبلی کی حاضری و ملازمت پر ہوا تھا وہاں ڈبے رکھائے تاکہ جو میسر حاضری کے لیے دستخط کریں ساتھ لفظ بھی لکھائیں، ورنہ ملازمت میں جواز دیوتا پر ہوتے ہیں انہیں نقد شیرینی دی۔ گویا پوری سبلی میں اس فتح اور کامیابی پر ایک جشن کا سماں تھا۔ وزیر اعلیٰ کے لیے بھی ایسا ڈبہ لایا تھا ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے انہیں پیش نہ کر سکا غرضیکہ بورڈ میں بھی بڑی تعداد میں مٹائی تقسیم ہوئی۔

ربوہ کے متبادل نام کا تصفیہ:

۳۰ نومبر ۱۹۹۸ء تک اسمبلی کا اجلاس جاری رہا، اجلاس کے بعد جناب چوہدری شوکت واڈو صاحب وزیر مال سے رابطہ کیا کہ متبادل نام کا جلد تصفیہ کریں، بڑی بے چینی بنی ہوئی ہے۔ انہوں نے ۳ دسمبر کو لاہور اپنے دفتر میں بلایا اور کہا کہ انہوں نے کئی ایک سے مشورہ کیا ہے اور فیصلہ ہوا ہے کہ "ربوہ" کا نام "نور قادیان" رکھ جائے کیونکہ ایک تویہ وین کا قباور شہر ہے پھر اس میں انہوں نے اپنی تمام "مقدس" جگہوں کے وہی نام رکھے ہیں جیسے مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ اور ہشتی مقبرہ وغیرہ تو شہر کا نام بھی وہی ہونا چاہیے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ "قادیان" ان کا "مقدس" اور محترم شہر ہے جسے وہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرح فطرت سمجھتے ہیں۔ وہی ان کے "نبی" کا مولد و مفن ہے۔ لہذا اس نام پر وہ اعتراض اور رد و یا انہیں نہیں کر سکیں گے، اگر "ربوہ" نام کی تبدیلی پر واڈو اکریں گے بھی تو اس نام "نور قادیان" پر نہیں کر سکیں گے۔ ہر ایک کے گمان کہ یہ تمہارے "مقدس" شہر کا نام ہے۔ یہ تمہیں کیوں پسند نہیں آتا، میں نے بھی ان کی اس دلیل سے اتفاق کر لیا کیونکہ اصل غرض تو قرآنی لفظ "ربوہ" کے تحفظ کی تھی کہ وہ غیر کل پر استعمال نہ ہو متبادل نام کوئی بھی ہو بلکہ میں نے ضیا الحق شہید سے بھی کہا تھا کہ متبادل نام بے شک قادیانوں سے پوچھ کر ان کی پسند کا رکھ لیں، ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ بس کوئی قرآنی لفظ ایسا نہ ہو جس سے کسی کو دھوکا نہ ہو، ہے۔

## تواں قادیان:

میں نے کہا کہ ”نیو“ کی بجائے پنجابی زبان میں ہونا چاہیے۔ تواں قادیان“ چنانچہ وزیر موصوف نے یہ ترمیم قبول کر کے ”تواں قادیان“ کا اسی وقت نوٹیفیکیشن نمبر 034-99/ch-36/81 جاری کر دیا۔ جنیوٹ میں ایک ہنگامی پریس کانفرنس بلا کر میں نے سنے نام ”تواں قادیان“ کا اعلان کر دیا۔ اخبارات میں نیا نام شائع ہونے کے بعد مختلف حلقوں سے چٹکولیاں شروع ہو گئیں کہ یہ نام درست نہیں۔ ایک اعتراض یہ تھا کہ ہم مسلمان بھی اس شہر میں رہتے ہیں اب ہم کیا کہنا آئیں گے؟ میں نے کہا ۵۰ سال سے آپ لوگ رہو میں دور ہے ہیں اس وقت کیا کہنا تے تھے نیز جو پراڈ قادیان تھا اس میں ہزاروں مسلمان اور غیر مسلم بھی رہتے تھے وہ کیا کہنا تے تھے؟ دوسرا اعتراض ہوا کہ وہ کہیں گے کہ چلو جی ہمیں انٹر پیگمونی کے مطابق اصل قادیان نہیں ملا تو یہ دیکھ لیں۔ میں نے کہا ان کی زبان کو کون روک سکتا ہے؟ تاویلات کے فن میں حلق ہیں کوئی نہ کوئی بات بنالیں گے۔ اصل پیگمونی تو ہے کہ پاکستان قائم ہو کر پھر اکھنڈ بھارت بن جائے گا اور ہمیں وہ قادیان دو روں جائے گا۔ لاہور میں مجلس عمل تحفظ ختم ثبوت کی ہنگامی میٹنگ ہوئی اس میں بھی اس نام پر اعتراض کیا گیا۔ سب سے زیادہ اختلاف مجلس تحفظ ختم ثبوت والوں کو تھا۔ مجھ سے نقس مشہور صاحب نے بھی لاہور سے تواں پر رابطہ کیا کہ یہاں پر مجلس عمل تحفظ ختم ثبوت کا اجلاس ہوا ہے اس میں اس نام پر اعتراض ہوا ہے۔ سب کا مطالبہ ہے کہ ”صدیق آباد“ (جو ہم مجلس عمل نے طے کیا تھا) رکھ جائے۔ میں نے کہا کہ مجھے ”تواں قادیان“ پر کوئی اصرار نہیں ہے میری طرف سے تو قرارداد میں قہر دل نام ”چک ڈھکیاں“ تھا لیکن ”صدیق آباد“ یا کوئی اور مسلمان والا نام مقطوعاً درست نہیں کیونکہ یہ شہر آباد تو قادیانوں کا فروں نے کیا ہے جب اس کا نام ”صدیق آباد“ ہوگا تو قادیانی نہیں گے کہ آپ نے ہمیں صدیق اور سچا مان لیا ہے کیونکہ یہ شہر تو ہم نے ہی آباد کیا ہے۔ میں نے کہا وزیر صاحب بھی مسلمانوں والا نام قطعاً پسند نہیں کرتے۔ ”چک ڈھکیاں“ یا ”چناب نگر“ میں سے کوئی نام پسند کر لیں یا ان کے علاوہ جو بھی نام آپ چاہیں رکھ لیں! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

آپ دوزیرِ موصوف سے مل لیں اپنا نچایک ہندو سرے روز وزیر صاحب سے ملا لیکن انہوں نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور کہہ کر ”معاذِ چنیوٹی جو اس قرارداد کے محرک ہیں آپ ان کے پاس جائیں اور پوچھیں کہ کیا انہوں نے اس بار سے تہ تیغ کر لیا ہے؟“

مولانا اللہ وسایا کی استدعا:

بسیب معترضین حضرات اپنی ہوشیار کر کے مایوس ہو گئے تو مولانا اللہ وسایا نے راقم سے رابطہ کیا اور فقیر کے محرکِ تحریر ایف بی اے اور اے آف گوئی کا دیانی شاعر کا دیوان ہمراہ لایا اور منت سماجت کرتے ہوئے کہا ”آپ ہمارے مخدوم ہیں بس یہ نام ”اوس قادیان“ پر لادیں۔ چک ڈھکیں یا چناب بھگروٹی بھی نام رکھادیں“ ایس منظور ہے۔ میں نے کہا کہ ”خانو میر کو قرارداد پاس ہوئی اور نام کا فیصلہ ۱۹ دن بعد ہوا ہے اتنے دنوں میں آپ حضرات کو مبارک دینے کی فرصت ملی اور یہی سببوں نام پیش کرنے کی۔ آپ نوٹیفیکیشن ہو چکا ہے اب کیا ہو سکتا ہے؟“

مولانا کہنے لگے کہ ”آپ جانتے ہیں کہ قادیانی بڑے شیاعین ہیں یہ اپنی روایتی ناونہیں کر کے خواہ مخواہ پریشان کریں گے۔ پنا نچہ اکمل قادیانی شاعر کے دیوان سے چند اشعار دکھائے کہ ”امروہو میں وہی قادیان دیکھتے ہیں“ وغیرہ۔ میں نے کہا کہ ”مجھے تو کوئی اعتراض نہیں جو کام اللہ نے مجھ سے کروانا تھا وہ ہو گیا اب ہم جس کی مرضی سے رکھا جائے اور جو رکھا جائے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“ مولانا موصوف پھر کہنے لگے کہ ”بس آپ محرک ہیں آپ ہی کوئی نام رکھوادیں۔ اگر آپ تھریٹ کرو دیں تو میں اس خوش میں اپنی جماعت کی طرف سے آپ کو چار شہروں (چناب بھگروہ) (پنیوہ) (دور اور ملتان) میں استقبال دے دوں گا۔“ میں نے کہا ”استقبالیہ کی مجھے چنداں خواہش نہیں لیبر حال میں کوشش کرتے ہوں۔“

نوٹیفیکیشن کی منسوخی:

راقم سید حالاً ہوا گیا دوزیرِ موصوف سے بات چیت کی نہیں اکمل قادیانی کے دیوان سے اشعار دکھائے اور کہا کہ ہم نے اتنا بڑا تاریخی کام کیا ہے اب ہم کی وجہ سے اسے کمرانہ کریں۔ قادیانی



تاویلات کرنے میں اپنا کٹائی نہیں رکھتے۔ چنانچہ یہی اس نام کی تاویلات کر کے لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث بنیں گے۔ میں نے وزیر موصوف کو مرزا قادیانی کی ایک تاویل ”بکرو شیب“ سنائی کہ یہ مرزا کا انہام ہے کہ مجھے ایک عورت کنوڑی ملے گی اور ایک بیوہ۔ کنوڑی تو مل گئی جو مرزا محمود پھرہ کی ماں تھی اب وہ مرزا قادیانی کو کہہ دو گی کا انتظار ہے اور وہ ”محمدی بیگم“ ہے جو بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آئے گی۔ تب یہ انہام پورا ہو گا۔ اب بیوہ کا انتظار ہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں محمدی بیگم نہ تو بیوہ ہو کر مرزا قادیانی کے گھر آئی اور مرزا محمود کی ماں کے بعد نہ کوئی اور ہی بیوہ اس کے نکاح میں آئی اور بیگمیں کوئی سرخ بہائی نہ تھی۔ اب مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد مجموعہ الہامات ”تذکرہ“ کے مولف نے ایسی تاویل کی جس سے باضمیر قادیانیوں کو بھی شرم آرہی ہو گی کہ یہ الہام حضرت ”ام المؤمنین“ حضرت جہاں بیگم میں ہی پورا ہو گیا کہ کنوڑی آئی تھی بیوہ نہ تھی۔

ناقصہ سر گمبیاں ہے اسے کیا کیجے

چنانچہ وزیر موصوف بالکل قائل ہوئے اور انہوں نے نوٹیفیکیشن روک دیا اور کہا کہ متبادل نام تجویز کریں گے۔ بندہ کئی دن وزیر موصوف کے پیچھے پڑا رہا لیکن وہ ایت و عمل سے کام لیتے رہے۔

چل ڈھکیاں پرا اتفاق:

۲ رمضان المبارک مطابق ۲۳ دسمبر میرا مدنی مسجد سٹیٹیا سٹ ٹاؤن گوجر نوالہ میں درس تھا سورہ مومنون آیت نمبر ۵۰ پر سی درس دیا۔ درس میں ایس اے حمید مہرہ پنجاب اسمبلی جو کہ ایک اچھے مقرر اور حکومتی پارٹی سے متعلق ہیں کو آماہ کیا کہ وہ ہمارا خطیں اور وزیر موصوف سے نیا نوٹیفیکیشن جاری رانیں وہ فوراً تیار ہو گئے۔ ”صدر یقین آباد“ اور ”نواں قادیان“ دونوں ناموں پر انہیں بھی اعتراض تھا۔ انہوں نے کہا کہ فون پر نام لے کر آپ کو جامع مسجد شیر نوالہ اطلاع کرنا ہوں۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد ان کا فون آ گیا کہ وزیر موصوف سے فون پر رابطہ ہو گیا۔ اگلے دفتر میں ملاقات ملے ہے۔ ام وہند کی وجہ سے چند سٹنٹسٹ پیچھے جبکہ ایس اے حمید صاحب ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ وزیر صاحب دیگر کاموں سے فارغ

ہو کر ہمیں خلیجہ و کمرے میں لے گئے اور ہم سے تفصیلی بات چیت کی۔ باآ خر کاغذات مال کے مطابق پرانے نام ”چک ڈھکیاں“ پر ہم سب متفق ہو گئے۔ انہوں نے سیکرٹری سے کہا کہ پہلے والے تمام نام متنازع ہو گئے ہیں لہذا آپ کاغذات مال کے مطابق ”چک ڈھکیاں“ نام کا نوٹیفیکیشن جاری کر دیں اور پہلا نام کنسل کر دیں۔ الحمد للہ یہ مرحلہ طے ہو گیا۔

مولانا اللہ وسایا صاحب کو کرفون پر مبارکباد دی کہ جس نام سے آپ اب جک تھے وہ تبدیل ہو گیا ہے اور اب ”چک ڈھکیاں“ کے آرڈر ہو چکے ہیں۔ انہوں نے شکر یہ ادا کیا اور دعائیں دیں۔

میروان ملک دورہ پر روانہ ہوئے:

میروان ملک دورہ پر واپسی سے قبل جناب چودھری پرویز الہی کا تکرہ جناب اسمبلی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے شکوہ کیا کہ آپ کی طرف سے تو چند ایک مبارکیاں موصول ہوئیں لیکن قادیانوں نے احتجاج کے ذریعہ لگائے ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ گھر کر کے اندرون و بیرون ملک سے آپ کو اتنی مبارکیاں آئیں گی کہ یورپ بھر جائیں گی۔ میں نے صدر پاکستان وزیراعظم پاکستان وزیراعلیٰ پنجاب سیکرٹری و چیئرمین پنجاب اسمبلی وزیرماں قائد حزب اختلاف تمام کے فلیکس نمبر حاصل کیے۔ روزنامہ ”قوائے وقت“، ”بور سے خبر کی کشمکش“ ایک طرف اور دوسری طرف اس کا پس منظر چھو کر ساتھ لے گیا۔ چنانچہ آخر انگلینڈ و نمازک اور دیگر جن ممالک کا دورہ کیا وہاں کے لوگوں کو اس فیصلہ کی اہمیت سمجھائی تو وہاں سے ہزاروں مسلمانوں نے ان حضرات کو فلیکس بھیجے اور جہاں میں نہ جاسکا وہاں بھی فلیکس بھیجوائے۔ چنانچہ بانٹ کاٹک سے قادیان محمد طیب کی صاحب نے بتایا کہ ہم نے تین صد سے زائد فلیکس بھیجوائے ہیں اسی طرح انگلینڈ اور نمازک سے بھی سینکڑوں فلیکس بھیجوائے گئے۔

جناب نگر کا نوٹیفیکیشن:

بندہ سوال کے شروع میں بیرونی دورہ سے واپس لوٹا تو اسمبلی کا اجلاس شروع تھا سیکرٹری اور قائد حزب اختلاف نے بتایا کہ بہت فلیکس آئے ہیں اور ابھی تک آ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ ”میری تحریک شروع

ہے ابھی دنیا بھر سے لا رہے ہیں گے۔ جوں جوں خبر کی تشدد ہوگی توں توں مبارکیں آتی رہیں گی۔“ وزیر صاحب سے معلوم کیا کہ ”چک ڈھکیان“ کا نوٹیفیکیشن باضابطہ جاری ہوا یا نہیں؟ ہم نے تو ہر جگہ ”چک ڈھکیان“ مشہور کر دیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ابھی نہیں ہوا چند دن میں ہو جائے گا۔ میں پیچھے پڑا رہا۔ آخر فروری ۱۹۹۹ء کو انہوں نے ”چک ڈھکیان“ کی بجائے ”چناب نگر“ نام کا باقاعدہ نوٹیفیکیشن جاری کر دیا۔ ”چناب نگر“ بھی میرے پیش کردہ متبادل ناموں میں سے ایک نام تھا یہ جدید نام ذرا ہادقار تھا اس کے ساتھ ایک پرانا قصبہ ”نور نگر“ کے نام سے بھی موجود ہے یہ چونکہ دریائے چناب کے کنارے پر واقع ہے اسی مناسبت سے یہ نام بھی انتہائی موزوں ہے۔ ”چک ڈھکیان“ نام سے ان کے وزیر موصوف کو کسی وجہ سے وحشت سی تھی پہلے دن ہی انہوں نے اس نام کو قبول نہیں کیا تھا۔ مجھے تو کسی اور نام پر کوئی اصرار نہ تھا ”ربوہ“ بدلنے سے اصل مسئلہ تو حل ہو گیا تھا اب اس سے نوٹیفیکیشن کے مطابق ”ربوہ“ کی تمام سرکاری عمارتوں، تختہ، تخصیص نامہ یہ اور تعلیمی اداروں پر ”چناب نگر“ لکھا گیا۔ قادیانوں نے بعض جگہوں پر سیاہی ملنا شروع کر دی۔ ہم نے ان کے خلاف پرچہ کرادیا۔

**چناب نگر میں اجتماعی جمعہ اور لوحِ یادگار کی تقریب نقاب کشائی:**

۲۶ فروری فتح مہبلہ کانفرنس کی تاریخ قریب تھی اور حسن اتفاق کہ اس تاریخ کو جمعہ تھا احباب سے مشورہ ہوا کہ ”چناب نگر“ میں اجتماعی جمعہ ادا کیا جائے اور پھر ”چناب نگر“ نام کی یادگار تختی کی نقاب کشائی کی جائے۔ چنانچہ جس پروگرام کی صدارت کے لیے حضرت مولانا خوجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دعوت دی گئی جو انہوں نے قبول فرمائی۔ مولانا اللہ وسایا کو بھی دعوت دی انہوں نے بھی شرکت کا وعدہ کر لیا۔ حضرت مولانا عطاء المومن و حضرت مولانا عطاء الحسن شاہ بخاری صاحبان سے بھی رابطہ کر کے انہیں بھی شرکت کی دعوت دی۔ علمائے کرام کے علاوہ مہمان خصوصی کے طور پر جناب چودھری شوکت داؤد وزیر مال ڈپٹی سپیکر جناب سردار حسن اختر موکل قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد خان منیمیں کو بھی دعوت دی۔ تمام نے بخوشی دعوت قبول کر لی۔ دو تین روز قبل وزیر مال نے کسی

وجہ سے شرکت سے معذرت کر لی۔ چنانچہ ان کے متبادل صدارت اور نقاب کشائی کے لیے جان سرور حسن موکل صاحب کو تیار کیا۔ انہوں نے ہائے وعدہ و فرمایا۔ پرنسپل ”لوں یہ دگر“ تیار ہو رہی تھی تا مروت کا جواز تھا۔ سرور حسن اختر موکل صاحب نے کنفرم کر دیا تو ان کا نام تصویب پا گیا۔ جمعہ کے روز ہی قادیانی محمد رفیع و جھوٹی صاحب جن کے ذمہ یہ خدمت لگی تھی وہ سختی تیار کروا کر لے آئے اور سختی سرگودھا روڈ الب سڑک بجانب شمال لاری اڈا چناب محمد نصاب کردی۔ محترم جناب شیخ عبدالغنی صاحب بھی پہنچ گئے۔ قائد حزب اختلاف سعید احمد خان منہیس بھی بروقت تشریف لے گئے اجتماعی جمعہ بلدیہ کی جامع مسجد بس میں اختر جمیل ختم نبوت مومنٹ کے سیر فری اطلاعات قادیانی شبیر احمد عثمانی صاحب خطیب ہیں ادا کیا گیا۔ چینیٹ اور مضامینات سے ہزاروں آدمی متفق ہو گئے۔ ایک جم غفیر ہو گیا۔ جمعہ سے قبل ہی ایک خضباء نے اپنے مختصر خطبات میں اس تاریخ ساز فیصلہ پر خراج تحسین پیش کیا۔ قائد حزب اختلاف نے اپنے خطاب میں کہا کہ موجود حکومت نے دوسرے میں یہی ایک قابل ذکر اور قابل فخر یادگار تاریخی کام کیا ہے۔ بندہ نے اپنے مختصر خطاب میں تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ جمعہ سے فارغ ہو کر عاشقان ختم نبوت کا یہ جم غفیر ایک جلوس کی شکل میں نعرے لگاتا ہوا سختی کی نقاب کشائی کی جگہ پر پہنچا اور فضیلۃ شیخ مولا عبدالحفیظ قادیانی قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد خان منہیس اور راقم الحروف نے اس تاریخی واقعہ کی یادگار سختی کی نقاب کشائی کی۔

### قادیانیت کے تابوت میں آخری میخ:

قادیانی سربراہ مرزا طاہر ریوہ نام ختم ہونے سے پہلے ہی ریوہ سے نکل چکا تھا۔ اسے ریوہ کے ختم ہونے کا دلگداز منظر نہ دیکھنا پڑا۔ یہ بد قسمت گھڑی اس کے یہاں نائب مرزا سرور احمد کے لیے متعین تھی یہ اس پر کیسے بڑی۔ یہاں کے لوگوں نے ۳۰ اپریل ۱۹۹۹ء کو مرزا سرور احمد کو جھکڑیوں میں دیکھا۔ ۳۰ دین قادیانیت میں یہ پہلا موقع تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کو جھکڑیوں میں دیکھا گیا۔ کچھ وقت جب مرزا غلام احمد کے والد کو انگریز قادیانہ میں کرسی ملتی تھی اور کچھ وقت کہ قادیانیت پر

ابھی پہلی صدی بھی پوری نہ ہونے پئی تھی کہ نئی نشیمن کا بدقسمت پڑ پڑنا ان لوگوں کے سامنے جنہیں مرزا غلام احمد "ذریعہ تبلیغ" کہتے مرزا ملامتوں کے ٹبرے میں دیکھا گیا۔ گرسوسال میں ترقی یہ ہے تو اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس ترقی سے بچائے۔ (تقریباً عمارت خالد محمود کتاب رد القادیانیت کے زیریں مصلوہ ۱۱۱۱ء منظور احمد چینیٹی)

تمام سرکاری اداروں میں چناب نگر کے نوٹیفیکیشن پر عملدرآمد کی کوشش:

چناب نگر کا نوٹیفیکیشن جاری ہونے کے بعد بندہ نے تمام سرکاری اداروں کو نوٹیفیکیشن کی فوٹوکاپیاں ارسال کیں اور ان سے استدعا کی کہ نوٹیفیکیشن کے مطابق اپنے ماتحت ادارہ کو ہدایت کریں کہ اس کے مطابق عمل کریں۔ تھانہ تحصیل کچہری بلدیہ تعلیمی اداروں میں تو فوری عملدرآمد شروع ہو گیا۔ بنکوں کے سربراہوں سے رابطے کر کے ان سے بھی عملدرآمد کرایا۔ اس کے بعد سیکرٹری ریلوے سے اسلام آباد ملاقات کی انہیں نوٹیفیکیشن کی کاپی دی۔ ان سے کہا کہ آپ ریلوے ٹینکوں پر اور ریلوے سٹیشن پر چناب نگر لکھیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم بھی اس کا خیر میں ضرور فریکہ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد لاہور ریلوے کے چیف صاحب سے ملاقات کی اور انکس سیکرٹری ریلوے کی ملاقات اور ان کے وعدہ کے متعلق بتلایا۔ انہوں نے بھی وعدہ کر لیا مگر عملدرآمد میں تاخیر ہی رہی۔ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۹۹ء کو سولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے چناب نگر نام رکھے جانے کی خوشی میں چناب نگر میں ایک جلسہ رکھا۔ میں ایک ہارڈ چیف آف ریلوے لاہور سے ملا اور انہیں کہا کہ "۲۸ مئی تک ریلوے سٹیشن پر چناب نگر نہ لکھایا تو جلسے کے حاضرین مشتعل ہو کر نقص امن باعث بن سکتے ہیں۔" یہ طریقہ کار درگزر ہلاور ۲۶ مئی ۱۹۹۹ء کو "ریوہ" ریلوے سٹیشن سے "ریوہ" نام ہٹا کر "چناب نگر" لکھ دیا گیا اور ریلوے ٹینکوں پر بھی "چناب نگر" لکھنا شروع کر دیا گیا۔ الحمد للہ علی ذلک (یاد رہے کہ مرزا قادیانی کی ہیضہ کی مرض سے عبرتاً کہ موت کی تاریخ بھی ۲۶ مئی ہے اور ریوہ سٹیشن کی "ریوہ" نام کے خاتمہ کی تاریخ بھی ۲۶ مئی ہے۔ اسے حسن اتفاق ہی کہہ سکتے ہیں۔) اسی طرح چناب نگر کے رہنے والوں کے لیے لازمی قرار دیا گیا کہ وہ اب "ریوہ" کی بجائے چناب نگر نام استعمال کریں۔ اس کے بعد اسلام آباد میں ختی کا مڈ میں تبدیلی کرانے کے لیے ڈائریکٹر جنرل شناختی

کارڈ سے ملاقات کی اور نوٹیفیکیشن کی کاپی انہیں پیش کی۔ انہیں اس سے پہلے علم نہیں تھا اسبوس نے کہا اب آئندہ جو شناختی کارڈ جاری ہوں گے ان پر چناب نگر ہی لکھا جائے گا، انشاء اللہ!

آخری فتح اور کامیابی:

الحمد للہ ایک سال کے اندر اندر تمام سرکاری اداروں میں عملدرآمد شروع ہو گیا لیکن قادیانی حسب روایت وعدت عمل نہیں کر رہے تھے۔ چناب نگر سے چھپنے والے تمام اخبارات برسائل پر ”ربوہ“ لکھا جا رہا تھا۔ بندہ نے تین مرتبہ ڈی سی جھنگ کو باضابطہ درخواستیں دیں اور ان کے اصرار ان کا اخبار ”المقتل“ وریگر رسائل پیش کیے کہ جن پر ابھی تک ”ربوہ“ لکھا جا رہا تھا۔ میں نے کہا کہ اب ”ربوہ“ نام کا کوئی شہر پاکستان میں موجود نہیں ہے اب اگر وہ اپنے اخبارات جرنامہ پر ”ربوہ“ لکھ رہے ہیں تو یہ پریس ایڈیٹریکشن ایکٹ کے خلاف ہے۔ لہذا ان کے ڈیکٹیکٹریشن منسوخ کر کے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ لیکن ڈی سی جھنگ ڈال منوال سے کام لیتے رہے۔ راقم نے سخت آ کر دباؤ میں ہو کر ۱۹۹۹ء کو دھمکی دی کہ اگر اگلے چند تک قادیانیوں کے اس اقدام کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی تو بندہ نماز جمعہ کے بعد قادیانیوں کے لڑیچ کو نذر آتش کر دے گا جس کی خبر پریس میں جائے گی اور انتظامیہ کی بدنامی کا باعث ہوگی کہ حکومت کے نوٹیفیکیشن کے بعد اب تک انتظامیہ اس پر عملدرآمد نہیں کرا سکی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ”ختم نبوت فورس“ بنانے کا اعلان کر دیا کہ وہ وقت سے تیار کریں اگر حکومت نے قادیانیوں سے عمل نہ کرایا تو پھر ہم خود اپنے زور بازو سے اس پر عملدرآمد کرائیں گے کیونکہ لاتوں کے بجائے باتوں سے نہیں مانتے۔ اس دھمکی سے پہلے تو ہماری آواز صد ہا صحرا ثابت ہو رہی تھی حکومت کے کارندوں کے کانوں پر جوں نہیں رہتی تھی مگر اس کے بعد اہل حکومت کو تشویش لاحق ہوئی۔ انہوں نے سمجھا کہ ایک تو پورنی دنیا میں بدنامی ہوگی اور دوسرا امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہوگا جس کے ذمہ دار قادیانی ہوں گے۔ چنانچہ آئندہ جمعہ سے قادیانیوں کے تمام جرائم و مسائل کے ایڈیٹروں اور مدیروں کو نوٹس جاری ہو گئے۔ ڈیڈ لائن کے اندر سنی مجسٹریٹ صاحب قسطنطنیہ آئے اور کہا کہ ہم نے نوٹس جاری کر دیے ہیں آپ مزید ایک ہفتہ کی مہلت دیں اگر اس تاریخ تک عملدرآمد نہ ہوا تو پھر آپ اپنا کھمبل کھینچ کر لیں آپ کو کھلی اجازت ہوگی۔ بندہ نے انتظامیہ کی

استدعا پر ان سے تعاون کرتے ہوئے اپنا پروگرام مزید ایک ہفتہ تک کے لیے ملتوی کر دیا۔

اسی جمعہ کے خطبہ کے دوران، مجلسِ صائب نے ذی قی کی طرف سے قادیانیوں کو جو نوٹس جاری ہوئے تھے ان کی کاپیاں میری طلب پر مہیا کیں۔ میں نے گورنر پنجاب کے مذہبی امور کے مشیر حافظ طاہر محمود اشرفی صاحب کو اپنے پروگرام سے مطلع کیا کہ اگر اب مسدود شدہ نوٹس کی تمام تر ذمہ داری حکومت وقت اور قادیانیوں پر ہوگی۔ اسی طرح نیشنل سیکورٹی کونسل کے رکن برائے مذہبی امور جناب، آئسز محمود احمد غازی سے ملاقات کے دوران انہیں پنجاب گھر سے چھٹے والے مہمئی کے اخبارات دکھائے جن پر ”ربوہ“ نام لکھا ہوا تھا۔ یہ دو حضرات نے یقین دہانی کرائی کہ ہم انتظامیہ سے کہتے ہیں کہ اس خلاف قانون اقدام کو روکا جائے اور آپ کا مطالبہ تسلیم کر کے اس پر نوٹس مقرر کیا جائے۔

قادیانیوں کا ترجمان ”رسالہ الفضل“ جس پر گزشتہ ۵۲ سال سے ”ربوہ“ لکھا جا رہا تھا، سب اسمبلی ۱۹۹۹ء کا شمار چھپ کر منظر عام پر آیا تو اس پر ”ربوہ“ کی جگہ ”چناب گھر“ لکھا ہوا تھا۔ الحمد للہ الحمد للہ۔ یہ ایک انتہائی اہم کامیابی تھی یہ نکتہ قادیانی اپنے خلاف کسی قانون کو نہیں مانتے اور کلمہ کھلا آئین کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں جبکہ اس دفعہ انہیں اپنے ہتھوں اپنی مہموعات سے ”ربوہ“ نام ختم کر کے ”چناب گھر“ لکھنا پڑا تھا۔ یہ قادیانوں کے لیے سوت فیر انصاف سے کم نہیں تھا۔ اب ان کی دکانوں کے بورڈوں پر سے بھی ”ربوہ“ نام مٹایا جا رہا ہے۔

الحمد للہ اب تمام سرکاری تعمیراتی اداروں میں ”چناب گھر“ نام استعمال ہونے لگا ہے تمام متعلقہ محکموں نے اپنی مہریں بھی تبدیل کر دی ہیں تمام قادیانی مقامی اخبارات پر اور سب سے بڑھ کر قادیانیوں کی اپنی مطبوعات پر چناب گھر لکھا جانے لگا ہے اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب اس ”ربوہ“ کا موشلانہ پوری دنیا سے مٹ جائے گا۔ قرآن مجید فرقانِ حید کے مقدس لفظ ”ربوہ“ کے منظرِ استعمال کا سد باب ہو کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تحفظ ہو گیا۔

میں صمیم قلب سے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جس نے اس کامیابی پر یہاں دنیا میں عزت و تکریم نصیب فرمائی۔ یہ محض اس کا کرم ہے ورنہ ”میں آتم کہ سن دینا“ میری اللہ تعالیٰ کے دربار میں استدعا ہے کہ

میری ان ٹوٹی پھٹی خدمت کو قبول فرما میں ہر انہیں آخرت میں میری بخشش کا ذریعہ بنائیں۔ بعد دئے  
 کویت میں ایذا و وصول کرنے کے بعد اپنی تقریر میں یہ کہا کہ "مجھے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کوئی عزت دی ہے۔ بچے  
 کہ مجھے ڈرنا آتا ہے قسمِ نبوت کی خدا کا سوا سوا دنیا میں ہی پورا نہ سوجھائے اور آخرت میں میری مغفرت ہے  
 کے لیے مجھ نہ بچے۔ اللہ کریم سے اس دعا ہے کہ قسمِ نبوت کے لیے میری ان کوششوں کو جس کام میں صرف  
 ذریعہ بنائوں کیونکہ سب کچھ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہی ہے آخرت میں درجہ نہایت بنا دے اور میرے گناہوں  
 اور سبوں پر پردہ پوشی فرماتے ہوئے میری مغفرت فرمائی اور بغیر حساب کتاب اپنے فضل و کرم سے  
 آخرت میں مجھے کامیاب فرما کر شفاعت صغریٰ شفاعت کبریٰ کا اہتمام دے۔ (آمین)

نہ زبان میں طاقت ہے اور نہ قلم و قدرت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کا شکر یہ ادا کر  
 سکیں۔ تمام ادب و متعلقین و متوسلین سے بھی درخواست ہے کہ اپنی محسانہ دعاؤں سے حاجت کی  
 مدد فرمائیں۔ آمین یا رب العالمین!





